مقالاتِ نیّر 2

حضرت علامہ اللہ بخش نیّرؒ

مقالاتِ نیّر

جلد دوم

مصنف

پیر طریقت حضرت علامہ اللہ بخش نیّر حفظہ اللہ تعالیٰ

ناشر

ادارہ تحقیقات نیر ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ••••-•-•••• مقالاتِ نیر (جلد دوم)

نام مصنف ••••-•-•••• علامہ اللہ بخش نیر دامت برکاتہم العالیہ

نظر ثانی ••••-•-•••• صلاح الدین سعیدی

صفحات ••••-•-•••• 288

تاریخ اشاعت ••••-•-•••• 1431ھ

تعداد ••••-•-•••• 500

ناشر ••••-•-•••• ادارہ تحقیقات نیر ہوت والا جمن شاہ ضلع لیہ

قیمت ••••-•-•••• =/200روپے

ملنے کے پتے

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

ادارہ صراط مستقیم ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

روحانی پبلشرز ظہور ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ کریمیہ خضریٰ مسجد نزد 1122 نیو ملتان

مکتبہ فیضان سنت اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
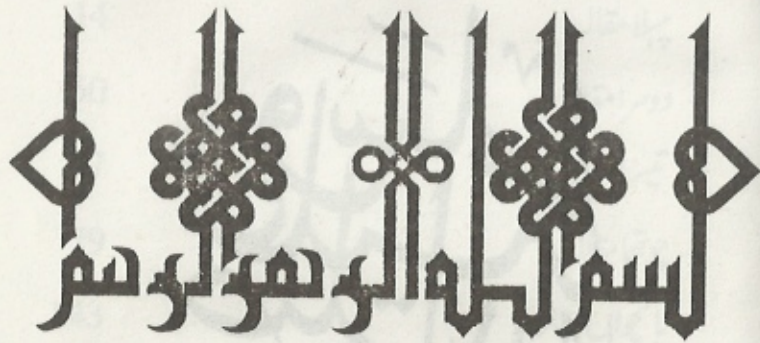
فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	تقریظ	6
2	ابتدائیہ	9
3	دیباچہ	11
4	پہلا مقالہ	14
5	دوسرا مقالہ	50
6	تیسرا مقالہ	57
7	چوتھا مقالہ	79
8	پانچواں مقالہ	143
9	چھٹا مقالہ	168
10	ساتواں مقالہ	189
11	آٹھواں مقالہ	200
12	نواں مقالہ	214
13	دسواں مقالہ	270
14	گیارھواں مقالہ	276

تقریظ

جناب سعید بدر قادری

سینئر ایڈیٹر روزنامہ "پاکستان" لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالات نیر حصہ دوم' پیر طریقت حضرت علامہ مولانا اللہ بخش نیر دامت برکاتہم العالیہ' آستانہ عالیہ نقشبندیہ ہوت والا شریف' جمن شاہ' ضلع لیہ کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے۔ جو انہوں نے مختلف اوقات میں تحریر کیئے۔

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا اللہ بخش نیر حفظہ اللہ تعالیٰ ممتاز عالم دین' اور بلند پایہ خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی پیشوا بھی ہیں۔ بہت عرصہ تک وہ جھنگ کی مرکزی عیدگاہ کے خطیب بھی رہے۔ یہ پر آشوب دور تھا کیونکہ اسی زمانہ میں جھنگ میں پہلے "سپاہ صحابہ" اور پھر اس کے ردعمل میں "سپاہ محمد" جیسی تحریکیں وجود میں آئیں۔ جنہوں نے وطن عزیز کے امن وسکون کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا۔

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا گلا کاٹنے لگا' بالخصوص ہر دو گروپوں کے راہنما نشانہ ستم بنے۔ وطن عزیز میں نہ صرف فرقہ واریت نے جنم لیا بلکہ یہ اس حد تک بڑھی اور

پھیلی کہ اس نے وطن عزیز کے چاروں کونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

حضرت پیر مولانا اللہ بخش نیر مدظلہ العالی نے فرقہ واریت کی اس آگ کو بھڑکانے کی بجائے "اعتدال کی راہ" اپنائی جو اسلام کا مقصد اولین وآخرین ہے۔ انہوں نے فرقہ واریت کے خلاف مضامین لکھنے کا سلسلہ شروع کیا اور دلائل وبراہین سے ثابت کیا کہ "فرقہ واریت" نہ صرف ملک وقوم کیلئے خطرناک اور خوفناک ہے بلکہ یہ ملت اسلامیہ کی جڑیں کاٹنے اور اسے منتشر وکمزور کرنے کی بہت بڑی سازش ہے۔ اس سے مسلمان مزید باہمی انتشار اور افتراق کا شکار ہو جائیں گے۔ جو پہلے ہی متحد ومتفق نہیں۔

پیر طریقت حضرت مولانا اللہ بخش نیر مدظلہ العالی نے جھنگ کے مرکز میں بیٹھ کر فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے والوں کو اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے قتل وغارت سے روکا۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ جو احترام آدمی پر مبنی ہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر تھا کہ دونوں فرقوں کے لوگ ان کے مخالف ہو گئے اور آپ کو "دھمکیاں" ملنے لگیں۔ مگر آپ نے جرأت مندی اور بہادری سے حالات کا مقابلہ کیا اور مردانہ وار "مسلک اعتدال" کی تعلیم دیتے اور تلقین کرتے رہے۔

مبلغ اسلام حضرت علامہ اللہ بخش نیر مدظلہ العالی بلند پایہ قلمکار ہیں۔ ان کی کئی تصانیف زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ جن میں "فاتح کربلا" اور "مقالات نیر حصہ اول" شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ۲۰۰ کے قریب مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ جن سے لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔

توقع ہے کہ زیر نظر کتاب "مقالات نیر حصہ دوم" کو بھی تمام خاص وعام پسند کریں

گے اور اس سے استفادہ کر کے فلاح دارین حاصل کریں گے۔ مزید برآں یہ کتاب اہل علم و دانش میں بھی علمی تشنگی کی تسکین کا باعث بنے گی۔

ملت بیضا کی حالت ہے زبوں
چار جانب بہہ رہا ہے ان کا خوں
ان کا ہر اک فعل بے سوز دروں
ہے کہاں اب جذبہ و جوش و جنوں
آپ کی چشم عنایت چاہیے
یا محمد اب کرم فرمائیے

(سعید بدر)

البدر

۹۶۵ نظام بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

رابطہ ۵۴۱۴۵۹۰

۰۳۲۱۔۴۸۷۲۷۰۰

ابتدائیہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

نگران مرکزی مجلس رضا مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''جہانِ رضا'' لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج ہمارے واعظانِ خوش بیان تحقیقی ذوق سے عاری ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن پیر طریقت حضرت مولانا اللہ بخش نیر مدظلہ العالی اس حوالے سے خاصے منفرد ہیں کہ وہ بیک وقت تقریر اور تحریر کے محاذوں پر صداقت اہلسنت کی جنگ لڑ رہے ہیں اور خوب لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی جوانی اسی کام میں کھپا دی ہے اور بڑھاپے کی دہلیز تک اپنا فرض منصبی نباہ رہے ہیں اور ان کا خامہ تحقیق ابھی تک سرپٹ دوڑ رہا ہے۔

ماشاء اللہ ملتان کے مولانا سعید احمد کریمی ان کے تحریری سرمایہ کو نئی نسل تک منتقل کرنے کیلئے اپنے محدود وسائل کے باوصف سرگرم رہتے ہیں۔ حضرت مولانا نیر کی مقبول عام کتاب ''فاتح کربلا'' پر بھی میں نے اپنے مختصر تاثرات دیئے تھے اور اب ''مقالات نیر جلد دوم'' پر بھی کچھ عرض کرنے کی سعادت پا رہا ہوں۔

حضرت پیر صاحب کے تحقیقی نثر پارے دیکھنے کے بعد میں نے یہ رائے قائم کی

ہے کہ وہ ایک سنجیدہ اہل قلم ہیں اور تحقیق وتفحص ان کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ مولانا کا قلم اپنے مسلک کے دفاع میں بڑا ذمہ دار قلم ہے۔ ان کی تحریریں حوالوں سے سجی ہوتی ہے اور وہ کوئی کچی اور سطحی بات قرطاس کے حوالے نہیں کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ "فاتح کربلا" نے نہ صرف جنوبی پنجاب میں بلکہ لاہور جیسے علمی اور ادبی مرکز میں بھی نام پیدا کیا ہے اور لوگوں کی توجہ حاصل کی ہے اور اس کے ۱۲ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

امید ہے اب مقالات نیر (جلد دوم) فاضل مصنف کے علمی قد کاٹھ میں اضافہ کا سبب بنے گی۔ اور ان کے قارئین میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ اور پھر جب یہ "مقالات نیر جلد دوم" اہل علم کے سامنے آئے گی تو فاضل مصنف کی علمی فضیلت کا ضرور اعتراف کیا جائے گا۔

ساتھ ہی نو آموز خطیب حضرات کیلئے بھی یہ ایک ارمغان ثابت ہوگی اور خطیب و واعظ حضرات مقالات نیر (جلد دوم) کے مطالعہ کے بعد اپنی محفلوں میں نیا رنگ بھریں گے، اپنے سامعین کو نیا مواد فراہم کریں گے اور اپنی محفلوں کو چار چاند لگائیں گے۔ ہماری دعائیں اور تعاون ہمیشہ ان کیلئے حاضر ہے۔

اللہ کریم اس کتاب کو اہل اسلام کیلئے مفید سے مفید فرمائے۔ آمین ثم آمین

اقبال احمد فاروقی
نگران مرکزی مجلس رضا لاہور

دیباچہ

حضرت علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون پر آواز سنائی دی۔ آپ کہاں ہیں؟ سمجھ نہ پایا کون صاحب یاد فرما رہے ہیں، کیونکہ اس وقت میں بھاٹی گیٹ سے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کیلئے آ رہا تھا۔ دوبارہ آواز آئی "صلاح الدین سعیدی" جواباً کہا مکتبہ نبویہ تشریف لائیں وہاں ملاقات وزیارت کا شرف حاصل کروں گا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرتے ہوئے مکتبہ نبویہ آمد ہوئی تو تاریخ اسلام فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر مشہور قلمکار، ادیب شاعر اور صحافی عزیزم صلاح الدین سعیدی نے آستانہ عالیہ ہوت والا شریف، جمن شاہ، ضلع لیہ کے معروف ومقبول خطیب وعالم شاعر و محقق اور مناظر حضرت مولانا پیر اللہ بخش نیر کی کتاب "مقالات نیر" (جلد اوّل) تحفہ عطا کی۔ اور ساتھ ہی ساتھ مقالات نیر کا (دوسرا حصہ) ٹریسنگ شدہ دیا تاکہ اس پر تاثرات درج کرسکوں۔

الحمدللہ راقم الحروف کو نیر علم وقلم حضرت علامہ اللہ بخش نیر مدظلہ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ موصوف اسلاف کی یادگار اور اخلاف کیلئے نمونہ عمل ہیں۔

آپ کی نہایت عمدہ تصنیف ''فاتح کربلا'' کے مطالعہ کا موقع میسر آیا جسے علم وادب اور تاریخ کا شاہکار پایا۔ عبارت آسان اور الفاظ وکلمات اور جملوں کی روانی خوب اور محبوب پائی تو اپنے تاثرات قلمبند کیے جنہیں حضرت نیر صاحب مدظلہٗ نے قبول فرمایا اور شامل اشاعت کیا۔

''مقالات نیر جلد دوم'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ متعدد مقامات سے پڑھا جس میں مختلف علمی وتحقیقی مقالات ہیں جو خلفائے اربعہ کی رفعت ومنزلت اور ترتیب وار مسئلہ خلافت پر مشتمل ہے' یزید پلید کے متعلق بھی اہلسنت وجماعت کا مطمع نظر واضح کیا گیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

''مقالات نیر جلد دوم'' تحریری مناظرے کی صورت لئے ہوئے ہے اور یہ اچھی بات ہے کہ قارئین طرفین کے دلائل ملاحظہ کرتے ہوئے حق وباطل کے درمیان لکیر کھینچ سکیں۔

اس کتاب میں مولانا الموصوف نے مسلک حق اہلسنت وجماعت کو نہایت ٹھوس دلائل وبراہین سے واضح کیا ہے۔ معتدل اور منصف طبائع یقیناً مفید پائیں گی۔ کتاب کوئی بھی ہو اس سے استفادہ تب ہی ممکن ہے جب اسے استفاضہ کی نیت سے پڑھا جائے۔

مولائے کریم نیر صاحب کے تمام علمی کام کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین ثم آمین

فقط

محمد منشا تابش قصوری مرید کے

۴ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

۸ جولائی ۲۰۰۸ء سہ شنبہ

وَالَّذِیۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ۝

لَہُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝

(پارہ ۲۴ آیت ۳۳،۳۴)

ترجمہ: ''اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس نیکوں کا یہی صلہ ہے''

جملہ مفسرین نے لکھا ہے کہ تشریف لانے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں مردوں میں سب سے پہلے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲۔حاشیہ نور العرفان ترجمہ اعلیٰ حضرت از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے درجے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں سچائی لانے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

سبحان اللہ! اپنے محبوب کے لیے فرمایا کہ آپ کو رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا:۔

لَہُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝

دوسری جگہ فرمایا:۔ وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مظہر محبوبیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

۳۔روافض کی معتبر تفسیر مجمع البیان طبرسی میں ہے: حق کے ساتھ آنے والے خود رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور جس نے ان کی تصدیق کی اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (بحوالہ آفتاب ہدایت صفحہ نمبر ۸۱)

۴۔ ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ (پارہ نمبر ۱۰، سورۃ التوبہ آیت ۴۰)

حاشیہ نور العرفان بر کنز الایمان:۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یارِ غار ہیں لفظ یارِ غار اس آیت سے حاصل ہوا۔ آج بھی دلی دوست اور وفادار کو یارِ غار کہتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت قطعی ایمانی قرآنی ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا درجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (دیگر انبیاء ورسل) کے بعد سب سے بڑا ہے کہ انہیں رب تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا۔ اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنے مصلیٰ پر امام فرمایا۔ آپ چار پشت کے صحابی ہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے صدیق رضی اللہ عنہ کے والدین صحابی، خود صحابی، اولاد صحابی اور اولاد کی اولاد بھی صحابی۔

۵۔ وَسَیُجَنَّبُہَا الۡاَتۡقَی (پارہ ۳۰، سورۃ اللیل، آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ:۔ اور اس (نار جہنم) سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا متقی ہے۔

مفسرین کا اجماع ہے کہ اتقیٰ سب سے بڑا متقی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

روافض کی تفسیر مجمع البیان طبرسی میں بحوالہ آفتاب ہدایت ۷۹ ہے۔ ابن زبیر سے

روایت ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ آپ
رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ وعامر بن فہیرہ کو خرید کر آزاد کردیا۔ معلوم ہوا
صدیق رضی اللہ عنہ اتقیٰ ہیں۔

۶۔ قرآنی فیصلہ:۔

ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

ترجمہ:۔ تم میں اکرم وافضل وہ ہے جو تم میں (اتقیٰ) سب سے بڑا متقی ہے۔
معلوم ہوا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہیں۔

۷۔ تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از قلم علامہ پروفیسر نور بخش توکلی صفحہ ۷۶ میں ہے: یہ آیتیں
(جن میں خدا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقیٰ فرمایا) حضرت صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ان میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ اتقیٰ ہیں۔ جو اتقیٰ ہو وہ اللہ کے نزدیک اکرم ہے۔ چنانچہ ارشاد باری
تعالیٰ ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور جو اکرم ہو وہ افض ہوتا ہے۔ پس ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ باقی امت سے افضل ثابت ہوئے۔

۸۔ عقائد اہل سنت اور فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب بہار شریعت صفحہ ۳۸ جلد ۱ میں ہے:

عقیدہ:۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق اور امام مطلق حضرت
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر حضرت مولا
علی رضی اللہ عنہم پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔
ان حضرات کو خلفاء راشدین ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں انہوں نے حضور

شخص مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے
افضل بتائے گمراہ بدمذہب ہے۔

عقیدہ:۔ افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت
والا ہو۔ اس کو کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں نہ کثرت اجر کہ بارہا مفضول کے
لیے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہمراہیانِ سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نسبت آیا ہے کہ
ان میں ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے صحابہ نے عرض کی ان میں کے پچاس کا یا ہم
میں کے۔ فرمایا کہ تم میں کے۔ تو اجر ان کا زائد ہوا مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے
ہمسر بھی نہیں ہو سکتے زیادہ تو درکنار۔ کہاں امام مہدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت۔ اس کی نظیر بلاتشبیہ یوں سمجھئے کہ سلطان نے کسی مہم
پر وزیر اور دیگر بعض افسروں کو بھیجا اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیئے اور
وزیر کو خالی پروانہ خوشنودی مزاج دیا تو انعام انہی کو ملا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر اعظم
پروانہ خوشنودی مزاج۔

عقیدہ:۔ ان کی خلافت بالترتیب فضیلت ہے۔ یعنی جو عند اللہ افضل واعلیٰ اور اکرم
تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت بالترتیب خلافت۔ یعنی افضل یہ کہ ملک
داری وملک گیری میں زیادہ سلیقہ جیسا آج کل سنی بننے والے تفضیلیئے کہتے ہیں۔ یوں
ہوتا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہوتے۔

عقیدہ:۔ کسی صحابی کے بارے میں عقیدہ بدمذہبی وگمراہی واستحقاق جہنم حضور صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگر چہ چاروں خلفاء

کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے۔ مثلاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا اسی طرح حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شیبہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم حتی کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ (جنہوں نے قبل اسلام حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام اخبث الناس مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خیر الناس اور شر الناس کو قتل کیا) ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کا قائل رافضی ہے اگرچہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہو سکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (بہار شریعت)

۹۔ فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ صفحہ ۳۶۲ جلد ا ''جو شیعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ گمراہ ہیں ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ گمراہ کی صحبت خطرہ سے خالی نہیں'' (ملخصاً)

۱۰۔ فتاویٰ عزیزی از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۴۹۔

اول یہ مسئلہ مشتبہ تھا لیکن آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یہ مسئلہ اہل اسلام میں نہایت مشتہر ہوا اور لوگوں نے اس میں تحقیق فرمائی حتی کہ وہ سب تعارض درہم برہم ہو گیا اور قطعی طور پر یہ امر منقح قرار پایا کہ حضرات شیخین (صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما) کو دیگر سب صحابہ پر فضیلت ہے اور ان سب روایات کی تفصیل کے لیے ایک طویل دفتر چاہیے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اجلہ صحابہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احباب سے ۸۰ حضرات نے تفضیلِ شیخین

کا مسئلہ روایت کیا ہے اور ان حضرات نے مختلف مواقع میں یہ مسئلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا ہے اور دار قطنی اور دوسرے بعض محدثین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت بیان کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری ''یعنی جو شخص مجھ (علی) کو فضیلت دے گا حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تو میں اس کو اتنے دُرّے ماروں گا جس قدر اس شخص کو دُرّے مارنا ہیں کہ جو افتراء کا مرتکب ہوتا ہے۔ ان الفاظ سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے اس واسطے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ امور ظنیہ میں سزا نہیں۔

۱۱۔ فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۵۱۔ اب اصل مدعا کی تحقیق کرتا ہوں کہ اصل فضیلت حضرت شیخین (صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما) کی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر قطعی طور پر ثابت ہے اور قطعی مسائل کی قسم ثانی سے ہے اور تعین فضیلت کی وجہ ظن کے ذریعہ سے ہوتی ہے تو مومن محتاط کو چاہیے کہ اصل فضیلت کا اعتقاد رکھے اور فضیلت کی وجہ کا متعین ہونا اللہ تعالیٰ کے علم پر تفویض کرے اور اگر دلائل کے تتبع سے منجملہ وجوہ کے کسی وجہ کو اس کے نزدیک ترجیح ثابت ہو تو اصل اس عقیدہ سے کہ قطعی باہر نہ ہو۔

خلاصہ میں لکھا ہے (ترجمہ) رافضی اگر فضیلت دیوے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے پر یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ پر تو وہ بدعتی ہے اور اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے انکار کرے تو وہ کافر ہے اور بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں یہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ ''لاحق کیا ہے فتح القدیر میں حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس حکم میں اور شاید علماء کی مراد خلافت کے انکار سے یہ ہے کہ ان دونوں حضرات کے استحقاق خلافت سے انکار ہو اور یہ صحابہ کے اجماع کے خلاف ہے"

شرح مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے اس شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں جو ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر اور جائز بہ کراہت اس شخص کے پیچھے ہے جو مولا علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہو اس واسطے کہ تفضیلی بدعتی ہے۔

اور محیط میں لکھا ہے کہ امام محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز روافض کے پیچھے جائز نہیں اس واسطے کہ وہ خلافت صدیق کے منکر ہیں حالانکہ آپ کی خلافت پر اجماع ہے اور تتمۃ الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ رافضی کے پیچھے نماز ناجائز ہے جس کو اپنے مذہب میں غلو ہو اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہو اور جو غیسنائی میں لکھا ہے کہ رافضی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

فتاویٰ بدیعیہ میں لکھا ہے جس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت کا انکار کیا صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور ایسا ہی حکم اس شخص کے بارے میں بھی ہے کہ اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکاری ہو۔ جو شخص شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) اور ختنین (عثمان و علی رضی اللہ عنہما) کو برا کہے اس کے بارے میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اس کے بارے میں کفر کا حکم دیا جائے گا اس واسطے کہ ان حضرات کے امام ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ان کے بارے میں فاسق ہونے کا حکم دیا جائے گا اور محمد بن یوسف غرمانی سے پوچھا گیا اس شخص کا حال جو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا تو پوچھا گیا کہ کیا جب وہ مر جائے تو ہم لوگ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں؟ کہا نہیں اور منجملہ ان علماء کے کہ جن لوگوں نے رافضی کو کافر کہا ہے احمد بن یونس ابوبکر بن ھانی ہیں اور انہوں نے کہا ان کا ذبیحہ نہیں کھانا چاہیے۔ اس واسطے کہ یہ لوگ مرتد ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حنفیہ کی اکثر روایات سے تکفیر ثابت ہوتی ہے اور حنفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ کافر واجب القتل ہے اور اکثر شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ نے یہی فتویٰ دیا ہے۔

۱۱۔ فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۱۲، ۲۱۳ میں ہے کہ حضرات شیخین کی تفضیل حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہر وجہ سے نہیں بلکہ علمائے محققین نے لکھا ہے کہ حضرات شیخین میں بھی کسی سے ایک صاحب کی تفضیل دوسرے صاحب پر ہر وجہ سے ثابت ہونا محال ہے۔ اس واسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جہاد سیفی و سنانی میں اور فن قضاء اور کثرت روایت حدیث میں اور ہاشمیت وختنیت میں اور علی الخصوص اس وجہ سے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زوجیت کی قرابت سے افضل ہیں۔ ان وجوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قطعی پر ثابت ہوتی ہے اور ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قطعی امور میں ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے اور ایسا ہی پہلے نماز پڑھی۔ مراد اس امر سے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت ہے یہ ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر درج ذیل امور میں فضیلت ہے۔

سیاستِ امت وحفظ دین وسد باب فتنہ وترویج احکام شرعیہ وممالک میں اشاعت اسلام
واقامتِ حدود وتعزیرات۔ یہ ایسے امور ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
مانند انجام دیئے ہیں اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ
پر فضیلت ہے اور ایسے ہی مقاصد خلافت کبریٰ کے ہیں اور اسی وجہ سے اس امر
پر صحابہ کا اجماع ہوا کہ خلافت کبریٰ کے مقاصد میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما
مقدم ہیں بلکہ صواعق محرقہ اور دیگر کتب معتبرہ میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یا علی! میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ تم کو مقدم
کرے مگر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے سوا کسی دوسرے کو مقدم کرنے سے انکار کر دیا''

فتاویٰ عزیزی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۲۲۲ میں ہے کہ فضیلت حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کی قطعی ہے اور جو کچھ بعض علماء مثلاً امام رازی اور آمدی وغیرہ
اور بعض علماء متکلمین نے لکھا ہے وہ بھی صحیح اور درست ہے اور تفصیل اس امر کی یہ ہے
کہ ہر ایک دلیل پر جداگانہ جو نظر کی جاتی ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے یہ تفضیل ظنی
ہے لیکن جب سب ادلہ بحیثیت اجتماعی ملاحظہ کی جاتی ہیں تو قطعی طور پر ان سب ادلہ
سے فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ثابت ہوتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا
ہے کہ کسی امر کے لیے چند دلائل ہیں اور ہر دلیل جداگانہ فرداً فرداً لحاظ کرنے سے اس
امر کے بارے میں صرف ظن حاصل ہوتا ہے اور مجموعہ احاد جب حد تواتر کو پہنچ جائے تو
سب احاد بحیثیت مجموعی اور اس کے تواتر کے لحاظ کرنے سے وہ امر قطعی پر ثابت
ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ثابت ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خاص فضیلت جو کسی صحابی کو حاصل نہیں

فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۲۹ اور جمال الاولیاء مصنف اشرف علی تھانوی میں
ہے: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف لے جانا اور اجازت طلب کرنا
اور چاہیے کہ اس وقت کہا جائے یا رسول اللہ! یہ ابوبکر ہے اجازت چاہتا ہے کہ آپ
کے نزدیک دفن ہو۔ اگر اجازت مل جائے تو بہتر ورنہ مجھ کو بقیع کی طرف پھیر لانا۔
صحابہ نے ایسا ہی کیا اور آواز آئی کہ آپ داخل ہوں آپ کی تعظیم وتوقیر کی گئی۔ خطیب
نے یہ روایت کی کہ ابن عساکر نے کہا ہے کہ یہ روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی
وفات کا وقت آیا تو مجھ کو اپنے سر کے نزدیک بٹھلایا اور مجھ کو فرمایا کہ اے علی جب میں
مر جاؤں تو آپ مجھ کو غسل دیجئے گا اسی کپڑے میں کہ اس میں پیغمبر خدا صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا اور مجھ کو اس گھر کی طرف لے جائیے گا کہ اس میں
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اوپر کے مضمون کے مطابق اجازت طلب
کرنے کا قصہ ذکر کیا اور اس کے آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو
لوگ اس دروازے کے پاس گئے سب میں سے میں پہلے گیا میں نے سنا کہ کوئی کہنے
والا کہتا ہے کہ داخل کرو محبوب کو محبوب کی طرف۔ تحقیق کہ محبوب محبوب کا مشتاق ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم زندہ بحیات حقیقی دنیوی ہیں نیز صحابہ کرام بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کو زندہ مانتے تھے ورنہ وہ کہتے بقیع کی طرف لے جاؤ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کب سنتے ہیں جواب دیتے ہیں۔ صحابہ کرام عقیدہ تھا حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں، سنتے اور جواب دیتے ہیں۔

السر الجلیل درفضیلت شیخین۔ (السر الجلیل فی مسئلة التفضیل)

اس عنوان سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۳۱ سے صفحہ ۳۶۱ تک مستقل مضمون لکھا۔ مقدمہ اولیٰ میں یہ دلیل نقل فرمائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نابی الاتقدیم ابی بکر۔ یعنی پس انکار فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو مقدم کرنے سے ابوبکر پر۔

دوسرے مقدمہ کے اخیر میں لکھا جو صحابی (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت افضل تھے دوسرے صحابی کی فضیلت ان کے برابر ثابت نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کافی اعمال بجالائے۔

تیسرے مقدمہ کے اخیر میں لکھا: یہ مرتبہ (فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما) صرف فضل اختصاصی کی بناء پر ثابت ہوتا ہے۔

مقدمہ کے اخیر میں لکھا شرعی تعظیم وہ ہے کہ اس کی بناء للہ فی اللہ محبت اور دلی دوستی پر ہو یہ امر اہل فضل (مثلاً شیخین وغیرہ) کے سوا دوسرے کے حق میں شرع میں کہیں وارد نہیں چنانچہ یہی امر تفحص اور تحقیق کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔

دسویں مقدمہ میں لکھا: ان دو قسم کے جہاد (جہاد زبانی اور سامان حرب فراہم کرنا) میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما باقی سب صحابہ پر مقدم تھے اور زیادہ مستعد تھے اسی واسطے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شمار دعوت اسلام شروع اسلام میں اول ہے۔ آپ ان صحابہ میں پہلے مسلمان ہوئے بہترین صحابی شمار کئے جاتے

ہیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اسلام کی دعوت میں مشغول رہے اسی طرح جس دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا اس دن سے اسلام کی عزت زیادہ ہوئی اور اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا۔ آپ نے اسلام کی عبادتوں کو اعلانیہ طور پر مکہ میں رواج دیا اور رائے و مشورہ میں یہ دونوں حضرات مشیر وزیر حضور علیہ السلام کے رہے اور کوئی غزوہ اور کوئی مہم بلا مشورہ ان دونوں حضرات کے وقوع میں نہیں آیا۔ لوگوں کو جمع کرنے اور دشمنوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے میں ان دونوں حضرات نے ہمیشہ آقا علیہ السلام کے حضور میں بہ نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ سعی کی حتی کہ کفار ان دونوں حضرات سے خائف تھے اور ان دونوں حضرات کی وفات سے خوش ہوئے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دلیر ترین انسان تھے پھر بھی اسی دو قسم کے جہاد کو پسند فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہ دو قسم کے جہاد افضل ہیں تیسری قسم کے جہاد (کفار کے ساتھ لڑنے) سے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی ان دو قسم کے جہاد میں اپنے آقا سے مفارقت نہیں کی۔ اسی واسطے ان دونوں حضرات کا جہاد دوسرے صحابہ یعنی کہ حضرت علی مرتضی زبیر، حمزہ، مصعب، ابوطلحہ، ابوقتادہ، سعد بن معاذ اور سماک رضی اللہ عنہم کے جہاد سے افضل ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اکثر فوج کا سرانجام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سرداری سے ہوا۔ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیسری قسم کے جہاد میں بھی شریک ہوئے۔ یقیناً معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز، حج اور جہاد کے امور میں امیر مقرر فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صدقات

کے معاملہ میں عامل مقرر فرمایا۔ مورخین کو اکثر روایاتِ صدقہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے پہنچی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے مسائل کی تشریح فرمائی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت صدیق وعمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ مصاحب اور مشیر اور وزیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا علم کامل کسی کو اپنا مشیر اور وزیر نہ بناتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا علم دوسرے صحابہ کے علم سے کہیں زیادہ تھا اور اسی پر فتاوی کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ فقہ کے ہر مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحقیق فرمائی ہے اور امر حق کی تلقین کی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں علی رضی اللہ عنہ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم فرمایا۔ معلوم ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ اعلم واکرم تھے۔ قرآن شریف صحیفوں میں شیخین رضی اللہ عنہما نے جمع کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے نقل کیا اور رواج دیا۔ تمام صحابہ نے شیخین رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے زاہد ہونے کی گواہی دی ان دونوں حضرات (صدیق وعمر رضی اللہ عنہما) کا زہد زیادہ کامل تھا بہ نسبت اگر بت نہ پوجنا معیارِ فضیلت قرار دیا جائے تو مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والا بچہ حمزہ رضی اللہ عنہ، جعفر، سلمان، مقداد اور عمار رضی اللہ عنہم سے افضل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ شیخین رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ کئی ممالک فتح ہوئے فتنہ مرتدین کا قلع قمع ہوا۔ اسلام کو ترقی ہوئی۔ قیصر وکسریٰ سے لڑائیاں ہوئی۔ اسلام کو عزت ملی۔

منجملہ وجود ترجیح کے خلافت اور حسن سیاست اور سرانجام کرنا امورات کا ہے کہ فی الواقع مرجع جمیع اعمال خیر کا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا افضل ہونا ظاہر ہے اسی واسطے کہ اول بعد وفاتِ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فتنہ مرتدین کا ہوا اور اس مشکل واقعہ میں کوئی زیادہ ثابت قدم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ امور اپنے کمال کو پہنچے۔ بخلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہ آپ کے دور خلافت میں زیادہ فتح نہ ہوئی۔ صرف باہم اہل اسلام میں جنگ وجدال رہا تو آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہوا کہ صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ کا جہاد، علم وقرأت، زہد وتقویٰ، خوفِ خدا، مصدقہ حسنِ سیاست، لیاقتِ خلافت، اطاعت خدا اور اشاعت دین ایسا مرتبہ ہے کہ وہ کسی دوسرے کو ہرگز حاصل نہیں اور شارع نے ان ہی امور کو فضل اور بزرگی کے لیے باعث قرار دیا ہے اور سابق میں بیان کیا گیا ہے کہ سیادت اور قرابتِ قریبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہونا بلاغت وفصاحت، جلاوتِ شمشیر بازی اور نیزہ بازی جیسے امور کو فضل متنازعہ فیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس بارے میں (عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہے یا علی رضی اللہ عنہ) ہم لوگوں کے لیے ممکن نہیں کہ کسی ایک امر پر یقین کریں اس واسطے کہ ان دونوں حضرات کے فضائل برابر ہیں۔

دین مصطفیٰ مصنفہ شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی ابن سید ابوالبرکات میں ہے: ''انبیاء ومرسلین کے بعد تمام مخلوقات الٰہی جن وانس وملائکہ سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر عثمان غنی

رضی اللہ عنہ پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ خلفائے راشدین کے بعد عشرہ مبشرہ حضرات حسنین کریمین، اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان کے لیے افضلیت ہے یہ سب حضرات جنتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دنیا میں ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرمایا ہے''

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام کے اتفاق واجماع سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ اول (خلیفہ بلافصل) مقرر ہوئے۔ اتنی بات صحیح ہے کہ جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عباس، طلحہ ومقداد رضی اللہ عنہم وغیرہ نے بیعت عام کے وقت بیعت نہیں کی مگر دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی۔ نماز جمعہ ودیگر نمازوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص بھی تھے۔ غزوہ بنی حنیفہ میں (جس میں مسیلمہ کذاب قتل ہوا) حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے آپ کو مال غنیمت میں ایک لونڈی ملی تھی جس کے بطن سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک امام برحق نہ ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مال غنیمت نہ لیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہوتا یا وعدہ کیا ہوتا کہ میرے بعد تم خلیفہ بلافص ہو تو میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کی پہلی سیڑھی پر بھی قدم نہ رکھنے دیتا مگر جب میرے مرتبہ وکمال کے ہوتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عنہ کو اپنی حیات ظاہری میں نماز پڑھانے کے لیے امام کا منصب عطا فرمایا اور میں نے اور تمام صحابہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو ان واقعات کی بناء پر مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین کے معاملات میں امام بنایا، ان کے بہتر ہونے کا اظہار فرمادیا تو میں دنیا کے معاملات (خلافت) میں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بہتر جانتا ہوں۔

امام ذہبی نے اسی (۸۰) سے زیادہ حضرات سے بسند صحیح بخاری کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر وافضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ اور پھر کوئی اور۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ مجھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ مفتری مجھے ملے تو میں انہیں افترا کی سزا دوں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امت کے بہترین انسان ہیں ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ۔

(دار قطنی)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے یہ سب کچھ بطور تقیہ کیا تھا۔ انہیں دشمنوں کا خوف اور اپنی جان کا خطرہ تھا لیکن یہ بات نہایت لچر اور بے ہودہ ہے اور حضرت علی کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت علی تو وہ ہیں جو اللہ کے شیر ہیں۔ شیر بھی

ایسے جو غالب ہیں اللہ کا شیر حق بات کہنے سے ڈر جائے یہ ناممکن ہے پھر یہ بھی تو ایک حقیقت ہے قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہے۔ (حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہے) اس شان کا شیر خدا حق گوئی اور بے باکی سے باز رہ سکتا ہے؟ اور خوف جان کی بناء پر حق کہنے، حق کا اظہار کرنے سے باز رہ سکتا ہے؟

ایک مسلمان حضرت علی شیر خدا کے متعلق ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا حقیقت یہ ہے کہ تمام صحابہ نے خلوص قلب سے جناب صدیق اکبر کی خلافت کو تسلیم کیا جس بات پر تمام صحابہ کا اتفاق و اجماع ہو وہ بات برحق ہوتی ہے۔ امیر معاویہ صحابی رسول کاتب وحی ہیں البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ان سے (اجتہادی) غلطی ہوئی حضرت علی حق پر تھے لیکن صحابی ہونے کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا جائز نہیں۔ احادیث میں ان کے فضائل بھی آئے ہیں۔ صحابہ کی آپس میں جو لڑائیاں ہوئیں ایک مسلمان کے لئے ان پر تنقید و تبصرہ کرنا بہت ہی غیر مناسب ہے ان کے جھگڑوں میں ہمیں وکیل و جج بننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یوں بھی ان کی شان میں قرآن و حدیث میں جو فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں اس کا تقاضا بھی یہ ہی ہے کہ صحابہ کرام کے معاملہ میں زبان کو بدگوئی و طعن سے بہر حال روکا جائے۔ یہ ہی اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء جلد سوم صفحہ ۳۸ میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:۔

سب صحابہ نے ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کر لی آپ نے جاہلیت کے دور میں ہی شراب کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ (استیعاب)

اور آپ نے بتوں کو بھی کبھی سجدہ نہ کیا

(ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۸ جلد سوم)

امیر الحج ابوبکر صدیق تھے۔ ازالۃ الخفاء ۲۴ جلد سوم میں ہے جب مولا علی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ عضباء پر سوار ہو کر صدیق اکبر کے پاس پہنچ گئے تو ابوبکر صدیق نے پوچھا امیر بن کر آئے ہو یا ماتحت بن کر؟ حضرت علی نے کہا ماتحت بن کر پھر دونوں روانہ ہوئے تو ابوبکر لوگوں کو حج کرانے پر قائم تھے۔

مظہر العقائد صفحہ ۷۵ حضرت علی نے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق کے لئے فرمایا ''امامن قاسطان عادلان کان علی الحق وماتا علی الحق'' (شیعوں کی کتاب نہج البلاغہ) یہ دونوں پیشوا عادل و منصف تھے حق پر تھے اور حق ہی پر انہوں نے وصال فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق کے لئے فرماتے ہیں والعمری وان مکانھما فی الاسلام العظیم

(شیعوں کی کتاب شرح نہج البلاغہ لابن میثم البحرانی
جلد سوم صفحہ ۲۸۶ طبع تہران ۶۷۹ھ)

ترجمہ۔ اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! یقیناً اسلام میں ان دونوں (صدیق وفاروق) کا مقام بہت عظیم ہے۔ اور حضرت عمر نے مولا علی کے لئے فرمایا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا الغرض ان حضرات میں کوئی رنجش و کدورت نہیں تھی اور ہوتی بھی کیسے جب اسلام میں کینہ پروری کی سخت ممانعت ہے اور اس کے لئے سخت وعید ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جو باتیں ان کے مابین نہ ہوں وہ خواہ مخواہ پیدا کر کے اپنی عاقبت خراب کرے۔ اہل تشیع کی کتاب حیات القلوب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ وصیت ملتی ہے جس کے راوی امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ

ہیں۔ ''جو شخص میرے بعد والی امر ہو میں اسے خدا کی یاد دلاتا ہوں'' (حیات القلوب)

اسی روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حتمی طور پر کسی کا نام نہ لیا تھا اور وہ جو واقعہ قرطاس کے پیش نظر اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے بے حقیقت ہے کیونکہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مولا علی کے حق میں وصیت کرنی ہوتی تو ایام صحت میں ارشاد فرما دیتے یہ بات اتنی معمولی نہ تھی کہ وقت وصال اس کا اظہار کیا جائے لیکن یہ دنیادار بادشاہوں کی پرانی رسم تھی کہ مرتے وقت کسی کو جانشین بناتے تھے۔ اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر عمل نہ فرمایا مظہر العقائد صفحہ ۷۸ میں ہے۔

سوال: حضرت صدیق اکبر کو کس بنا پر فضیلت حاصل ہے؟

جواب: حضرت صدیق اکبر کی فضیلت کی کئی وجوہات ہیں۔

☆......مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔

☆......ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی خدمت و رفاقت کے لئے آپ کو منتخب فرمایا۔ آپ کی رفاقت کی شہادت خود قرآن پاک میں موجود ہے

☆......آپ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ جن کے زانوں پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ شیعہ مجتہد شیخ ابو منصور احمد بن علی الطبرسی نے اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں حضرت امام باقر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت اسامہ نے مولا علی سے دریافت کیا فھل بایعتہ ؟ کیا آپ نے ابوبکر سے بیعت کر لی؟ فرمایا فقال نعم ہاں بیعت کر لی ہے۔ (احتجاج طبرسی مطبوعہ مشہد صفحہ ۵۰ سال طباعت ۱۳۰۲ھ)

اس لئے خلافت کے بارے میں جو لوگ حضرت علی کو اولیت دیتے ہیں وہ خود مولا علی

کے مخالف ہیں اور ان کی منشاء کے خلاف کرتے ہیں۔

فتاوی عالمگیری صفحہ ۵۸۵ جلد سوم میں ہے۔

''رافضی اگر حضرت ابوبکر کو گالی دیتا ہو یا مثل اس کے بدزبانی سے یاد کرتا ہو اور ان کی لعنت کرتا ہو نعوذ باللہ تو وہ کافر ہے اور اگر فقط اتنی بات ہو کہ حضرت علی کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دیتا ہو تو وہ کافر نہ ہوگا البتہ بدعتی گمراہ ہے۔

عالم گیری صفحہ ۵۸۶ جلد ۳ میں ہے:

خزانتہ الفقہ میں ہے اور جس نے امامتِ ابوبکر سے انکار کیا وہ بعض کے نزدیک کافر ہے اور بعض نے کہا کہ بدعتی گمراہ ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور اسی طرح جس نے خلافت عمر سے انکار کیا وہ بھی اصح قول کے مطابق کافر ہے۔

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۶۱ میں لکھا ہے کہ:۔

(بدمذہب) زمخشری صاحب کشاف کہ تفضیلی اور معتزلی ہے۔ معلوم ہوا کہ آج کل کے تفضیلی بدمذہب زمخشری معتزلی کے پیروکا ہیں

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۰۰۔

اہل سنت عقیدۂ اصل امامتِ حضرت امیر میں تو شیعہ کے ساتھ متفق ہیں بحث تقدیم و تاخیر میں ہے۔ یعنی شیعہ حضرت علی کو افضل اور خلیفہ بلافصل مانتے ہیں اور سنی سیدنا صدیق اکبر کو افضل اور خلیفہ بلافصل مانتے ہیں یہی سنی اور شیعہ کے مابین فرق ہے۔

نحمده و نصلی علیٰ حبیه الکریم و علیٰ آله و اصحابه اجمعین

امابعد حضور علیه السلام نے مولاعلی رضی الله عنه کوفرمایااے علی! جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کو گھٹانے والے (یہودی) اور بڑھانے والے (نصاریٰ) دونوں جہنمی ہیں اسی طرح تیرے محبّ غال (بہت زیادہ بڑھانے والے) اور مبغض قال (گھٹانے والے) جہنم میں جائیں گے۔نہج البلاغہ (جوکہ شریف رضی رافضی کی تصنیف ہے جسے روافض مولاعلی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں) میں بھی مولائے کائنات علی مرتضیٰ کافرمان ذیشان موجود ہے آپ فرماتے ہیں بہت زیادہ بڑھانے والے ''محبّ غال'' اور مجھے گھٹانے والے ''مبغض قال'' دونوں فرقے جہنم میں جائیں گے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رافضی محبّ غال بہت زیادہ بڑھانے والے ہیں ان میں سے بعض رافضی مولاعلی رضی اللہ عنہ کو (معاذاللہ) خدا کہتے ہیں اور خلیفہ بلافصل تو ان کی خاص رٹ ہے کلمہ اور اذان میں مولاعلی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل کہنا ان کا شعار ہے حالانکہ اصل کلمہ واصل اذان وہی ہے جو اہل سنت کہتے ہیں یہ ان کا ازخود اضافہ ہے کتب روافض میں بھی آئمہ اطہار سے اسی کلمے اور اذان کی تائید ہے۔

ملاحظہ ہوں روافض کی کتب:۔

ا۔حلیۃ الابرار صفحہ ۱۴۱ جلد ۲ باب ۳ مطبوعہ قم، ایران۔

۲۔حیات القلوب تصنیف ملا باقر مجلسی جلد دوم صفحہ ۱۸۲ باب پنجم طبع لکھنو قدیم۔

۳۔مجالس المومنین صفحہ ۲۰ جلد ۱، مطبوعہ تہران ایران۔

۴۔مسلک اہل بیت اطہار صفحہ ۱۴۹ میں ہے:۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے روز میرے جھنڈے پر تین سطریں ہوں گی پہلی سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر الحمدللہ رب العالمین تیسری سطر لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ۔

۵۔فروع کافی جلد ۸ کتاب الروضہ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ تہران۔

۶۔حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ اباب ششم۔

۷۔اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۱۸ کتاب الایمان مطبوعہ تہران۔

رافضیوں کی صحاح اربعہ سے حوالہ من لایحضر الفقیہ جلد ا صفحہ ۱۸۲۔

روافض سے میری مخلصانہ گذارش ہے کہ اپنی کتب معتبرہ کے حوالہ جات بار بار پڑھیں اور اصلی کلمہ لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ کو ایمان کی بنیاد بنائیں جو مرتے دم بھی کام آئے گا۔ انشاء اللہ۔

اور دوسرا فرقہ ''مبغض قال'' خوارج کا ہے جو مولا علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ کو تو کجا سچا مسلمان بھی نہیں مانتا ہم دونوں فرقوں سے اپنی برأت کا اعلان کرتے ہیں اور کتب روافض سے ثابت کرتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو بلافصل خلیفہ کہنا بالکل غلط ہے۔

حوالہ نمبر ا:۔روافض کی کتاب تاریخ روضۃ الصفا مطبوعہ لکھنو طبع قدیم جلد ۲ صفحہ ۴۴۲ در ذکر خلافت صدیق رضی اللہ عنہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خلیفہ رسول ﷺ آپ کی پسند ہماری پسند ہے اور ہماری خوشی

آپ کی خوشی سے وابستہ ہے ہم (آپ کے بعد) عمر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کو خلیفہ بنانا پسند نہیں کرتے۔ (بحوالہ المذهب المختار)

ثابت ہوا کہ خلیفہ بلافصل ہونے سے خود مولا علی رضی اللہ عنہ کا انکار ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول فرما کر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کا اعلان فرما رہے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲:۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ،صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کو بیعت لینے پر آمادہ کرنے کے لیے گئے خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر ،حضرت عمر ،حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد اب چوتھے نمبر پر جبکہ آپ کا خلیفہ بننا تاریخ اسلام اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک برحق و مسلّم ہے تو ہمیں ارشاد علی رضی اللہ عنہ سے پتہ چلتا ہے آپ تو اس کے بھی خواہش مند اور حریص دکھائی نہیں دیتے بلکہ صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کسی اور کو خلیفہ بنالو تو میں تم سے بڑھ کر اس کی اطاعت کروں گا اور خلفائے ثلاثہ کا جس طرح وزیر رہا ہوں اسی طرح اب بھی خلیفہ بننے کی بجائے خلیفہ کا وزیر بننا میرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ فرمایا: اگر تم مجھے خلافت کے معاملہ میں چھوڑ دو اور رہنے ہی دو تو میں تم میں سے ایک عام فرد کی طرح رہوں گا بلکہ جس کو تم خلیفہ چن لو گے میں اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا اور میرا وزیر بن جانا خلیفہ اور امیر بننے سے زیادہ بہتر ہے۔

(نہج البلاغہ صفحہ ۱۳۶ خطبہ ۹۲ مطبوعہ بیروت)

واضح ہو گیا کہ اگر خم غدیر کے موقعہ پر سرکار کے من کنت مولاہ فرمانے سے آپ کی

خلافت بلافصل کا (بقول روافض) اعلان ہو چکا تھا تو پھر کسی دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا معنی رکھتا ہے؟ بلکہ آپ کے اس خطبہ سے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اس خطبہ کے وقت تک آپ نہ خلیفہ تھے نہ خلافت کے دعویدار۔ جب یہ دونوں باتیں مفقود تھیں تو خلافت بلافصل کا تو وجود ہی ختم۔ یہاں مولا بمعنی دوست ہے۔

حوالہ نمبر۳:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے وصی رسول اللہ کا عقیدہ ختم۔ (تلخیص الشافی جلد۲ صفحہ۲۳۷ تصنیف شیخ الطائفہ طوسی)

(ترجمہ) امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ سے کہا گیا آپ وصیت کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کیا حضور علیہ السلام نے کوئی وصیت فرمائی تھی؟ کہ میں وصیت کروں لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان میں سے ان کے بہترین شخص پر سب کو جمع فرمادے گا۔ جس طرح کہ اس نے نبی پاک کے بعد انہیں بہترین شخص پر جمع کیا رافضی کتاب کی اس حدیث سے علی رضی اللہ عنہ کے وصی رسول اللہ ہونے کی نفی ہوگئی اور جمعهم بعد نبيهم علی خیرھم کے الفاظ سے ابوبکر صدیق کا خلیفہ بلافصل ہونا ثابت ہوا اور ابوبکر صدیق کا افضل امت ہونا حضرت علی سے ثابت ہو گیا اور وہ بھی معتبر کتب شیعہ سے۔

حوالہ نمبر۴:۔ حضور علیہ السلام نے غیب کی خبر دی کہ میرے بعد خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیق ہوگا اور ان کے جنتی ہونے کی خبر کتاب روافض تلخیص الشافی صفحہ ۳۹ جلد۳ مطبوعہ قم طبع جدید۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے انہیں ابوبکر صدیق کے مجلس میں آنے کے وقت ارشاد فرمایا: کہ ابوبکر صدیق کو جنت اور

میرے بعد خلافت (یعنی خلیفہ بلافصل ہونے) کی خوش خبری سنادو اور عمر فاروق کو بھی جنت اور ابوبکر صدیق کے بعد خلافت کی بشارت دو۔

(بحوالہ مسلک اہل بیت اطہار صفحہ ۲۶)

یہ حدیث اپنے مدلول، مقصود اور تاریخی صداقت میں یقین کامل مہیا کر رہی ہے۔ لہٰذا اسی صداقت میں یہ حدیث قطعی کی طرف فیصلہ کن ہے۔

حوالہ نمبر۵:۔ تیس سالہ دور خلافت راشدہ مابین شیعہ وسنی متفق علیہ ہے اور روافض کے نزدیک بھی حضرت ابوبکر کی خلافت بلافصل حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

اس حدیث پاک پر اہل سنت اور روافض کا اتفاق ہے جس میں حضور پرنور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد خلافت (علی منهاج النبوت) تیس سال تک رہے گی۔ ارشاد للشیخ مفید صفحہ۱۱۲، اور کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ کتب روافض میں یہ حدیث درجہ صحیح میں موجود اور ثابت ہے اسی سلسلہ میں مروج الذہب للمسعودی جلد۲ صفحہ۴۲۹ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ میرے بعد خلافت (علی منهاج النبوت) تیس سال ہوگی کیونکہ حضرت ابوبکر نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، عمر فارق نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرا دن، حضرت علی نے چار سال ایک دن کم سات ماہ اور امام حسن نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی لہٰذا کل مدت تیس سال ہوئی۔

(بحوالہ مسلک اہل بیت اطہار صفحہ۲۹)

رافضیوں کی کتاب کی صحیح حدیث سے ثابت ہوا حضور علیہ السلام کے فوری بعد خلیفہ بلافصل مولا علی کی بجائے ابوبکر صدیق تھے اور صدیق کا خلیفہ بلافصل ہونا رافضی

مؤرخ کے بقول حدیث صحیح سے ثابت ہے ان کے بعد عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولا علی پھر امام حسن (رضی اللہ عنہم) کی خلافت راشدہ تھی۔

حوالہ نمبر۶:۔ نہج البلاغہ میں مولا علی کا اپنے سے پہلے خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا اقرار: نہج البلاغہ صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ بیروت اور روافض کی کتاب اخبار الطوال صفحہ ۱۴۰ طبع جدید میں ہے: بیشک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کی تھی اور مقصدِ بیعت ایک ہی ہے۔

(بحوالہ مسلک اہل بیت اطہار صفحہ ۲۹،۳۰)

حوالہ نمبر۷:۔ روافض کی کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۵۶ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم اور روافض کی کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۱۰ جلد ا مطبوعہ قُم طبع جدید۔

''پھر مولا علی نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی''

(بحوالہ مسلک اہل بیت طہار)

حوالہ نمبر۸:۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۵۶ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم واحتجاج طبرسی صفحہ ۱۱۵ جلد اول مطبوعہ قُم طبع جدید میں ہے: حضرت اُسامہ نے مولا علی سے کہا کیا آپ نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے بیعت کر لی ہے۔

(بحوالہ مسلک اہل بیت

حوالہ نمبر۹:۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے الوداعی خطبہ میں خلفائے راشدین کا دامن امت کو تھما دیا۔

روافض کی معتبر کتاب ارشاد القلوب جلد اول صفحہ ۳۷ مصنفہ الشیخ ابی محمد

الحسن مطبوعہ بیروت طبع جدید میں ہے:۔

حضور رحمت عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہا اس پر لازم ہے کہ میرے اور میرے خلفائے راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن) کی سنت کو میرے بعد مضبوطی سے تھام لے اور حق کی پیروی کرے اگرچہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

(بحوالہ مسلک اہل بیت اطہار)

رافضی اس کے ساتھ اپنے طور پر ''من اھل بیتی'' کی پچ لگاتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو حبشی غلام کا نسبی طور پر اہل بیت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اس جملہ ''من اھل بیتی'' کے بناوٹی ہونے کے دلائل خود کتب روافض کے مطالعہ سے پختہ تر ہو جاتے ہیں مثلاً کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول صفحہ ۵۷ میں ہے کہ ''حضرت امام حسن نے اپنی خلافت امیر معاویہ کے سپرد کرتے ہوئے یہ شرط بھی رکھی تھی: معاویہ لوگوں میں کتاب اللہ اور سنت رسول اور سیرت خلفائے راشدین پر عمل کریں گے''

اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ سیدنا حسن، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کو خلفائے راشدین اور معیارِ حق سمجھتے تھے جو امام حسن کا فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ہے خلفائے راشدین ہی رسول کے بعد مینارِ ہدایت ہیں۔

حوالہ نمبر۱۰:۔ ابی شیخ طوسی جلد۲ صفحہ ۲۱ جزو ثامن عشر مطبوعہ ایران رافضیوں کی کتاب میں ہے:۔ حضرت مولائے کائنات علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا: ''پس میں نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی جس طرح تم

سب نے ان کی بیعت کی تھی۔ پھر فرمایا پس میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے ان کی بیعت کی"

حوالہ نمبر۱۱:۔ رافضیوں کی کتاب مجمع الوسائل کے ترجمہ مناقب شہر آشوب جلد۲ صفحہ۳۷۶ مطبوعہ کراچی میں ہے:۔

حضرت مولا علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: جو مجھے رابع الخلفاء یعنی چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

معلوم ہوا مولا علی کے لیے خلیفہ بلافصل کا عقیدہ باطل ہے۔

اعتراض:۔ معاویہ نے مولا علی کو خلیفہ رابع نہیں مانا ان کے بارے کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد۷ صفحہ۵۰۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور میں فرماتے ہیں:۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں (یعنی میں مولا علی کو چوتھا خلیفہ برحق مانتا ہوں) نہ میں اپنے آپ کو مولا علی کا ہمسر سمجھتا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ مجھ سے افضل واحق بہ امامت ہیں تمہیں خبر نہیں کہ امیر المومنین عثمان ظلماً شہید ہوئے میں ان کا ولی اور ابن عم ہوں ان کا قصاص مانگتا ہوں۔ اسے امام بخاری کے استاذ یحیٰ بن سلیمان الجعفی نے کتاب صفین میں سند جید کے ساتھ ابو مسلم خولانی سے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تحقیق سے واضح ہوگیا کہ جناب معاویہ مولائے کائنات علی مشکل کشا کو برحق خلیفہ رابع مانتے تھے۔ ان کا مطالبہ قصاصِ عثمان کا تھا۔

خلافت علی کے منکر نہیں تھے۔

رافضیوں کی کتاب ارشاد القلوب مصنفہ شیخ ابی محمد الحسن بن محمد الویلمی شیعی صفحہ۳۹۶ مطبوعہ بیروت میں ہے:۔

لیکن حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان کی بیعت کے وقت چونکہ میں (اس سے پہلے حضرت ابوبکر) بیعت کر چکا تھا اور مجھ جیسا شخص بیعت کر کے توڑا نہیں کرتا۔

معلوم ہوا رابع الخلفا کے بارے رافضی تاویلیں غلط ہیں۔

حوالہ نمبر۱۲:۔ رافضیوں کی کتاب احقاق الحق صفحہ۷ میں ہے:۔

مولا علی نے فرمایا وہ دونوں (ابوبکر وعمر) عادل اور منصف امام خلیفہ تھے۔ دونوں ہمیشہ حق پر رہے اور حق پر ہی وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے۔

(بحوالہ مسلک اہل بیت اطہار صفحہ۳۳)

حوالہ نمبر۱۳:۔ رافضیوں کی کتاب مناقب شہر آشوب جلد۳ صفحہ۶۳۔ امیر المومنین مولا علی نے فرمایا:۔

جو شخص مجھے رابع الخلفاء (چوتھا خلیفہ) نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

یہ خلافت نبوت نہیں

رجال کشی صفحہ۲۵۵ مطبوعہ کربلا میں ہے:۔

امام باقر نے ارشاد فرمایا: جو مولا علی کو نبی مانے یا نبی گمان کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔

حوالہ نمبر۱۴:۔ رافضیوں کی کتاب روضة الصفاء جلد۲ صفحہ۴۳۲۔

بیعت امیر المومنین میں ہے:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابوبکر صدیق کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو بہت ہی جلدی درِ دولت سے باہر تشریف لائے حضرت مولا علی پیرہن مبارک میں ملبوس تھے اس صورت میں حضرت ابوبکر کے پاس پہنچے اور ان کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد مولا علی نے فرمایا میں ابوبکر کو اس بارِ خلافت کے لیے نہایت مناسب شخصیت تصور کرتا ہوں۔

(بحوالہ مسلک اہل بیت اطہار صفحہ ۳۶)

مولا علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل مان لیا۔

حوالہ نمبر۱۵:۔ تفسیر منہاج الصادقین جلد۹ صفحہ۳۳۰ مطبوعہ تہران میں ہے: حضور علیہ السلام نے ام المومنین سیدہ حفصہ کو فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد تیرے باپ عمر اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد پھر عثمان خلیفہ ہوں گے۔ کیا "بعد من ابوبکر" کے الفاظ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل کو ثابت نہیں کر رہے؟ اس کی تکذیب اللہ کے رسول کی تکذیب ہے۔

حوالہ نمبر۱۶:۔ تفسیر مجمع البیان جلد۵ جز۱۰ صفحہ۳۱۴ مطبوعہ تہران میں ہے:

حضور علیہ السلام نے اپنی بیوی حفصہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد عمر خلیفہ ہوں گے۔

حضور علیہ السلام کی دی ہوئی غیب کی خبر کو جھٹلا کر مولائے کائنات علی مشکل کشا

کو خلیفہ بلافصل کہنا کتنا غلط ہے۔

حوالہ نمبر۱۷:۔ تصنیف نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت خطبہ نمبر۳۷ صفحہ۸۱ میں ہے:۔

مولا علی فرماتے ہیں میں نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لیے ابوبکر کی اطاعت کرنا اور ان کی بیعت میں داخل ہونا اپنے لیے بیعت لینے سے بہتر ہے اور جب کہ میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بھی بندھا ہوا ہے۔

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ مولائے کائنات علی مشکل کشا نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔

حوالہ نمبر۱۸:۔ ابن میثم شیعہ ان الفاظ کی تشریح شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد۲ صفحہ۹۷ مطبوعہ تہران طبع جدید میں ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

فاذا المیثاق فی عتقی لعمری سے مراد ہے رسول اللہ ﷺ کا مجھ سے عہد لینا، مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے کہ جب لوگ حضرت ابوبکر کی بیعت کر لیں تو میں بھی بیعت کر لوں پس جب حضرت ابوبکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لیے ناممکن تھا کہ میں ان کی مخالفت کرتا۔

ثابت ہوا کہ مولا علی سے حضور علیہ السلام نے اپنی حیات ظاہری میں ہی ابوبکر صدیق کی بیعت کرنے کا عہد لیا ہوا تھا لہٰذا مولا علی نے بیعت کی اور مشاورت کا حق بھی ادا کیا اگر خلافت بلافصل خود مولا علی کا حق ہوتا تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

حوالہ نمبر۱۹، ۲۰:۔ شیعہ کی تفسیر صافی جلد۲ سورہ محمد صفحہ۵۶۲، اور تفسیر قمی

صفحہ ۶۲۴ میں ہے:۔

حضرت امام محمد باقر راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پاک کے بعد حضرت مولا علی نے فرمایا ہم حضور علیہ السلام کے بارے اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابوبکر کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا۔

مولا علی کے تمام ماننے والے مریدوں کا فرض ہے کہ یہ پختہ عقیدہ رکھیں کہ حضرت ابوبکر کو خود نبی پاک ﷺ نے اپنے پیچھے بلافصل خلیفہ بنایا۔ کیونکہ یہ گواہی باب مدینۃ العلم کی ہے۔ خاک ہے اس منہ پر جو دعویٰ محبت علی کا کرے لیکن مولا علی اور امام باقر کے فرمان کو نہ مانے۔

حوالہ نمبر ۲۱،۲۲،۲۳:۔ شیعہ کتب ارشاد للشیخ مفید صفحہ ۹۹، اعلام الوریٰ صفحہ ۱۴۲ بالفاظ مختلفہ تہذیب المتین صفحہ ۲۳۶ جلد اول مطبوعہ دہلی میں ہے:۔

وقت وصال نبوی ﷺ باقی ماندہ اشخاص میں حضرت عباس، فضل بن عباس، حضرت علی بن ابی طالب اور صرف اہل بیت ہی جب حضور علیہ السلام کے پاس تھے تو حضرت عباس نے عرض کی:۔

یارسول اللہ ﷺ اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں ہی مستقل طور پر رہے گا تو پھر ہمیں اس کی خوش خبری سنا دیجئے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو پھر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیجئے۔

ان تین حوالوں نے شیعہ مذہب کی بنیاد "علی خلیفہ بلافصل" کو ختم کر کے رکھ دیا اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ خم غدیر میں مولا علی کی خلافت بلافصل کا اعلان رافضیوں کا من گھڑت و بے سروپا فرضی واقعہ ہے۔

یہاں مولا کا معنی صرف اور صرف دوست ہے ان کتب شیعہ میں یہ وضاحت باصراحت موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے حیات ظاہرہ کے آخری لمحات تک مولا علی کو خلافت کے لیے نامزد نہیں کیا تھا۔ اگر بقول شیعہ مولا علی کی خلافت بلافصل کا فیصلہ ہزاروں کے مجمع میں خم غدیر میں ہو چکا تھا تو کیوں عرض کرنا پڑا کہ یاسول اللہ ﷺ اگر آپ کے بعد امرِ خلافت ہم میں رہے گا تو ہمیں خوش خبری سنا دیں نہیں تو بصورت دیگر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیں اگر فیصلہ پہلے ہو چکا تھا تو اب فیصلہ کے لیے عرض کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

حوالہ نمبر ۲۴:۔ شیعہ کی تفسیر مرات الکوفی صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف:۔ امام باقر سے عرض کیا گیا اس آیت کی کیا تاویل ہوگی جس کے معنی یہ ہیں اے پیغمبر ﷺ اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں۔ تو امام باقر نے فرمایا کہ حضور ﷺ اس امر کے شدید خواہش مند تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی کے لیے خلافت بلافصل کا حکم عطا فرمائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں اس فرمانِ ذیشان امام باقر سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مولا علی کو خلیفہ بلافصل نہیں بنایا۔

حوالہ نمبر ۲۵:۔ ناسخ التواریخ تاریخ خلفاء صفحہ ۲۹۵ جلد طبع جدید تہران:۔

رومیوں سے جنگ کی ابتداء کرنے سے قبل صدیق اکبر نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا ابوبکر نے مولا علی کی طرف رُخ کیا اور پوچھا کہ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ جناب مولا علی نے جواب میں فرمایا خواہ آپ جنگ کے لیے خود جائیں خواہ لشکر بھیجیں کامیابی آپ کے لیے ہے ابوبکر نے فرمایا اے ابوالحسن یہ بات آپ

کہاں سے (یعنی کس دلیل) سے کہہ رہے ہیں؟ حضرت علی نے جواباً فرمایا یہ بات مجھے رسول اللہ؟ ﷺ سے ملی ہے۔

دورِ صدیقی میں فتوحات کی بشارت کے گواہ اور رسول پاک ﷺ سے اس بات کے راوی خود مولا علی ہیں تو پھر صدیق اکبر آپ کی خلافت بلافصل کے کیوں نہیں؟

ان پچیس کتب شیعہ کے حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کے بعد برحق خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پارہ ۲۴)

ترجمہ: اور جو محبوب سچ کے ساتھ تشریف لایا اور جس نے (سب سے پہلے) اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔

۱:۔ تفسیر مجمع البیان میں رافضی مفسر علامہ طبرسی لکھتا ہے:۔

سچ کے ساتھ تشریف لانے والے خود حضور علیہ السلام ہیں اور اس کی (سب سے پہلے) تصدیق کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں وہی متقی ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى (پارہ ۳۰ سورۃ الیل)

ترجمہ: اور دوزخ سے دور ہو گیا سب سے بڑا متقی۔

۲:۔ رافضی مفسر علامہ طبرسی اپنی تفسیر مجمع البیان میں لکھتا ہے:۔

ابن زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی (ابوبکر صدیق اتقی سب سے بڑے متقی ہیں) جبکہ انہوں نے اپنے مال سے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جیسے بلال اور عامر بن فہیرہ کو۔ معلوم ہوا حضرت بلال تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زرخرید آزاد کردہ غلام ہیں جب صدیق اتقی ہوئے تو ارشاد خداوندی ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ **ترجمہ:** تم میں (بعد از انبیاء) کرام سب سے بڑے متقی ابوبکر صدیق ہیں۔ (سنی کتاب تفسیر کبیر للرازی)

۳:۔ ارشاد خداوندی ہے: ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ترجمہ: دو میں سے دوسرا جبکہ دونوں غار میں تھے جبکہ محبوب اپنے صاحب (صحابی، دوست، ساتھی، یار، ابوبکر) کو فرما رہے تھے حزن نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے (جو معیت مجھے خداوندی حاصل ہے تجھے بھی وہی حاصل ہے)

ثابت ہوا کہ صدیق اکبر کا صحابی رسول ہونا نص قطعی قرآنی سے ثابت ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر منکرِ قرآن اور کافر ہے۔

۴:۔ اسی آیت کے تحت روافض کی تفسیر قمی صفحہ ۲۹۰ جلد ا میں ہے:۔

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے ابوبکر کو فرمایا کہ میں جعفر طیار اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصارِ مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوبکر نے کہا مجھے بھی دکھایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی آنکھوں کو اپنے دست مبارک سے مس فرمایا تو اس کو بھی وہ سب نظارہ نظر آیا۔ حضور نے فرمایا انت الصدیق تو صدیق ہے۔

اسی مضمون کی حدیث فروع کافی جلد ۴ کتاب الروضہ صفحہ ۱۲۳ میں اور حیات القلوب صفحہ ۲۴۴ جلد ۲ میں درج ہے: اگرچہ روافض نے حسب عادت کسی قدر نیش زنی کی ہے لیکن واقعہ جوں کا توں نقل کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

۵:۔ روافض کی معتبر کتاب حملہ حیدری میں واقعہ غار مکمل درج ہے ایک شعر اس طرح ہے: ؎ درآمد رسول خدا ہم بغار نشستند بر یکجا بہم ہر دو یار

رسول خدا غار میں داخل ہوئے نبی و صدیق دونوں یکجا بیٹھ گئے۔

صاحب حملہ حیدری رافضی نے صاحب کا ترجمہ یار کیا ہے۔ صدیق اور نبی کی یاری، دوستی اور محبت کا گواہ اللہ تعالیٰ۔

۶:۔ گیارہویں امام کی تفسیر حسن عسکری صفحہ ۲۳۱ میں یہ واقعہ اس طرح درج ہے:۔

ترجمہ: جبرائیل علیہ السلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لائے اور کہا کہ اللہ

تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور کفار قریش نے آپ کے قتل کرنے کی تدبیر سوچی ہے خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابوبکر کو اپنا صاحب ساتھی اور رفیق بناؤ اگر وہ مدافعت اور موانست اور اپنے عہد پر قائم رہے تو جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوگا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے ابوبکر! تو راضی ہے کہ اس سفر میں تو میرا ساتھی ہو اور کفار جس طرح میرے قتل کے در پے ہیں اسی طرح تیرے قتل کے بھی در پے ہوں اور اس بات کی تشہیر ہو کہ تو نے ہی مجھے اس بات پر آمادہ کیا اور میری رفاقت کے سبب سے تجھے قسم قسم کی تکالیف پہنچیں۔ ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ! میں تو وہ غلام ہوں کہ اگر آپ کی دوستی اور محبت میں عمر بھر مجھے مصائب و تکالیف پہنچتی رہیں نہ مروں نہ آرام پاؤں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی بادشاہی قبول کروں۔ میری جان و مال اور اہل وعیال سب سے سب آپ پر قربان ہوں (آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں) یہ سن کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور تیرے دل کو تیری زبان کے مطابق پایا بالیقین خدا نے تجھے اے ابوبکر بمنزلہ میرے سمع وبصر کے گردانا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے

اگر روافض امام حسن عسکری کو امام برحق مانتے ہیں تو ان کے ارشادات کو جانتے ہوئے مان جائیں۔

i:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کو بحکم خدا ساتھ لے گئے۔

ii:۔ صدیق دوستی میں پکے نکلے۔

iii:۔ صدیق جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گے۔

iv:۔ صدیق کی زبان اور دل میں موافقت تھی۔

v:۔ صدیق حضور کی سمع و بصر ہیں۔

vi:۔ صدیق کو حضور سے وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے۔

۷:۔ روافض کی کتاب فروع کافی صفحہ۴ جلد۲ میں ہے: امام جعفر صادق نے فرمایا: ان تین بزرگوں (ابوبکر، سلمان اور ابوذر) سے بڑھ کر کون زاہد ہو سکتا ہے۔ ابوبکر سب سے بڑے زاہد تھے۔

۸:۔ روافض کی کتاب الاحتجاج طبرسی صفحہ۲۰۴ میں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں ابوبکر و عمر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں البتہ ابوبکر فضیلت میں برتر ہیں۔

۹:۔ روافض کی کتاب مجالس المومنین صفحہ۸۹ مجلس سوم میں ہے: ابوبکر نے تم سے زیادہ نماز وروزہ ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی بلکہ اس کے صدق صفا قلبی کی وجہ سے اس کی عزت و وقار بلند ہوئی ہے۔

۱۰:۔ روافض کی معتبر کتاب کشف الغمہ صفحہ۲۳۰ میں ہے: امام باقر علیہ السلام سے کسی نے تلوار کو چاندی سے مرصع کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جائز ہے دلیل یہ پیش کی کہ ابوبکر نے اپنی تلوار کو مرصع کیا ہے۔ (ارشاد رسول ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین) راوی کہنے لگا آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں امام غضبناک ہو کر اپنے مقام سے اٹھے اور فرمایا ہاں وہ (ابوبکر) صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ (ابوبکر) صدیق ہیں جو انہیں صدیق نہ کہے خدا اس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔ (اس کے دین وایمان کی تصدیق نہ کرے)

۱۱:۔ روافض کی مستند کتاب ناسخ التواریخ صفحہ۵۶۳ جلد۲ میں ہے:۔

(ترجمہ ملخصا) زید بن حارثہ کے بعد ابوبکر مسلمان ہوئے ان کا نام عبداللہ اور لقب عتیق ہے اور کنیت ابوبکر ہے اور ابوقحافہ کے بیٹے ہیں جن کا نام عثمان ہے ان کا نسب یوں ہے: ابوبکر عبداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔ ابوبکر علم الانساب خوب جانتے تھے اور ان کا نسب بھی محفوظ تھا اور بعض قریشیوں سے ان کی نہایت محبت تھی۔ چند اشخاص کو انہوں نے خفیہ طور پر دعوتِ اسلام دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپ نے ان پر اسلام پیش کیا سب سے پہلے شخص جو ابوبکر کی ترغیب سے اسلام لائے عثمان بن عفان ہیں دوسرے زبیر بن عوام تیسرے عبدالرحمٰن بن عوف چوتھے سعد بن ابی وقاص اور پانچویں طلحہ بن عبداللہ یہ سب لوگ ابوبکر کے دوستوں سے تھے اور انہیں کی راہنمائی اور تلقین سے اسلام لائے ابوبکر کے بعد عبیدہ اسلام لائے۔

۱۲:۔ روافض کی کتاب الرجال کشی صفحہ ۳۰ مطبوعہ بمبئی میں ہے:۔

ابوبکر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تو صدیق ہے تو ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ غار میں دو میں سے دوسرا ہے۔

۱۳:۔ روافض کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی میں ہے:۔

مولا علی فرماتے ہیں ہم جبل حراء پر تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی دوسرا صدیق (ابوبکر) اور تیسرے شہید بیٹھے ہیں۔

۱۴:۔ نہج البلاغۃ منسوب بہ مولا علی مصنفہ شریف رضی رافضی مطبوعہ بیروت صفحہ ۲۵ جلد ۱ میں ہے:۔ **ترجمہ** : خدا فلاں (مراد ابوبکر یا عمر ہے) پر رحمت کرے کجی کو

راست کیا بیماری (جہالت) کا علاج کیا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم کیا بدعت کو پیچھے ڈال دیا سے پاکدامن کم عیب ہو کر گزر گیا۔ خوبی کو پالیا اور شر و فساد سے پہلے چلا گیا خدا کی عبادت کا حق ادا کیا تقویٰ جیسے چاہیے تھا اختیار کیا۔

۱۵:۔ جلاء العیون (رافضی کتاب) اردو صفحہ ۱۱۸ جلد ۱ میں ہے:۔

جناب علی کی سیدہ فاطمہ کے ساتھ تزویج کی تحریک جناب ابوبکر صدیق نے کی۔ صفحہ ۱۱۳ میں ہے: فقط تزویج کی تحریک ہی نہیں بلکہ رسوم جہیز وغیرہ بھی ابوبکر ہی کے ہاتھ سے انجام پذیر ہوئیں۔

۱۶:۔ جلاء العیون اردو صفحہ ۷۷ میں ہے:۔

آخری صحبت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو شرف صحبت سے سرفراز فرمایا اور راز و نیاز کی باتیں ارشاد فرمائیں۔

۱۷:۔ آفتاب ہدایت صفحہ ۸۴ میں روافض کی متعدد کتب کے حوالہ سے امام جعفر صادق کا قول نقل کیا ہے۔ ابوبکر و عمر دونوں امام عادل بانصاف برحق تھے اور حق پر فوت ہوئے دونوں پر خدا کی رحمت ہو۔

۱۸:۔ شرح کبیر نہج البلاغۃ از کمال الدین ابن میثم بحرانی میں ہے:۔

مولا علی نے فرمایا: اسلام میں سب سے بہتر اور خدا اور رسول کے بڑے مبلغ اسلام حضور کے جانشین حضرت ابوبکر و حضرت عمر تھے۔

نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

اما بعد! ایران کے ایک شہر قُم کے رافضی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا ترجمہ ملتان کے رافضی عنایت علی صاحب نے کیا ہے۔ جس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ رافضی مذہب ہی مذہب اہل بیت ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل بیت (پنجتن پاک اور ازواج مطہرات) کا مذہب مذہب اہل سنت ہی ہے۔ ہم نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں سب حوالے کتب روافض سے نقل کئے ہیں اور جن کو رافضی اہل بیت مانتے ہیں انہیں کے ارشادات سے روز روشن کی طرح واضح کیا گیا ہے کہ اہل بیت کا مذہب اہل سنت کا مذہب ہی ہے۔ رافضی قطعاً محبانِ علی نہیں علی کی جماعت، علی کے محبّ، علی کے پیرو، علی ودیگر آئمہ کے ماننے والے اور ان کے حقیقی محب اہل سنت ہی ہیں۔

ارشاداتِ مولا مشکل کشا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجھہ الکریم

رافضی کہتے ہیں نہج البلاغہ مولا علی کی کتاب ہے ہمارے نزدیک اس میں کافی عبارات الحاقی ہیں جو قطعاً مولا علی کے ارشادات نہیں تاہم اسی کتاب سے حوالے پیشِ خدمت ہیں۔

ہمارے ہاتھ میں نہج البلاغہ مترجم از سید رئیس احمد جعفری ہے اس کے صفحہ ۱۵ میں ہے: ''اس کے مؤلف الشریف الرضی الشیعہ ہیں۔ صفحہ ۱۶ میں ہے ''اختلاف ہے کہ اسے مرتضیٰ نے جمع کیا ہے یا ان کے بھائی رضی نے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ علی کا کلام نہیں جس نے اسے جمع کیا اور ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اسی نے یہ بنایا ہے'' صفحہ ۱۷ میں ہے: ''نہج البلاغہ کے خطبے امیر المومنین کے نہیں ہیں''

خطبہ شقشقیہ کے بارے نہج البلاغہ صفحہ ۱۶، ۱۷ میں ہے: ''اور جس نے ان کی کتاب نہج البلاغہ کا مطالعہ کیا ہے اسے یقین ہے کہ وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے نام پر بنائی گئی ہے کیونکہ اس میں کھلی کھلی گالیاں ہیں اور توہین ہے دو سرداروں ابوبکر وعمر کی اور اس میں ایسا تناقض، رکیک باتیں اور عبارتیں ہیں کہ جسے قریشی صحابہ کا طریقہ کتابت وگفتگو معلوم ہے اور وہ ان کے بعد لوگوں کے اسلوب کو پہچانتا ہے وہ یقین کرلے گا کہ اس کا بڑا حصہ باطل ہے''

یہ حوالے ہم نے اس لیے نقل کیے ہیں کہ رافضی اگر نہج البلاغہ سے اپنی تائید میں کوئی حوالہ پیش کریں تو ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ نہج البلاغہ صفحہ ۴۳۱ خطبہ ۱۲۷ میں بقول روافض مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''دو گروہ میرے بارے میں ہلاک ہوں گے ایک وہ گروہ کہ دوست تو ہوگا مگر دوستی میں افراط کرے گا اس کی محبت اسے باطل کے راستے پر لے جائے گی۔ دوسرا وہ طائفہ کہ دشمنی میں حد سے تجاوز کر جائے گا اور اس کی دشمنی بے اندازہ اسے حق سے دور کر دے گی۔ لیکن میرے سلسلے میں سب سے اچھے وہ ہیں جو میانہ روی کا راستہ اختیار کریں گے پس تم اسی جماعت کو اختیار کرلو والزموا السواد الاعظم اور سوادِ اعظم سے وابستہ ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ جماعت حق (سوادِ اعظم) کی تائید فرماتا ہے اور تفرقہ سے بچو کیونکہ جماعت (سوادِ اعظم) کو چھوڑنے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح گلہ سے نکلنے والی بھیڑ، بھیڑیئے کا شکار بن جاتی ہے۔ خبردار! اس رویہ جماعت (سوادِ اعظم) سے علیحدگی کی دعوت دے اسے قتل کردو۔ خواہ وہ میرے اس عمامہ ہی کے نیچے کیوں نہ ہو۔

لمحہ فکریہ: مولا علی رضی اللہ عنہ سواد اعظم کو لازم پکڑنے کا حکم فرما رہے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ سواد اعظم کون ہیں؟ سُنی یا رافضی؟ ملاحظہ ہو روافض کی کتاب ''مجالس المومنین'' مصنفہ نور اللہ شوستری رافضی مطبوعہ تہران (ایران) جلد اول صفحہ ۵۷۲۔

اہل سنت ہمیشہ سواد اعظم بودہ اند یعنی ہر دور میں اہل سنت ہی سواد اعظم (بڑی جماعت) رہے ہیں۔ ''مجالس المومنین'' جلد دوم صفحہ ۳۵۱ میں ہے:۔

''اہل سنت کہ سواد اعظم اہل اسلام یعنی اہل سنت ہی اہلِ اسلام کا سوادِ اعظم ہیں''

اب ارشادِ علی رضی اللہ عنہ اور عبارات مجالس المومنین کو ملایئے تو نتیجہ یہ نکلا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ مذہب اہل سنت کو لازم پکڑو کیونکہ یہی سواد اعظم ہے اس کو چھوڑنے والے گمراہ، بددین، خائب، خاسر یا تو محب غال رافضی ہیں یا مبغض قال خارجی ناصبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ افراط تفریط سے بچائے اور مذہب اہل بیت سواد اعظم اہل سنت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

ارشادِ علی خلافت ثلاثہ کے بارے میں

نہج البلاغہ صفحہ ۵۰، ۲۱۲، ۴۲، ۷ میں ہے: مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سے بیعت کی تھی لہٰذا نہ تو حاضر کے لیے حق باقی رہ گیا ہے کہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کو حق ہے کہ بیعت سے روگردانی کرے۔ شوریٰ تو صرف مہاجرین وانصار کے لیے ہے اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کرلیا اور اسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی اور پوری امت کی رضامندی کے لیے کافی ہے۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ تو مجھے عثمان کے خون سے بالکل بری الذمہ پائے گا اور جان جائے گا کہ میرا اس خون سے دور کا بھی

واسطہ نہیں۔

معلوم ہوا مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک خلافت ثلاثہ حق تھی جسے آپ نے اپنی خلافت کی صحت کا معیار و مقیاس بنایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے آپ کا دامن صاف تھا۔

جناب علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کا عقیدہ ایک اور نیک تھا۔ ہم سب کا پروردگار ایک، ہمارا نبی ایک، ہماری دعوتِ اسلام ایک نہ ہم اُن سے ایمان باللہ اور تصدیق رُسل میں کسی اضافے کا مطالبہ کرتے ہیں نہ وہ ہم سے کرتے ہیں۔

ہم سب ایک ہیں اختلاف ہے تو صرف عثمان کے خون میں اختلاف ہے حالانکہ اس خون سے ہم بالکل بری الذمہ ہیں۔

ان ربنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ

(نہج البلاغہ صفحہ ۸۲۲)

اس ارشاد سے واضح ہوا جو رافضی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان میں شک کرتا ہے وہ ارشادِ علی کو جھٹلا رہا ہے۔ اس معاملے میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی مولا علی کا اجتہاد مبنی بر صحت تھا اور آپ چوتھے برحق خلیفہ تھے۔

ارشادِ علی:۔ نہج البلاغہ صفحہ ۵۴۷: ”میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا ایک اس سے جو اس چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں اور دوسرے اس سے جو ان حقوق کو ادا نہ کرے جو اس پر واجب ہیں“

خلفائے ثلاثہ ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے آپ کا جنگ نہ کرنا اس

بات کا بیّن ثبوت ہے کہ وہ خلافت کے جائز حق دار تھے اور انہوں نے خلافت کا صحیح حق ادا کیا۔ اگر کوئی رافضی یہ کہے کہ خلفائے ثلاثہ کے دور خلافت میں مولا علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کر رکھا تھا تو جواباً آپ کا ارشاد سنیئے:

ارشادِ علی رضی اللہ عنہ: نہج البلاغہ صفحہ ۸۲۷ بخدا میں اکیلا بھی رہ جاؤں اور باطل پرست ساری زمین پر چھا جائیں تو بھی مجھے نہ پرواہ ہو گی نہ وحشت ہی ستائے گی۔

جب آپ سب پر غالب ہیں تو تقیہ کیسے کر سکتے ہیں تقیہ تو ڈرپوک اور بزدل ہی کرتے ہیں۔

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباھی

ارشادِ علی رضی اللہ عنہ:۔

اصحاب رسول کی تعریف

نہج البالغہ صفحہ ۳۹، ۳۵۵، ۴۱۸ میں ہے: میں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے لیکن تم میں سے کسی کو بھی ان سے مشابہ نہیں پایا ہے وہ پریشان بال ہی صبح کرتے تھے، رات سجدہ اور قیام میں گزارتے تھے۔ اپنی پیشانیوں اور رخساروں کو وہ خاک پر رکھتے تھے اور یادِ قیامت کے خوف سے انگاروں کی طرح پڑتے اور نگران نظر آتے تھے ان کی پیشانی پر طول سجدہ کے باعث بکریوں کے گھٹے کی طرح نشانات پڑ گئے تھے جب کبھی خداوند سبحان کا ذکر ہوتا تو خوف عذاب اور خوفِ جزا اور امید ثواب سے روتے روتے ان کی آنکھوں سے اس طرح آنسو بہتے کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے وہ لرزہ براندام ہو جاتے جس طرح بادِ تند سے بڑے بڑے

مضبوط اور تناور درخت ہلنے اور ڈولنے لگتے ہیں‘‘

معلوم ہوا صحابہ کرام پر سب وشتم کرنے والے قطعاً محبانِ علی نہیں یہ محبانِ ابن سبا یہودی اور رافضی ہیں۔ اگر علی رضی اللہ عنہ والے ہوتے تو ارشادِ علی رضی اللہ عنہ پر ایمان رکھتے ہوئے غلامانِ صحابہ بن جاتے۔ علی کے ماننے والے اہل سنت ہی ہیں۔ نہج البلاغہ صفحہ ۱۰۲ جعفری صاحب لکھتے ہیں: وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رُكَّعًا سُجَّدًا سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سے بقیہ صحابہ مراد ہیں۔

ارشادِ علی رضی اللہ عنہ

نہج البلاغہ صفحہ ۲۸۱ ’’جب لوگوں نے بیعتِ عثمان کا ارادہ کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اس وقت تک اس بیعت کو تسلیم کرتا رہوں گا جب تک امورِ مسلمین روبراہ رہیں گے‘‘

فائدہ: معلوم ہوا مولا علی رضی اللہ عنہ نے بیعتِ عثمان رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا کیونکہ ان کے دور میں امورِ مسلمین روبراہ تھے۔

ارشادِ علی رضی اللہ عنہ دربارۂ عمر رضی اللہ عنہ

خدا فلاں (عمر رضی اللہ عنہ) کے شہروں کو برکت دے اور ان کی محافظت فرمائے کہ اس (عمر رضی اللہ عنہ) کجی کو راست کیا، بیماری کا معالجہ کیا اور سنت کو قائم کیا، فتنہ کو ختم کر دیا، پاک جامہ وکم عیب اس دنیا سے رخصت ہوا، خلافت

کی نیکی تک پہنچا اور اس کے شر سے گزر گیا، خدا کی طاعت بجا لایا، اس کی نافرمانی سے پرہیز کیا، اس کی طاعت کا حق اچھی طرح سے ادا کیا۔

رافضیو! تمہارا ابھی ارشادِ علی رضی اللہ عنہ پر ایمان ہے؟ مذہب اہل بیت اہل سنت کا مذہب ہے یا تمہارا؟

ارشادِ علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان سے گفتگو

میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ ناواقف ہوں نہ میں کسی ایسے امر کی طرف آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں جسے آپ نہ جانتے ہوں جو آپ جانتے ہیں وہ ہم جانتے ہیں کوئی بات ایسی نہیں ہے جسے ہم پہلے سے جانتے ہوں کہ اس سے آپ کو باخبر کریں نہ کسی بات میں ہم آپ سے جدا ہوئے کہ اب آپ کو وہ بتا دیں جس طرح ہم نے دیکھا اسی طرح آپ سے دیکھا جس طرح ہم نے سنا اسی طرح آپ سے سنا، جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے اسی طرح آپ بھی ہوئے۔ بہ اعتبارِ قرابت آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مقابلہ میں نزدیک تر ہیں بلاشبہ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف دو مرتبہ حاصل کیا ہے جو انہیں نہیں ملا۔

رافضیو! تم بھی ارشادِ علی رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرتے ہوئے جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو دامادِ رسول مانتے ہو؟ اگر نہیں تو ثابت ہوا تمہارا مذہب مذہب اہل بیت نہیں۔ اہل بیت کا مذہب اہل سنت ہی ہے جو ارشادِ علی رضی اللہ عنہ کو تسلیم کرتے ہوئے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دامادِ رسول مانتے ہیں۔ اللہ روافض کو ہدایت دے۔

ارشادِ علی رضی اللہ عنہ

نہج البلاغہ صفحہ ۳۴۳ بیعت سے پہلے آپ سے اصرار کیا گیا کہ مسلمانوں کی امامت قبول فرمائیں تو آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنے موقف کی وضاحت فرمائی: مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور خلافت کے لیے کسی اور کو تلاش کرلو۔ میں وزیر و مشاور بن کر تمہارے لیے زیادہ بہتر رہوں گا۔

فائدہ: اس ارشاد سے معلوم ہوا مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو خلیفہ منصوص من اللہ نہیں سمجھتے تھے۔ یہ روافض کا من گھڑت نظریہ ہے کہ آپ خلیفہ بلا فصل تھے۔

جعفری صاحب کی رائے

نہج البلاغہ صفحہ ۱۰۴ میں لکھتے ہیں: خلافت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی رائے پر اتنا اعتماد تھا کہ جب کوئی معاملہ پیش آجاتا تو آپ سے مشورہ کرتے تھے ایک موقعہ پر انہوں نے فرمایا تھا اگر علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے اہم معاملات میں مشورے کیے۔

فائدہ: معلوم ہوا چار یار باہم شیر وشکر تھے۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک

نہج البلاغہ صفحہ ۱۰۷ ''آپ کی داڑھی مبارک بڑی اور اتنی چوڑی تھی کہ ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک پھیلی تھی۔

معلوم ہوا داڑھی منڈانے والے یا خشخشی داڑھی رکھنے والے یا چار انگل سے کم داڑھی

رکھنے والے سنتِ علی کے تارک ہیں''

مولا علی رضی اللہ عنہ کی اولاد

ہر شخص اپنے بچوں کے نام پیاروں کے نام پر رکھتا ہے۔ نہج البلاغہ صفحہ ۱۰۷ میں ہے: ''مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ابوبکر، عمر، عثمان نام والے فرزند بھی تھے''

ابوسفیان کو مولا علی رضی اللہ عنہ کا جواب

نہج البلاغہ صفحہ ۱۴۶ ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار و مہاجرین نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیعت کرلی۔ ابوسفیان نے عباس بن عبدالمطلب کو ابھارا کہ خلافت بنو ہاشم سے نکل کر بنی تیم میں جارہی ہے آیئے علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں اور ان کی بیعت کرلیں آپ چونکہ عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قریشی میری بات مانتے ہیں لہٰذا اس خلافت علی کے بعد مخالفین کو ہم کچل دیں گے جو سر اٹھائے گا قتل کر دیں گے۔ امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد نہیں چاہتے تھے انہوں نے اس موقعہ پر جو خطبہ دیا اس کا یہ اقتباس ہے کہ میں مسلمانوں میں فتنہ و آشوب پسند نہیں کرتا بہتر یہی ہے کہ (اس فتنہ سے) الگ رہوں اور افتراق پسندی سے اپنا دامن بچائے رکھوں''

معلوم ہوا مولا علی رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ میں قائم شدہ خلافت کے خلاف آواز اٹھانا فتنہ و فساد سمجھتے تھے آج کل جو روافض اس خلافت کے خلاف کتابیں لکھ رہے ہیں

وہ فتنہ باز اور مرشد علی کے طریقہ کے خلاف ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ وعائشہ رضی اللہ عنہا کی جنگ کے بارے میں

نہج البلاغہ صفحہ ۱۵۱ میں ہے ”حضرت عائشہ نے رخصت ہوتے وقت لوگوں سے فرمایا کہ میرے بچو! ہماری باہمی کشمکش محض غلط فہمی کا نتیجہ تھی ورنہ مجھ میں اور علی میں پہلے کوئی جھگڑا نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مناسب الفاظ میں تصدیق کی اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم اور ہماری ماں ہیں ان کی تعظیم وتوقیر ضروری ہے۔

اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حق میں زبان گندی کرنے والے رافضی مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے منکر ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزامات کے بارے میں

نہج البلاغہ صفحہ ۱۷۹ میں ہے ”مذکورہ بالا واقعات میں دیکھنا چاہیے کہ صداقت کا کتنا شائبہ ہے اور رنگ آمیزی کا کتنا؟ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزامات میں سے ایک الزام بھی تحقیق کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا“

خلافت راشدہ کی شان

نہج البلاغہ صفحہ ۲۶۹ میں ہے ”جس مسند پر ابوبکر عمر اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم پھٹے کپڑے پہن کر داد حکومت دی تھی۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی پناہ گاہ اور قطب ہیں۔ نہج البلاغہ صفحہ ۲۷۸ میں ہے ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ

فارس (ایران) میں جب خود شریک ہونا چاہا تو اس بات میں آپ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: اسلام کی نصرت اور خلافت کا انحصار فوج کی کمی زیادتی پر نہیں ہے یہ خدا کا وہ دین ہے جسے تمام ادیان پر اس نے غلبہ عطا فرمایا ہے اور یہ اس کا وہ لشکر ہے جسے اس نے مہیا کیا ہے اور اس کی اعانت کی ہے یہاں تک کہ یہ کہاں تک پہنچا اور اس نے کہاں تک ترقی کرلی۔ ہمیں خدا کے وعدے پر بھروسہ ہے اور بلاشبہ خدا اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا اور وہ اپنے لشکر کا مددگار وناصر ہے۔ قیم بالامر کی حیثیت کے دھاگے کے مانند ہوتی ہے جو موتیوں یا جواہرات کو مجتمع رکھتا ہے۔ پس اگر دھاگا ٹوٹ گیا مہرہ بھی جدا ہوجائے گا اور ہار کے دانے پراگندہ ہوجائیں گے اور وہ پھر کسی طرح اکٹھا نہیں ہوسکیں گے آج اگرچہ عرب کم ہیں لیکن دین اسلام کے سبب وہ سب پر بھاری ہیں اور اپنے اجتماع واتحاد کے باعث سب پر غلبہ رکھتے ہیں۔ آپ وہ قطب بن جائیے جو چکی کے وسط میں ہوتی ہے اور پھر اسے عربوں کے ذریعے گردش دیجئے۔ جنگ میں ان ہی کو روانہ کیجئے خود نہ جائیے اور اگر آپ نے اس سرزمین مدینہ طیبہ سے قدم باہر نکالا تو ایرانی آپ کو دیکھیں گے تو کہیں گے یہی پیشوائے عرب ہے اسے اگر کسی طرح ہلاک کردیا جائے تو آرام حاصل ہوجائے پھر یہ بات انہیں جنگ پر اور زیادہ حریص کردے گی اور وہ آپ کی طمع میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے۔

معلوم ہوا مولا علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی پناہ گاہ اور قطب سمجھتے تھے۔ عمر کی فوج کو سپاہِ مصطفیٰ اور لشکر اسلام سمجھتے تھے اور آپ کے سچے مشیر تھے اور آپ کے دم سے اسلام کی عزت سمجھتے تھے۔

خلفائے راشدین کے ساتھ تعاون

نہج البلاغہ صفحہ ۸ میں ہے ''چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں احادیث قرآن کی مکمل تعلیم کے علاوہ جب کوئی نازک معاملہ پڑتا تو آپ کے مشورے کو حکم قرار دیا جاتا خلفائے راشدین کے ساتھ تعاون ہی کرتے تھے''

مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے شیعہ کہلوانے والوں سے تنگ تھے

ملاحظہ ہوں نہج البلاغہ کے صفحات ۱۸۹، ۱۹۴، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۲۷، ۲۶۸، ۲۷۰، ۳۵۲، ۳۵۴، ۴۱۴، ۴۱۷، ۴۱۹۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کا مذہب

مجالس المومنین مطبوعہ ایران صفحہ ۵۴ جلد اول میں ہے ''مولا علی رضی اللہ عنہ نے بنا بر مصلحت صحابہ کی مخالفت نہ کی اور نماز تراویح اپنے دور میں بحال رکھی۔

اصول کافی صفحہ ۵۶۳ مترجم از ظفر حسین امروھوی

مولا علی رضی اللہ عنہ نے مصلحتِ دینی پر نظر رکھتے ہوئے امر خلافت میں (خلفائے ثلاثہ سے) نزاع نہ کیا۔

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں جناب علی رضی اللہ عنہ کی گواہی

شرح ابن میثم بحرانی صفحہ ۴۸۸ جلد سوم میں ہے: مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ان سب مہاجرین میں سے افضل جیسا کہ تیرا قول اور نظریہ ہے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خلوص رکھنے

والے خلیفہ رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مجھے اپنی حیات کے خالق کی قسم ان کا مرتبہ اسلام میں بہت بڑا ہے اور ان کا دنیا سے رخصت ہونا اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان اور نہ مندمل ہونے والا زخم ہے۔ (بحوالہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۲۴۶ جلد اول)

ارشاد علی رضی اللہ عنہ

روافض کی معتبر کتاب الشافی مصنفہ علی الہدیٰ سیرت سید مرتضی و تلخیص الشافی مصنفہ طوسی امام الطائفہ صفحہ ۴۳۸ جلد دوم میں ہے:

قریش کے ایک جوان نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا خلفائے راشدین کون ہیں جن کے بارے آپ خطبہ میں فرما رہے تھے ہم پر اسی مہربانی کے ساتھ کرم فرما جو مہربانی و کرم تو نے خلفائے راشدین پر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ میرے پیارے ہیں اور تیرے چچا ہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہدایت کے امام ہیں اور وہ دونوں اسلام کے پیشوا ہیں جن لوگوں نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کی وہ جہنم سے بچ گیا اور جس نے ان کی اقتداء کی اس نے صراط مستقیم کی ہدایت پالی۔ (بحوالہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۳۹۷ جلد اول)

کتاب الشافی صفحہ ۴۲۸ جلد دوم میں ہے:۔

مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور کی تمام امت سے افضل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں بعض روایتوں میں واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں

اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کی جس پر مولاعلی رضی اللہ عنہ نے اس پر شہادت طلب فرمائی اور شہادت گزرنے کے بعد اپنے دست حیدری سے اس کو واصل جہنم فرمایا اور مبتلائے عقوبت گردانا۔

(شافی وتلخیص الشافی صفحہ ۴۲۸ جلد دوم، بحوالہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۳۹۹ جلد اول)

کتب روافض شافی صفحہ ۶۷ اور تلخیص الشافی صفحہ ۴۳۰ میں ہے

مولاعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس امت میں نبی کے بعد افضل و بہتر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اگر چاہوں تو تیسری شخصیت کا نام بھی گنوادوں۔

(بحوالہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۴۰۴ جلد اول)

مولاعلی رضی اللہ عنہ کا خطبہ

یحییٰ بن حمزہ زیدی کی کتاب اطواق الحمامہ فی مباحث الامامہ میں بحوالہ تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۹۹ و تحفہ حسینیہ صفحہ ۴۱۱ جلد اول ہے:۔

سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ میرا گذر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص شان اور تحقیر کر رہے تھے میں نے اس کی اطلاع مولاعلی رضی اللہ عنہ کو دی اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ اگر ان کا عقیدہ یہ نہ ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصلی اور قلبی عقیدہ بھی یہی ہے جس کو وہ ظاہر کر رہے ہیں تو وہ اس طرح کی جرأت اور جسارت نہ کرتے اور ان میں عبداللہ بن سبا بھی تھا اور وہی پہلا شخص تھا جس نے اس امر کا اعلان اور اظہار کیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس عقیدہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما

پر رحم فرمائے پھر آپ اٹھے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد میں لے چلے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بھائیوں آپ کے دو وزیروں، ساتھیوں اور قریش کے سرداروں اور اسلام کے دو باپوں کو برے لفظوں سے یاد کرتے ہیں میں ان کی باتوں سے بری ہوں اس حرکت پر ان کو سزا دوں گا۔ ان دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقِ صحبت کوشش اور وفاداری کے ساتھ ادا کیا اور امرِ خدا میں جدوجہد کا حق ادا کیا وہ امر و نہی فرماتے، قضا حدود اور تعزیرات قائم کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی رائے کی طرح کسی کی رائے کو اہمیت نہیں دیتے تھے اور نہ کسی محبوب اور پیاری شخصیت کو ان کی مانند محبوب رکھتے تھے بسبب اس عزم کی پختگی کے جو ان میں اللہ تعالیٰ کے امر کے متعلق ملاحظہ فرماتے تھے۔ چنانچہ بوقت وصال حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے راضی تھے اور اہل اسلام بھی راضی تھے تو انہوں نے اپنے امور میں اور سیرت و کردار میں نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اور نظریہ سے تجاوز کیا اور نہ ہی آپ کے امر سے آپ کی حیات میں اور نہ آپ کے وصال کے بعد اور اسی حالات پر ان کا وصال ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت فرمائے"

شرح میثم صفحہ ۳۶۲ جلد چہارم میں ہے "مولاعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اپنے خالق حیات کی قسم ان دونوں (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کا مرتبہ و مقام اسلام میں بہت عظیم ہے اور ان کا وصال اسلام کے لیے شدید اور گہرا اور نہ مندمل ہونے والا زخم ہے اسلام میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ تو نے کہا اور سب

سے زیادہ مخلص اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کے لیے خلیفہ صدیق ہیں پھران کے خلیفہ
عمر۔اللہ تعالیٰ ان پررحم فرمائے اورانہیں ان کے اچھے اعمال کی جزائے خیر عطا فرمائے

ابوسفیان کومولا علی رضی اللہ عنہ کاجواب

رافضیوں کی کتاب الشافی صفحہ ۴۳۸ جلد دوم مطبوعہ نجف اشرف میں ہے:
ابوسفیان نے جب مولا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے کہاتو
مولا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے روگردانی فرمائی اور فرمایا ابوسفیان تیرے لیے
سخت افسوس ہے ابوبکر صدیق کی خلافت پر صحابہ کا متفقہ اوراجماعی فیصلہ ہو چکا ہے خدا
کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کسی طرح بھی اسلام کے لیے غیر مفید
نہیں ہوسکتی۔ ملخصاً۔ (بحولہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۴۱۵)

سیدنا عثمان کومولا علی رضی اللہ عنہما کی مدد کی پیشکش

روافض کی کتاب ناسخ التواریخ صفحہ ۵۳۵ جلد دوم میں ہے:۔
''مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کوحضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کے پاس مددوتعاون کے لیے بھیجاجناب عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ تکلیف
میں نہ پڑیں میں یہ روزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں افطار کرنا چاہتاہوں''
(ملخصاً) (بحوالہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۴۶۹)

مولا علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی

روافض کی کتاب ناسخ التواریخ صفحہ ۴۳ جلد دوم مطبوعہ ایران میں ہے:
ستر دنوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر

بیعت کی اور دوسری روایت کے مطابق چھ ماہ بعد۔
(بحوالہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۴۸۴ جلد اول)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مولا علی رضی اللہ عنہ کے بیعت
کرنے کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب شیعہ میں ہے۔ناسخ التواریخ صفحہ ۱۷، ۷۸، ۶۳،
تلخیص الشافی صفحہ ۳۹۸، احتجاج طبرسی صفحہ ۱۹، ۵۴، ۶۳، ۸۴، مطبوعہ مشہد
رجال کشی صفحہ ۱۲، احوال سلمان فارسی، کتاب الروضہ للکافی صفحہ ۳۹ تنزیہ
الانبیاء صفحہ ۱۳۸، از سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ابوجعفر طوسی نے تلخیص میں اس بیعت کے
تواتر کا اقرار کیا ہے۔ (بحوالہ تحفہ حسینیہ)
ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی رافضی کی کتاب اہل الذکر مطبوعہ قم ایران
صفحہ ۹۲، ۲۵۹، ۳۰۵، جلاء العیون صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵، شرح نہج البلاغہ مصنفہ سلطان
محمود طبرسی جلد دوم۔

رافضیوں کی کتاب ناسخ التواریخ صفحہ ۲۱۵ جلد دوم، از کتاب دوم میں ہے:۔
''مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، شرح
حدیدی صفحہ ۹۴، ۹۵، ۹۶ جلد چہارم میں ہے''مولا علی رضی اللہ عنہ نے تینوں خلفاء
کے ہاتھ پر بیعت فرمائی''

کتاب الشافی مع تلخیص مطبوعہ ایران صفحہ ۳۹۸ میں ہے:۔حضرت بریدہ
کاقبیلہ بیعتِ صدیق سے انکاری تھامگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بریدہ کوصدیق
کی بیعت کرنے کا حکم دے کر پورے قبیلہ کوحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش بنا
دیااورانہیں اختلاف وافتراق سے بازرکھا۔ (بحوالہ تحفہ حسینیہ)

تلخیص الشافی صفحہ۴۳۳:۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''پھر آپ کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور امور امت وملت کے ساتھ قیام فرما ہوئے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ کے دین سے جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ان کے خلاف جہاد کیا اور یہ اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کو اکٹھا بیان کیا ہے لہٰذا ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ان میں سے ایک کا انکار دوسرے کا بھی انکار ہے نہیں نہیں ساری شریعت کا انکار ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکمل طور پر اپنے جوار رحمت میں جگہ دی اور وافر اجر وثواب کے ساتھ اپنے پاس بلایا پھر ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے حق وباطل کو الگ الگ کیا لوگوں میں ایسی مساوات قائم کی کہ اپنے اقرباء کو بھی کوئی ترجیح نہ دی اور نہ اللہ تعالیٰ کے دین میں اپنی طرف سے کسی قسم کا دخل دیا۔ (تحفہ حسینیہ صفحہ ۵۲۲)

شرح ابن میثم بحرانی صفحہ ۳۶۲ جلد چہارم میں ہے:۔

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے سب سے زیادہ غم خوار اور ہمدرد خلیفہ صدیق تھے اور ان کے خلیفہ فاروق اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ان دونوں کا مرتبہ ومقام اسلام میں عظیم ہے اور ان کی وفات اسلام کے لیے گہرا زخم ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے اور ان کو ان کے اچھے اعمال کی جزا عطا فرمائے۔ صدیق تو وہ شخص ہے کہ اس نے ہمارے حق کی تصدیق کی اور ہمارے اعداء کے باطل اور اور ناحق کو باطل ٹھہرایا۔ فاروق تو وہ مقدس ہستی ہے کہ اس نے ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے درمیان تفریق کی'' (بحوالہ تحفہ حسینیہ صفحہ ۵۲۳)

روافض کی کتاب احتجاج طبرسی میں مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جبل حرا پر تھے کہ پہاڑ نے جنبش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی محمد علیہ السلام دوسرا صدیق (ابو بکر رضی اللہ عنہ) تیسرا شہید (عمر رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہیں۔

(بحوالہ آفتاب ہدایت صفحہ ۸۱)

مذہب امام حسن رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے امام حسن کے بارے میں فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مومنوں کے دو گروھوں کے درمیان صلح کرائے گا چنانچہ آپ نے اپنے نانا کے فرمان کو سچ کر دکھایا خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض فرما کر مہر تصدیق ثبت فرمادی کہ معاویہ مومن ہیں کیونکہ کافر کو خلافت سونپنا شرعاً حرام ہے۔ جلاء العیون صفحہ ۲۶۸ طبع ایران میں ہے: امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اس جماعت سے معاویہ رضی اللہ عنہ میرے لیے بہتر ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں۔

مذہب امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ نے میدان کربلا میں سارے خاندان کی قربانی دے کر یہ واضح کر دیا کہ تقیہ اسلام میں ناجائز اور حرام تھے اگر مذہب اہل بیت میں تقیہ کا جواز ہوتا تو امام عالی مقام تقیہ کر کے اپنے خاندان کو بچا لیتے۔

مذہب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

روافض کی کتاب اصول کافی صفحہ ۵۷۸ مطبوعہ کراچی میں براویت امام

جعفر صادق کہ امام سجاد کی والدہ عمر فاروق کے غنیمت کے مال میں آئیں۔ ثابت ہوا عمر کی خلافت حق ہے کیونکہ کافر حکمران کا مالِ غنیمت حرام ہے۔ حسینی سادات کا سلسلہ جو کہ عمر کے مالِ غنیمت سے چلا رافضی اس کے بارے کیا کہیں گے؟

رافضیوں کی کتاب کشف الغمہ صفحہ۷۸ میں ہے: ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں بکواس کرنے والوں کو امام سجاد نے ڈانٹا اور محفل سے نکال دیا۔

مذہب امام باقر رضی اللہ عنہ:۔ اصول کافی صفحہ۶۷۵ مطبوعہ کراچی میں بروایت امام باقر ہے عمر کے مال غنیمت میں مائی شہر بانو آئیں جسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے حبالہ عقد میں قبول فرما کے خلافت عمر کے حق ہونے پر مہر تصدیق فرمادی۔

روافض کی کتاب احتجاج طبرسی صفحہ۲۰۲ میں ہے: امام باقر نے فرمایا میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا منکر نہیں ہوں البتہ ابوبکر فضیلت میں برتر ہیں

رافضیوں کی کتاب کشف الغمہ صفحہ۱۴۷ میں ہے: امام باقر سے تلوار کو چاندی سے مرصّع کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو امام نے فرمایا یہ اس لیے جائز ہے کہ ابوبکر صدیق نے ایسا کیا ہے۔

سائل نے پوچھا آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں؟ امام غضب ناک ہوکر اپنے مقام سے اٹھے اور فرمانے لگے ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں۔ جو انہیں صدیق نہ کہے خدا اس کے ایمان کی تصدیق نہ کرے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ:۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیر اور صدیق اکبر کی

پوتی مائی فروہ کے بیٹے ہیں۔ حیات القلوب صفحہ۵۸۸ جلد دوم میں آپ نے فرمایا

''حضور کی چار حقیقی بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم، زہرا تھیں''

فروع کافی صفحہ۳۱۰، ۳۱۱ میں ہے: امام صادق نے فرمایا جب عمر فوت ہوئے تو آپ اپنی بیٹی ام کلثوم جو عمر کے نکاح میں تھیں گھر لے آئے۔ تہذیب الاحکام صفحہ۳۸۰ میں ہے: امام صادق اپنے باپ باقر سے روایت کرتے ہیں ام کلثوم بنت علی اوران کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب ایک ہی وقت میں فوت ہوئے''

روافض کی متعدد کتب میں بحوالہ آفتاب ہدایت صفحہ۸۴ ہے:۔

''امام جعفر صادق نے فرمایا ابوبکر وعمر دونوں امام عادل باانصاف اور حق پر تھے حق پر ہی فوت ہوئے۔ ان دونوں پر خدا کی رحمت ہو''

روافض کی کتاب فروع کافی صفحہ۴ جلد دوم میں ہے:۔

''امام جعفر صادق نے فرمایا ابوبکر مسلمان اور ابوذر سے بڑھ کر زاہد کون ہوسکتا ہے''

(بحوالہ آفتاب ہدایت صفحہ۷۸)

یہ چند حوالے کتب روافض سے بحوالہ آئمہ اطہار نقل کئے ہیں خدا ہم سب کو مذہب اہل بیت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حوالہ نمبرا:۔ شیعوں کی مشہور اور معتبر کتاب احتجاج طبرسی کے صفحہ ۱۱۹ سے صفحہ ۱۲۳ تک ایک طویل حدیث نقل ہے اسی حدیث میں ہے:

ولیس البیوع مع عموم التقیة التصریح باسمآء المبدلین ولا الزیادة فی آیاته علی ماأثبتوه من تلقائهم فی الکتاب لمافی ذالک من تقویة حجج اصل التعطیل والمعلل المنحرفة عن قبلتها بلفظه

اور عموم تقیہ کے سبب ان لوگوں کے ناموں کی تصریح جائز نہیں۔ جنہوں نے قرآن کو بدل ڈالا اور نہ آیات قرآن میں اس زیادتی کی تصریح جائز ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے قرآن میں درج کردی کیونکہ تصریح میں فرقہ معطلہ وکفار کی حجتوں اور ایسے اہل عذاب کو تقویت ہوتی ہے جو ہمارے قبلہ سے منحرف ہیں۔

حوالہ نمبر۲:۔ اسی مذکورہ حدیث میں ہے:

بین القول فی الیتامی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن وهذا وماأشبهه مما ظهرت حوادث المنافقین فیه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفة للاسلام مساغاً الی القدح فی القرآن ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری هذاالمجری لطال وظهرما تخطر التقیة اظهاره من مناقب الأولیاء ومثالب الاعداء بلفظه

اور قول "فی الیتامی" اور "فانکحوا" کے درمیان ایک تہائی قرآن سے زیادہ خطاب اور قصے ہیں اور یہ جو اس کے مشابہ ہیں ایسے مقام ہیں جن میں غور وفکر کرنے والوں کو منافقوں کی بدعتیں ظاہر ہوجاتی ہیں اور فرقہ معطلہ اور مخالف اسلام مذاہب

والے قرآن میں قدح کرنے کا موقع پاتے ہیں اور اگر میں تجھ سے بیان کروں اس قسم کی تمام ایسی چیزیں جو نکال ڈالی گئیں اور تحریف وتبدیل کردیں گئیں تو کلام طویل ہوجائے گا اور دوستوں کی خوبیاں اور دشمنوں کی برائیاں جن کے ظاہر کرنے سے تقیہ منع کرتا ہے وہ سب ظاہر ہوجائیں گی۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر۳:۔ احتجاج طبرسی کی اسی مذکورہ حدیث میں ہے (ہم صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں)۔

وھوھذا'' حالانکہ ان کو (صحابہ کرام کو) ایسا کامل قرآن دکھایا گیا جو تاویل تنزیل اور محکم ومتشابہ اور ناسخ ومنسوخ پر مشتمل تھا اور جس میں سے ایک الف یا لام تک ساقط نہ تھا پس جب وہ اہل حق ؤاہل باطل کے ناموں سے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں بیان فرمائے تھے واقف ہوئے اور سمجھ گئے اگر یہ ظاہر ہوگیا تو ہمارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا تب کہنے لگے کہ ہمیں اس کی کچھ ضرورت نہیں ہمارے پاس جو ہے اس کی موجودگی میں ہمیں اس کی پرواہ نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ

(آل عمران)

پھر وہ منافقین ایسے مسائل کے پیش آنے سے جن کی تاویل وہ نہ جانتے تھے قرآن کے جمع کرنے اور اس میں اپنی طرف سے وہ باتیں بڑھانے پر مجبور ہوگئے جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم رکھ سکیں۔ چنانچہ ان کے منادی کرنے والے نے چلا کر کہا کہ جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ ہمارے پاس لے آئے۔ ان منافقوں نے قرآن کی جمع وترتیب کا کام اس شخص کے سپرد کیا جو دوستانِ خدا کی دشمنی میں ان کا ہم

خیال تھا۔ لہٰذا اس نے قرآن کو ان کی مرضی کے موافق جمع کیا جو بات انہوں نے تامل کرنے والوں کو ان منافقوں کی تمیز کی خرابی اور ان کا افتراء بتاتی ہے وہ یہ کہ انہوں نے قرآن میں وہ باتیں رہنے دیں جو وہ سمجھے کہ ان کے حق میں ہیں حالانکہ وہ ان کے خلاف ہیں اور اس میں وہ عبارتیں بڑھادیں جن کا خلاف فصاحت اور قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔ انتھیٰ۔

اس روایت سے یہ غلط خیال ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں جو قرآن جمع کیا گیا اس میں صحابہ کرام نے کمی بیشی کرکے تحریف کردی اور یہ بھی ظاہر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ قرآن کو قبول نہ کیا۔

حوالہ نمبر۴:۔ اصول کافی کتاب فضل القرآن صفحہ۶۷۱ میں ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن جو جبریل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس لائے سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ انتھیٰ۔

لیکن علامہ ابو علی طبرسی نے مجمع البیان میں سورہ دہر کی تفسیر میں قرآن کی کل آیتوں کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھتیس لکھی ہے اس حساب سے دو تہائی قرآن ساقط کردیا گیا۔

حوالہ نمبر۵:۔ اصول کافی صفحہ۲۷۰ میں احمد بن محمد بن ابی نصیر سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھے ایک قرآن دیا اور فرمایا کہ اس میں سے نقل نہ کرنا پس میں نے جو اسے کھولا اور سورہ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پڑھی تو اس میں قریش میں سے ستر شخصوں کے نام بقید ولدیت پائے راوی نے کہا کہ امام نے مجھے کہلا بھیجا کہ وہ قرآن میرے پاس بھیج دو۔ انتھیٰ

حوالہ نمبر۶:۔ اصول کافی صفحہ ۶۶۹ میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک تہائی قرآن ہمارے فضائل اور ہمارے دشمنوں کے مثالب میں نازل ہوا اور تہائی میں سنن وامثال اور تہائی میں احکام ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک چوتھائی قرآن میں ہمارے فضائل ہیں اور چوتھائی میں ہمارے دشمنوں کے مثالب ہیں اور چوتھائی میں سنن وامثال اور چوتھائی میں فرائض واحکام ہیں۔

حوالہ نمبر۷:۔ حیات القلوب مطبوعہ نولکشور لکھنو جلد سوم صفحہ ۴۴ پر ملا باقر مجلسی لکھتا ہے دراحادیث وارد شدہ کہ ثلث قرآن اور فضائل ایشان (اہل بیت) است ثلثے درمثالب دشمناں ایشان ودر بعضے از روایات ربع وارد شدہ۔ بلفظہ

حوالہ نمبر۸:۔ اصول کافی کتاب الحجہ باب نادر صفحہ ۲۶۱ میں جابر سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت علی بن ابی طالب کو امیر المومنین کیوں کہتے ہیں؟ امام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کو امیر المومنین کہا ہے اور اپنی کتاب میں یوں نازل کیا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وان محمدرسولی وان علیا امیر المومنین علیہ السلام۔

(سورہ اعراف)

اب موجودہ قرآن میں وان محمد رسولی وان علیا امیر المومنین علیہ السلام نہیں ہے۔

حوالہ نمبر۹:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۲ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیت یوں نازل ہوئی: وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما۔ (احزاب)

اب قرآن میں فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ نہیں ہے۔

حوالہ نمبر۱۰:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۲ پر عبداللہ بن سنان روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اللہ کی قسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت قرآن یوں نازل کی گئی۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ کلمات فی محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین والائمۃ بن ذریتھم فَنَسِيَ اب قرآن میں کلمات فی محمد وعلی وفاطمہ والحسن والحسین والائمۃ من ذریتھم نہیں ہیں۔

حوالہ نمبر۱۱:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۳ پر ہے کہ حضرت جابر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فی علی بَغْيًا ۔ اب قرآن میں "فی علی" نہیں ہے۔

حوالہ نمبر۱۲:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۳ پر ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فی علی فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ اب قرآن میں فی علی نہیں ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اعجاز صرف ان آیتوں

میں تھا جو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔

حوالہ نمبر ۱۳:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۴ پر ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے یا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا في علي نورا مبينا۔

اب في علي نورا مبينا قرآن میں نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۱۴:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۶ پر ہے۔ امام جعفر صادق نے یہ آیت پڑھی سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ بولاية علي لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم اسی طرح اس آیت کو لے کر حضرت جبریل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ اب بولاية علی نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۱۵:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۷ پر ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا آل محمد حقهم لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۙ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ في ولاية علي فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا بولاية علي فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اب قرآن کریم کی ان آیتوں میں آل محمد حقهم في ولاية علي اور بولاية علي نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۱۶:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۷ پر ابوحمزہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ

السلام نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت اس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا آل محمد حقهم قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا آل محمد حقهم رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ اب قرآن میں ظلموا کے بعد دونوں جگہ آل محمد حقہم نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۱۷:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۸ پر حضرت جابر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ في علي لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ اب قرآن میں في علي نہیں ہے۔

حوالہ نمبر ۱۸:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۸ پر حمزہ نے روایت کی اس سے جس نے اسے خبر دی۔ کہا اس خبر دینے والے نے ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ امام صاحب نے فرمایا یوں نہیں بلکہ اس طرح ہے والمامونون اور مامونون ہم ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۹:۔ اصول کافی صفحہ ۲۶۸ پر ابوحمزہ روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے:۔

فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ بولاية علي اِلَّا كُفُوْرًا ۝ اور جبریل یہ آیت اس طرح لے کر نازل ہوئے۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ في ولاية علي فَمَنْ شَاۗءَ فَلْيُؤْمِنْ

وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ بآل محمد نارًا۔ اب قرآن میں
بولایة علی فی ولایة علی ، بآل محمد نہیں ہے۔

حوالہ نمبر۲۰:۔ معلّی نے اس حدیث کو رفع کیا (صاحب زمان تک بوساطت سفراء یا کسی
دوسرے امام تک بتوسط راویان) اللہ عزوجل کے قول میں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ
ابالنبی ام بالوصی۔ یہ آیت سورۃ الرحمٰن میں نازل ہوئی اب قرآن میں ابالنبی
ام بالوصی نہیں۔ (اصول کافی صفحہ۱۳۲)

حوالہ نمبر۲۱:۔ اصول کافی صفحہ۱۶۶ میں ہے: حکم بن عتیبہ ایک روز امام علی بن
الحسین کی خدمت میں حاضر ہوئے امام نے فرمایا: حکم! کیا تجھے وہ آیت معلوم ہے
جس کی رو سے حضرت علی ابن ابی طالب اپنے قاتل کو پہچانتے تھے اور ان امور بزرگ
سے واقف تھے جن کو لوگوں کے آگے بیان فرماتے تھے حکم نے عرض کی نہیں۔
پھر حکم کے دریافت کرنے پر امام نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:۔
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ولا محدث اور علی محدث تھے۔
اب قرآن میں ولا محدث نہیں ہے محدث کے معنی ہیں وہ جس سے فرشتے کلام کریں۔

حوالہ نمبر۲۲:۔ اصول کافی صفحہ۴۸۳ پر ابوبصیر روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر
صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ اللہ کے دین سے ہے۔ میں نے عرض کی کیا اللہ
کے دین سے۔ امام نے فرمایا ہاں۔ اللہ کی قسم اللہ کے دین سے ہے (کلام مجید میں
ہے) ولقد قال یوسف اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ تحقیق یوسف علیہ السلام نے کہا اے

قافلہ والو تم چور ہو۔ اللہ کی قسم انہوں نے کچھ چرایا نہ تھا۔ انتھیٰ۔
موجودہ قرآن میں اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ کا قائل کسی منادی کو قرار دیا گیا ہے نہ کہ
یوسف کو جیسا کہ اس روایت میں ہے۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ اور
جھوٹ ایک ہی چیز ہے کیونکہ امام معصوم نے بتادیا کہ جس نے کچھ چرایا نہ تھا اس کو چور
کہنا تقیہ ہے۔

حوالہ نمبر۲۳:۔ کتاب الروضہ للکلینی صفحہ۲۵ پر ہے۔ ابوبصیر سے روایت ہے
کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے کہ
هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ امام نے فرمایا کہ نوشتہ تو بولا نہیں اور نہ کبھی بولے گا ہاں
حضور علیہ السلام ہی نوشتہ کے ساتھ گویا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر
قربان جاؤں تو اس آیت کو اس طرح نہیں پڑھتے۔ اس پر امام نے فرمایا اللہ کی قسم اس
طرح حضرت جبریل علیہ السلام اس کو لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل ہوئے تھے۔ مگر یہ کتاب اللہ عزوجل کے ان مقامات سے ہے جن میں تحریف
کردی گئی ہے۔

حوالہ نمبر۲۴:۔ حاشیہ ترجمہ شیعہ میں یوں ہے: کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام
جعفر صادق سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا تو حضرت علیہ السلام نے
فرمایا کہ نوشتہ نہ تو کبھی بولا ہے اور نہ بولے گا۔ ہاں جناب رسول خدا نوشتہ کو دیکھ کر نطق
فرمائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ کسی نے

عرض کی کہ ہم تو اس طرح قرأت نہیں کرتے فرمایا کہ جبریل امین نے تو حکم خدا سے
جناب رسول خدا پر اسی طرح نازل کیا تھا مگر یہ کتاب خدا کے ان مقامات سے ہے جن
میں تحریف کردی گئی ہے۔

حوالہ نمبر ۲۵:۔ کتاب الروضہ للکلینی صفحہ ۶۱ پر ہے کہ وہ (صحابہ کرام) کتاب
خدا پر امین بنائے گئے تھے پس انہوں نے اس کو تحریف کردیا اور اسے بدل ڈالا انتھیٰ

حوالہ نمبر ۲۶:۔ بصائر الدرجات مطبوعہ ایران ۱۲۸۵ھ جز ثامن باب سابع
عشر میں ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا: اما کتاب اللہ فحرفوا ۔یعنی کتاب خدا کو
انہوں نے (صحابہ) نے تحریف کردیا۔

حوالہ نمبر ۲۷:۔ تفسیر صافی صفحہ ۱۳،۱۴ پر ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یوں
نازل ہوئی تھی كُنْتُمْ خَيْرَ أَئِمَّةٍ ...... الایۃ اور وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا دراصل
یوں نازل ہوئی تھی واجعل من المتقین اماما اور آیت لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ اس طرح نازل ہوئی تھی لہ معقبات من
خلفہ ورقیب من بین یدیہ یحفظونہ بامر اللہ۔ اس طرح کی اور مثالیں بہت
ہیں اور جن آیتوں سے کچھ حذف کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔ لَٰكِنِ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ
إِلَيْكَ فی علی أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ (سورہ نساء)
يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ فی علی وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسَالَتَهُ (سورہ مائدہ) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا آل محمد حقھم لَمْ يَكُنِ
اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ (سورہ نساء) وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا آل محمد حقھم

أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ (سورہ شعراء) تری الذین ظلموا آل محمد حقھم فی
غمرات الموت۔ اس طرح کی اور مثالیں بہت ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۸:۔ ترجمہ شیعہ صفحہ ۹۴ کے حاشیہ پر ہے: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر
علیہ السلام سے اس آیت کے مبسوط معنی لکھنے کے بعد ان حضرت کا یہ قول درج ہے
کہ تنزیل خدا اس طرح تھی وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ امم النَّبِيِّينَ مگر بعد میں لفظ امم
گرا دیا گیا۔ انتھیٰ

حوالہ نمبر ۲۹:۔ ترجمہ شیعہ صفحہ ۳۳۵ کے حاشیہ پر زیر آیت أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ
رَبِّهِ تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل آیت یوں
نازل ہوئی تھی أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ ویتلوہ شاھد منہ اماما ورحمۃ
ومن قبلہ کتاب موسیٰ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل
آیت یوں نازل ہوئی: افمن کان علی بینۃ من ربہ (یعنی رسول اللہ ﷺ) ویتلوہ
شاھدا اماما ورحمۃ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اولٰئک یومنون بہ ۔لوگوں نے
جمع کرتے وقت آگے پیچھے کردیا۔

حوالہ نمبر ۳۰:۔ یہی مضمون تفسیر صافی میں بھی موجود ہے۔

حوالہ نمبر ۳۱:۔ ترجمہ شیعہ صفحہ ۴۵۲ کے حاشیہ پر ہے: امرنا مترفیھا (بنی اسرائیل)
تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ یہ لفظ اصل میں ہے امّرنا
(بمیم مشدد) جس کے معنی ہیں ہم نے زیادہ کردیا امَرنا نہیں جیسا کہ اس زمانہ کے
لوگ پڑھتے ہیں۔ تفسیر صافی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

حوالہ نمبر ۳۲:۔ ترجمہ شیعہ صفحہ ۴۶۶ پر ہے: ''جن لوگوں نے قرآن ناطق کو چھوڑ دیا ہے ان کا قرآن صامت کے الفاظ کو اس طرح زیروزبر کرنا کچھ بعید نہ سمجھے۔

حوالہ نمبر ۳۳:۔ ترجمہ شیعہ صفحہ ۵۷۳ پر ہے: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل امین نے جناب رسول خدا کو یہ آیت اس طرح پہنچائی تھی: وقال الظلمون لآل محمد حقهم ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔ بلفظہ۔

اب قرآن کریم میں لآل محمد حقهم نہیں ہے۔ یہ روایت تفسیر صافی میں بھی پائی جاتی ہے۔

حوالہ نمبر ۳۴:۔ تفسیر صافی میں وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ (سورہ مزمل) کے تحت ہے: فی الکافی عن الکاظم والکذبین بوصیک قال ان ھذاتنزیل قال نعم۔ یعنی کافی میں امام موسیٰ کاظم سے یوں منقول ہے والمکذبین بوصیک (یعنی جھٹلانے والے تیرے وصی کو) جب پوچھا گیا کہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تو امام نے فرمایا ہاں۔ (انتھیٰ)

حوالہ نمبر ۳۵:۔ ابن شہر آشوب مازندرانی (المتوفی ۵۸۸ھ) نے کتاب المثالب میں ذکر کیا ہے کہ سورہ ولایت تمام قرآن سے نکال دی گئی اس طرح سورۃ الاحزاب کا اکثر حصہ نکال دیا گیا کیونکہ وہ سورۃ الانعام کی مثل بمعنی تھی پس اس میں سے اہل بیت کے فضائل نکال دیئے گئے اسی طرح لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا سے پہلے ویلک حذف کر دیا گیا ہے اور وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ کے بعد عن ولایۃ علی اور

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ کے بعد بلی ابن ابی طالب۔ اور وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا کے بعد آل محمد ساقط کر دیا گیا ہے وغیرہ ذالک۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر ۳۶:۔ تفسیر صافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ لفظ آل محمد اس آیت اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى میں موجود تھا لوگوں نے مٹا دیا اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اصل آیت یوں تھی آل ابراھیم وآل محمد علی العالمین لوگوں نے لفظ محمد کی جگہ عمران بنا دیا۔

حوالہ نمبر ۳۷:۔ ایسا ہی حیات القلوب جلد سوم صفحہ ۶۳ پر مرقوم ہے۔

حوالہ نمبر ۳۸:۔ تفسیر صاوی صفحہ ۱۱ پر ہے: تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا اگر قرآن میں زیادتی اور کمی نہ ہوتی تو ہمارا حق کسی عقل مند پر پوشیدہ نہ رہتا اور اگر امام قائم علیہ السلام ظاہر ہو کر بولیں تو قرآن آپ کی تصدیق کرے اور تفسیر مذکور میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا اگر قرآن پڑھا جائے جیسا کہ نازل ہوا تو یقیناً تو ہم کو اس میں نام بنام پائے گا۔ انتھیٰ۔ حالانکہ موجودہ قرآن میں کوئی نام نہیں۔

حوالہ نمبر ۳۹:۔ تفسیر صاوی صفحہ ۱۴ پر علامہ محسن کاشی لکھتے ہیں: ان تمام حدیثوں سے اور ان کے علاوہ اور جس قدر روایتیں اہل بیت علیھم السلام سے مروی ہیں ان سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو قرآن ہمارے درمیان میں ہے وہ پورا جیسا کہ حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا نہیں ہے بلکہ اس میں سے کچھ خلاف ما انزل اللہ ہے اور کچھ تغیر و تحریف کیا ہوا ہے اور اس میں سے بہت چیزیں نکالی ڈالی گئیں مثلاً علی علیہ السلام کا نام بہت مقامات سے اور لفظ آل محمد کئی بار اور منافقوں کے نام ان کی جگہوں سے

اوران کے علاوہ اور چیزیں نکال دی گئیں اور نیز اس قرآن کی ترتیب بھی خدا اور رسول
کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے اس کے قائل ہیں علی بن ابراھیم انتھی۔

حوالہ نمبر ۴۰۔ تفسیر صاوی صفحہ ۱۴ پر ہے: رہا ہمارے مشائخ رحمھم اللہ کا اعتقاد اس
بارے میں سو ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ کی نسبت ظاہر یہ ہے کہ وہ
قرآن میں تحریف ونقصان کے معتقد تھے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب کافی میں اس
مضمون کی روایتیں نقل کی ہیں اور ان پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوا اور مع ہذا اپنی کتاب
کے شروع میں لکھتے ہیں کہ جو حدیثیں ہم اس کتاب میں نقل کریں گے ہمیں ان پر
وثوق ہے اسی طرح ان کے استاذ علی بن ابراہیم قمی بھی تحریف کے معتقد تھے کیونکہ ان
کی تفسیر ایسی روایتوں سے پُر ہے اور ان کو اس عقیدہ میں غلو ہے اسی طرح شیخ احمد بن
ابی طالب طبرسی قدس سرہٗ بھی تحریف کے معتقد تھے کیونکہ وہ بھی کتاب
الاحتجاج میں ان دونوں کے طریق پر چلے ہیں۔ انتھی۔

حوالہ نمبر ۴۱:۔ فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب
لعلامہ حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی مطبوعہ ایران ۱۲۹۸ھ صفحہ ۳۰ میں ہے:
سید محدث جزائری نے کتاب انوار میں فرمایا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اصحاب امامیہ
نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ وہ روایتیں صحیح بلکہ مستفیض بلکہ متواتر ہیں جو صراحۃً
تحریف قرآن پر دلالت کر رہی ہیں۔ انتھی۔

حوالہ نمبر ۴۲:۔ فصل الخطاب کے صفحہ ۲۲۷ پر ہے: روایات تحریف قرآن یقیناً
بہت ہیں حتیٰ کہ سید نعمت اللہ جزائری نے اپنی بعض تصنیفات میں لکھا ہے جیسا کہ ان

سے نقل کیا گیا ہے کہ جو روایتیں تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں وہ دو ہزار سے زیادہ
ہیں اور ایک جماعت نے ان روایتوں کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ جیسا کہ شیخ
مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم بلکہ شیخ نے بھی تبیان میں ان روایات کے
بہت ہونے کی تصریح کی ہے بلکہ ایک جماعت نے ان کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا
ہے اس جماعت کا ذکر آئے گا۔

حوالہ نمبر ۴۳:۔ فصل الخطاب کے اسی صفحہ پر ہے: جاننا چاہیے کہ یہ (تحریف
قرآن کی) روایتیں کتب معتبرہ سے منقول ہیں جن پر ہمارے اصحاب کا اعتماد ہے
احکام شرعیہ اور آثار نبویہ کے ثابت کرنے میں۔

حوالہ نمبر ۴۴:۔ پھر صاحب فصل الخطاب نے آخر کتاب میں اپنے اس وعدہ
کو پورا کیا ہے اور ان محدثین کے نام لکھے ہیں جنہوں نے روایات تحریف قرآن کو
متواتر کہا ہے ان ناموں میں علامہ مجلسی کا نام بھی ہے اور ان کی عبارت کا ایک جملہ
قابل دید ہے وہ لکھتے ہیں: ''میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں متواتر ہیں
اور ان سب روایتوں کو ترک کر دینے سے ہمارے تمام فن حدیث کا اعتبار جاتا رہے گا
بلکہ میرا علم یہ ہے کہ تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں لہٰذا
(اگر تحریف قرآن کی روایتوں کا انکار کیا جائے) تو مسئلہ امامت بھی روایات سے ثابت
نہ ہو سکے گا۔ (حالانکہ اس کا مدار روایات ہی پر ہے)

حوالہ نمبر ۴۵:۔ فصل الخطاب صفحہ ۳۴ پر ہے: دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن میں تغیر
ونقصان نہیں اور جس قدر نبی علیہ السلام پر اترا وہ سب یہی ہے جو لوگوں کے ہاتھ

میں بین الدفتین موجود ہے۔اس طرف گئے ہیں صدوق اپنے عقائد میں اور سید
مرتضیٰ اور شیخ الطائفہ تبیان میں متقدمین میں کوئی شخص ان کا موافق نہیں معلوم ہوتا
(یعنی سب تحریفِ قرآن کے قائل تھے) اور شیخ ابوعلی طبرسی کے طبقہ تک سوان چار شخصوں
کے کسی کا خلاف صراحۃً اس بارے میں معلوم نہیں ہوا۔ انتہیٰ۔

معلوم ہوا چار شخصوں کے سوا کوئی شیعہ عالم تحریف قرآن کا منکر نہیں۔

حوالہ نمبر ۴۶:۔تحریف قرآن کا مسئلہ چونکہ شیعہ مذہب میں متفقہ اجماعی مسئلہ تھا جب
چار مجتہدوں نے اجماع کے خلاف لکھا تو شیعہ مذہب کی دیوار متزلزل ہوگئی لہٰذا
دوثلث کے مجتہدین شیعہ مسئلہ تحریف پر پھر غور کرنے لگے اس عالم حیرت میں
مجتہدین شیعہ کرتے تو کیا کرتے اور کہتے تو کس سے۔آخر طوعاً وکرہاً انہوں نے
منکرین تحریف کے اقوال کی تاویل یا تردید کی راہ اختیار کی چنانچہ علامہ محسن کاشی نے
علم الہدیٰ کے دلائل کو نقل کرکے تفسیر صافی صفحہ ۱۴ پر یوں لکھا ہے: ''میں کہتا ہوں کہ
کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جیسے مومنین کی طرف سے قرآن کی نقل وحفاظت کے اسباب
زیادہ تھے ویسے ان منافقین کی طرف سے اس کے تبدیل کرنے کے اسباب بھی زیادہ
تھے جنہوں نے رسول اللہ کی وصیت کو تبدیل کردیا اور خلافت کو بدل ڈالا کیونکہ قرآن
میں ان کی رائے اور خواہش کے مخالف باتیں تھیں اور تغیر اس میں اگر ہوا تو شہروں
میں شائع ہوئے اور حالت موجودہ پر قرار پذیر ہونے سے پہلے ہوا اور ضبط شدید اس
کے بعد ہوا۔لہٰذا قرآن کے ضبط اور اس کے متغیر ہونے میں کچھ منافات نہیں بلکہ کہنے
والا یہ کہہ سکتا ہے کہ قرآن فی نفسہٖ متغیر نہیں تغیر تو صرف ان کے اس کو لکھنے اور تلفظ
کرنے میں ہوا کیونکہ انہوں نے تحریف اصل سے نقل کرنے کے وقت کی اور اصل

بحالت خود اس کے اہل یعنی اس کے جاننے والوں کے پاس رہا۔ پس قرآن جو قرآن
جاننے والوں کے پاس ہے (یعنی امام مہدی کے پاس غار میں ہے) محرف نہیں اور
محرف تو وہ ہے جو منافقوں نے اپنے تابعین کو دکھایا۔رہا قرآن کا عہد نبی میں مجموع
ہونا جیسا کہ اب ہے سو یہ ثابت نہیں اور مجموع ہوتا کیسے؟

حالانکہ یہ تو ٹکڑے ٹکڑے اترا کرتا تھا آنحضرت کی عمر شریف کے پورا ہونے کے سوا
تمام نہ ہوسکتا تھا باقی رہا اس کا درس دینا اور اسے ختم کرنا سو وہ اسی قدر کی تدریس
کرتے اور ختم کرتے جو ان کے پاس تھا نہ کہ تمام کی۔ انتہیٰ۔

حوالہ نمبر ۴۷:۔ اسی طرح شیخ الطائفہ طوسی (منکر تحریف) کی عبارت تبیان سے نقل
کرنے کے بعد صاحب تفسیر صافی نے صفحہ ۱۵ پر یوں لکھا: ''میں کہتا ہوں کہ قرآن کے
ہر زمانے میں موجود ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ جمیع قرآن جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
نازل کیا موجود ہو اور اس کے اہل کے پاس موجود ہو (یعنی نماز میں ہو) اور بقدر
حاجت ہمارے پاس ہو اگرچہ ہم باقی پر قادر نہ ہوں۔ جیسا کہ امام کا حال ہے کیونکہ ہر
دو ثقل اس امر میں برابر ہیں۔ شاید شیخ کے کلام سے یہی مراد ہے۔ رہا شیخ کا قول اور وہ
جس کے قول کا اتباع واجب ہے سو اس سے مراد وہ مجتہد ہے جو آئمہ کے کلام سے
واقف ہو کیونکہ امام کی غیبت کے زمانے میں وہ اس کا قائم مقام ہے اس لیے کہ ان
حضرات علیہم السلام کا قول ہے کہ تم میں جو ہماری حدیث روایت کرے اور
ہمارے حلال وحرام میں غور کرے اور ہمارے احکام بتائے اس کو اپنے درمیان حاکم
بناؤ۔ انتہیٰ۔

حوالہ نمبر ۴۸:۔ سید نعمت اللہ حسینی جزائری جو صاحب تفسیر صافی کے شاگرد ہیں کتاب

الانوار میں لکھتے ہیں: (نوٹ یہ کتاب ۱۰۸۹ھ میں لکھی گئی) ''تسلیم کر لینا کہ یہ قرأتیں وحی الٰہی سے متواتر ہیں اور سب کو حضرت جبریل لائے ہیں ان حدیثوں کے ردّ کرنے کا موجب ہے جو مستفیض بلکہ متواتر ہیں اور صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ قرآن میں بہ لحاظ کلام و مضمون و اعراب تحریف واقع ہوئی ہے۔ مع ہذا ہمارے اصحاب ان حدیثوں کی صحت و تصدیق پر متفق ہیں۔ انتہیٰ۔

حوالہ نمبر ۴۹:۔ اسی کتاب الانوار میں چند سطور بعد لکھا ہے: ''قرآن غیر محرّف کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ اس مشاہیر نے اپنی تالیفات میں بہت روایتیں نقل کی ہیں جو قرآن میں ان امور کے وقوع پر مشتمل ہیں اور یہ کہ فلاں آیت اس طرح نازل ہوئی پھر تبدیل کر کے یوں بنادی گئی۔ انتہیٰ۔

حوالہ نمبر ۵۰:۔ اسی کتاب الانوار میں چند سطر بعد لکھا ہے: قرآن کو جیسا کہ نازل کیا گیا ہے کسی نے جمع نہیں کیا مگر امیر المومنین نے نبی ﷺ کو وصیت سے پس نبی ﷺ کی وفات شریف کے بعد حضرت امیر چھ مہینے قرآن کے جمع کرنے میں مشغول رہے جب اسے جمع کر چکے جیسا کہ نازل کیا گیا تھا تو اسے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ بننے والوں کے پاس لائے اور ان سے کہا یہ اللہ کی کتاب ہے جیسا کہ نازل کی گئی ہے۔ عمر بن خطاب نے آپ سے کہا کہ ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور نہ تیری قرأت کی ضرورت ہے ہمارے پاس قرآن ہے جیسے عثمان نے جمع کیا ہے اور لکھا ہے۔ حضرت امیر نے کہا کہ آج کے بعد تم اسے ہرگز نہ دیکھو گے اور نہ کوئی اسے دیکھے گا یہاں تک کہ میرا بیٹا مہدی ظاہر ہوگا اور اس قرآنِ علی میں بہت کچھ زیادہ ہے اور وہ تحریف سے پاک ہے۔ انتہیٰ۔

حوالہ نمبر ۵۱:۔ اسی کتاب الانوار میں ہے: جو آیتیں حضرت جبریل حضور کے دولت خانے کے اندر لاتے ان کو بجز حضرت امیر المومنین کوئی نہ لکھتا کیونکہ حضرت امیر بوجہ محرومیت دولت خانہ میں آمد و رفت رکھتے تھے۔ اس لیے ایسی آیتیں وہی لکھا کرتے تھے اور یہ قرآن جواب لوگوں کے ہاتھوں میں ہے حضرت عثمان کا خط ہے انہوں نے اس کا نام امام رکھا اور اس کے سوا اور قرآنوں کو جلادیا اور چھپا دیا اور اس کو اپنی خلافت کے زمانہ میں اطراف و امصار میں بھیج دیا۔ اس سبب سے تو دیکھتا ہے کہ خط عثمان کے قواعد مخالف ہیں قواعد عرب کے۔ مثلاً واؤ مفرد کے بعد الف کا لکھنا اور واؤ جمع کے بعد نہ لکھنا وغیرہ اور اس کا نام انہوں نے رسم الخط قرآنی رکھا ہے اور ان کو معلوم نہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت عثمان کو عربیت و خط کے قواعد سے واقفیت نہ تھی۔ عمر بن خطاب نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت علی کو کہلا بھیجا کہ قرآن اصل جو آپ نے جمع کیا ہے میرے پاس بھیج دو حضرت علی کو معلوم تھا کہ حضرت عمر اس واسطے میرا قرآن طلب کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کے قرآن کی طرح اس کو جلادیں یا اپنے پاس چھپا لیں تا کہ لوگ کہیں کہ قرآن تو وہی ہے جسے حضرت عثمان نے لکھا اور دوسرا اور کوئی قرآن نہیں اس لیے آپ نے اپنا قرآن عمر کے پاس نہ بھیجا اور قرآن اب مع دیگر کتب سماویہ و مواریث انبیاء کے مولانا مہدی کے پاس موجود ہے۔ جب حضرت امیر المومنین تخت خلافت پر بیٹھے تو اپنے قرآن کو ظاہر نہ کر سکے۔ (ڈر کے مارے) اور اسے چھپا دیا۔ (جب پہلے امام نے چھپا دیا تو آخری امام کب ظاہر کرے گا وہ بھی سنیوں کا قرآن پڑھے گا انشاء اللہ۔ نیر حسنی) کیونکہ اس میں پہلے خلیفوں کی برائی درج تھی۔ اس طرح حضرت علی صلوٰۃ الضحیٰ سے منع نہ کر سکے اور عورتوں کا متعہ جاری نہ

کر سکے۔ (کیسے جاری کرتے جبکہ حضور ﷺ نے ممنوع قرار دیا تھا۔ نیر حسنی) یہاں تک
کہ فرمایا کہ اگر ابن خطاب مجھ سے پہلے نہ ہوتے تو متعہ کے جائز ہونے کے سبب
بجز جماعت قلیلہ کے کوئی زنا نہ کرتا اسی طرح حضرت علی شریح کو عہدہ قضا سے اور
معاویہ کو امارت سے برطرف کرنے پر قادر نہ ہوئے اور وہ قرآن جو عثمان نے لکھا تھا
باقی رہا۔ یہاں تک کہ وہ قاریوں کے ہاتھ لگا پس انہوں نے اس میں مد اور ادغام اور
التقائے ساکنین کے ساتھ تصرف کیا اس لیے طبیعتیں اس سے متنفر ہوگئیں اور عقل نے
حکم لگا دیا کہ وہ اس طرح نازل نہیں ہوا۔ انتھی۔

حوالہ نمبر ۵۲:۔ سید نعمت اللہ کتاب الانوار میں دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''حضرت علی کا
ہر وقت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنا بہت سے اسباب میں سے ہے ایک سبب
ہے اس بات کا کہ حضرت علی نے جو قرآن لکھا تھا وہ ان قرآنوں سے جو وحی کی کاتبوں
نے لکھے زیادہ تھا کیونکہ حضرت جبریل اکثر نبی علیہ السلام کے پاس خلوت میں
آیا کرتے تھے اور علی کے سوا اور کوئی ان میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہ ہوا کرتا تھا
اسی واسطے حضرت علی کا قول ہے کہ نبی علیہ السلام مجھے اپنے ساتھ پھراتے جیسا کہ
آپ پھرتے۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر ۵۳:۔ ملا خلیل قزوینی شیعی (متوفی ۱۰۸۹ھ) صافی شرح اصول کافی
مطبوعہ نولکشور کتاب فضل القرآن جزو ہشتم صفحہ ۷۵ پر رقم طراز ہیں: ''اس سے مراد
یہ ہے کہ اس قرآن میں سے بہت کچھ ساقط ہو گیا ہے اور مصاحف مشہورہ میں نہیں
ہے کیونکہ سارا قرآن جو مصاحف مشہورہ میں ہے اس کی آیتوں کی تعداد کوفہ کے
قاریوں کے نزدیک چھ ہزار تین سو چھپن (۶۳۵۶) ہے۔ صاحب مجمع البیان نے ہر

سورت کے شروع میں جو اس کی آیتوں کی تعداد دی ہے ان سب کا مجموعہ بھی اتنا ہی
ہے مگر سورۃ ھل اتی (دہر) کی تفسیر میں طبرسی نے کہا ہے کہ کل آیتوں کی تعداد چھ
ہزار دو سو چھتیس ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر ہم دوسروں کے مذہب کا اختیار کریں تو کل تعداد
اس سے کچھ زیادہ یا کم ہوگی۔ ہر سورت سترہ ہزار کو نہیں پہنچ سکتی۔ اگر امام علیہ السلام
کی مراد یہ ہوتی کہ یہی جو مصاحف مشہورہ میں ہے اس کی آیتوں کی تعداد حضرت
جبریل کی قرأت میں سترہ ہزار ہے تو آپ یوں فرماتے ان عدد الآیات التی جاء
بہ جبریل الخ۔ (ان آیتوں کی تعداد جو جبریل لائے) اور خاصہ وعامہ کے طریقہ میں
صحاح کی حدیثیں جو قرآن میں سے حصہ کثیر کے ضائع ہونے پر دلالت کرتی ہیں
کثرت میں اس درجہ کو پہنچ گئی ہیں کہ ان سب کا جھٹلانا جرأت ہے اور یہ حکایت
تو مشہور ہے کہ حضرت عثمان نے ابی ابن کعب اور عبداللہ بن مسعود کے مصحف کو جلا دیا
باوجود ان باتوں کے اور اختلاف قرأت کے جو اس باب کی حدیث نمبر ۱۲ میں مذکور ہوا
یہ دعویٰ کہ قرآن اتنا ہی ہے جو مصاحف مشہورہ میں ہے اشکار سے خالی نہیں۔ جو کچھ
ابوبکر وعمر وعثمان نے کیا اس سے واقف ہو جانے کے بعد قرآن کے محرف ہونے پر یہ
دلیل لانا کہ صحابہ کرام اور اہل اسلام نے ضبط قرآن کا بڑا اہتمام رکھا ہے نہایت
ضعیف ہے۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر ۵۴:۔ سید دلدار علی مجتہد عماد الاسلام میں اختلاف قرأت کے متعلق کتاب
شافی کی عبارت نقل کر کے ضربت حیدریہ جلد دوم صفحہ ۷۸ میں یوں لکھتے ہیں: ''میں
کہتا ہوں کہ یہاں سے مستفاد ہوتا ہے کہ سید مرتضیٰ جو کہتے ہیں کہ قرآن میں تفسیر اور
تحریف بالکل نہیں ہوئی ان کے اس قول کا مآل یہ ہے کہ بقدر ایک آیت یا دو یا زیادہ کے

تحریف نہیں ہوئی نہ یہ کہ بقدر مفرد الفاظ کے بھی نہیں ہوئی ورنہ ان کا کلام یہاں اس امر میں صریح ہے کہ رسول اللہ کے زمانے میں حسب اختلاف قرأت قرآن کے مختلف نسخے تھے۔

حوالہ نمبر ۵۵:۔ سید دلدار علی کے بیٹے سید محمد مجتہد اس بارے میں اپنے قدم بقدم چلے ہیں مگر دلیری میں ان سے بڑھ گئے ہیں چنانچہ ضربت حیدر یہ جلد دوم صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں: پس ہمارے استاذ مدظلہ کا کلام ان کے اپنے مسلک مختار پر مبنی ہے اور سید مرتضیٰ کی تقلید لازم نہیں۔ (جو عدم تحریف کے قائل ہیں) کیونکہ حق اتباع کا زیادہ سزاوار ہے اور سید علم الہدیٰ معصوم نہ تھے (جو عدم تحریف کے قائل ہیں) کہ ان کی اطاعت کی جائے۔ پس اگر ثابت ہو جائے کہ وہ قرآن میں مطلق عیب ونقصان نہ ہونے کے قائل ہیں تو ہم پر ان کا اتباع لازم نہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ انتھی۔

حوالہ نمبر ۵۶:۔ رسالہ شیعہ نمبر ۲ جلد ۷ بابت ماہ فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۵، ۱۶ پر ہے:۔

"کتاب اللہ کا بہت سا حصہ ایسا تھا جس سے یاروں کی قلعی کھلتی تھی اور ان کے ہر مقاصد کی کامیابی میں روڑا اٹکتا تھا لہٰذا بجز اس صورت کے دوسرا راستہ ہی نہ تھا کہ کتاب اللہ کو اپنے فیصلہ میں لے کر حسب مطلب ترتیب دیں چنانچہ ہر خلیفہ صاحب نے اپنے اپنے زمانہ میں جہاں اور کام کئے وہاں کتاب کی ترتیب میں بھی خوب کتر و بیونت سے کام لیا یہاں کی آیات وہاں اور وہاں کی یہاں ٹھونسی گئیں۔ بلفظہٖ۔

حوالہ نمبر ۵۷:۔ عقائد الشیعہ فی فوائد الشرعیہ مطبوعہ ایران کے صفحہ ۲۷ پر سید علی اکبر بن علی اصغر نے صاف لکھا کہ موجودہ قرآن میں منافقین نے تغیر و تبدل کیا۔

حوالہ نمبر ۵۸:۔ بحر العلوم صفحہ ۳۴۷، ۳۴۸ پر ہے کہ: حضرت عثمان نے کتاب اللہ میں تحریف کی۔

حوالہ نمبر ۵۹:۔ استقصاء الافحام و استیفاء الانتقام جلد اول صفحہ ۱۰ پر ہے کہ اگر شیعہ قرآن میں تحریف اور نقصان کا نام لاتے ہیں تو سنی طعن تشنیع کرتے ہیں۔

(حالانکہ شیعہ کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ قرآن میں تحریف اور نقصان واقع ہوا ہے)

حوالہ نمبر ۶۰:۔ رشق النبال علی اصحاب الضلال مطبوعہ مطبع مجمع البحرین صفحہ ۴ ۱۲۸۱ھ میں ہے: حضرت عثمان کا دامن تحریف قرآن کے دھبے سے صاف نہیں ہو سکتا۔ (ملخصاً)

ناظرین کرام:۔ آپ نے اچھی طرح اندازہ لگا لیا ہوگا کہ شیعہ قرآن موجودہ کو محرف جانتے ہیں ان کے مذہب کی رو سے اس کی کوئی آیت بھی ایسی نہیں جس میں تحریف کا احتمال نہ ہو۔ جب شیعہ تحریف قرآن کی بحث میں سنیوں کے آگے عاجز آ جاتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ سنی بھی تو قرآن میں نقصان کے قائل ہیں اور وہ اس نقصان کے متعلق اتقان اور درمنثور وغیرہ سے روایات نقل کرتے ہیں اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ تحریف بالنقصان سے شیعہ کی مراد یہ ہے کہ قرآن کریم جیسا کہ حضور علیہ السلام اس دار فانی سے تشریف لے جانے پر عرصہ اخیرہ کے مطابق چھوڑ گئے تھے اس میں آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام نے اپنی اغراض نفسانی اور طمع دنیوی کے لیے کمی کر دی مگر حاشا و کلا اہل سنت و جماعت ایسی کمی کے قائل نہیں۔ درمنثور اور اتقان وغیرہ کی روایات احاد جو مفید یقین نہیں ان میں وہ آیات مراد ہیں حضور علیہ السلام کی حیات شریف میں بحکم الٰہی منسوخ التلاوۃ ہو گئی تھیں اور

عرصہ اخیرہ میں نہ تھیں اہل سنت میں سے کوئی عالم اس بات کا قائل نہیں کہ ان روایات سے قرآن مجید میں اس طرح کی تحریف ثابت ہوتی ہے جس کے شیعہ قائل ہیں اگر کوئی شیعی عالم ہمارے رسالہ کے جواب میں قلم اٹھائے تو اسے ہماری کتب معتبرہ سے امور ذیل ثابت کرنے چاہئیں۔ جیسا کہ ہم نے ان کی معتبر کتابوں سے ثابت کردکھائے ہیں اور کریں گے۔ (انشاء اللہ)

ا۔ اہل سنت کا عقیدہ کسی معتبر کتاب میں ایسا لکھا ہو کہ صحابہ کرام نے نعوذ باللہ قرآن پاک میں جیسا کہ عرصہ اخیرہ میں تھا حضور علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد اپنے اغراض فاسدہ کے لیے کمی کردی اور باوجود یہ کہ ان کی تعداد حد تواتر کو پہنچی ہوئی تھی وہ اس کذب پر متفق ہو گئے۔

دوم:۔ یہ کہ وہ روایات نقصان جن پر اس عقیدہ کا مدار ہے ہمارے علماء کے نزدیک متواتر ہوں۔

سوم:۔ یہ کہ وہ روایات ہمارے علماء کے نزدیک صراحۃ تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہوں۔

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی رافضی، سبائی، شیعی ان امور ثلاثہ کو ہماری کتب معتبرہ سے ثابت نہیں کرسکتا ہے ہم پہلے بیان کرآئے ہیں اور پھر اعادہ کرتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو قرآن ہمارے پاس موجود ہے بلحاظ ترتیب و مقدار وہی ہے جو حضور علیہ السلام اس دنیا سے تشریف لے جانے پر ہمارے واسطے چھوڑ گئے تھے اگر اس میں کوئی کمی بیشی کردیتا تو یہ تحریف ہوتی حضور انور ﷺ کی حیات شریف میں اثنائے نزول قرآن میں اگر بعض آیتیں نازل ہو کر بحکم

اہل منسوخ ہوگئیں تو اسے تحریف بالنقصان نہیں کہتے لہٰذا شیعہ کا یہ کہنا کہ سنی بھی قرآن میں نقصان کے قائل ہیں محض مغالطہ ہے۔

آئمہ شیعہ نے شیعہ کو بلاوجہ اپنے قرآن سے تو محروم کیا ہی تھا مگر دیگر صحائف سے بھی جوان بے چاروں کے آڑے وقت کام آتے ان کو محروم رکھا۔ ان میں سے بعض کا ذکر احادیث ذیل میں آیا ہے۔

ستر ہاتھ لمبا قرآن

حوالہ نمبر ۶۱:۔ اصول کافی کتاب الحجۃ باب ذکر الصحیفۃ والجفر والجامعۃ و مصحف فاطمہ علیہا السلام صفحہ ۱۴۶ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوبصیر راوی حدیث کو بتایا کہ ہمارے پاس ایک صحیفہ ہے۔ جس کا طول رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے ستر ہاتھ ہے اور حضرت علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

حوالہ نمبر ۶۲:۔ حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۸۷۲ پر ہے: جس وقت جبریل آتے جناب فاطمہ امیر المومنین کو خبر دیتیں جو کچھ جبریل کہتے امیر المومنین لکھ لیتے یہاں تک کہ ایک کتاب بن گئی وہی مصحف فاطمہ ہے اس میں قیامت تک تمام آئندہ حالات درج ہیں اور وہ کتاب اب امام قائم کے پاس ہے۔

حوالہ نمبر ۶۳:۔ شرح معانی نولکشوری کتاب العقل باب ۲۱ صفحہ ۱۲۸ پر ہے کہ کتاب جامعہ (جو ستر ہاتھ لمبی ہے) امام مہدی کے پاس (غار میں) ہے۔

حوالہ نمبر ۶۴:۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۲۲۳ پر ہے: اور امام زمان کے پاس رسول اللہ کا سلاح اور تلوار اور ذوالفقار ہوگی اور ان کے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں روز قیامت

تک ان کے شیعہ کے نام ہوں گے اور ایک اور صحیفہ ہوگا جس میں روز قیامت تک ان
کے دشمنوں کے نام ہوں گے اور ان کے پاس کتاب جامعہ ہوگی جو ایک صحیفہ ہے جس
کا طول ستر ہاتھ ہے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی بنی آدم کو ضرورت ہے۔

حوالہ نمبر ۶۵:۔ نعمت اللہ محدث جزائری شیعی کتاب الانوار میں لکھتے ہیں: اگر تو
اعتراض کرے کہ قرآن موجود میں باوجود اس کے محرف ہونے کے قرأت کیسے جائز
ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ اخبار آئمہ میں وارد ہے کہ انہوں نے اپنے شیعوں کو نماز
وغیرہ میں اسی قرآن کے پڑھنے اور اسی کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے یہاں تک
کہ امام زمان ظاہر ہوں۔ اس وقت یہ قرآن لوگوں کے ہاتھوں سے آسمان پر
چلا جائے گا اور وہ قرآن نکل آئے گا جسے امیر المومنین نے جمع کیا تھا پس وہ پڑھا جائے
گا اور اسی کے اعمال پر عمل کیا جائے گا۔ کلینی نے بالاسناد روایت کی ہے کہ سالم بن
سلمہ نے کہا کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق کے سامنے قرآن کے کئی حروف اس
طرح پڑھے کہ لوگ ویسا نہیں پڑھتے حالانکہ میں سن رہا تھا پس امام نے فرمایا پس امام
قائم علیہ السلام ظاہر ہوں جب وہ ظاہر ہوں گے تو قرآن کو ٹھیک طور پر پڑھیں گے
اور اس قرآن کو ظاہر کریں گے جسے حضرت علی نے لکھا تھا۔ انتہیٰ۔

ہم نے ۶۵ معتبر حوالہ جات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچادی ہے کہ شیعہ قرآن موجود
مابین الدفتین کو کامل وسالم منزل من اللہ محفوظ عن التحریف نہیں مانتے
اور نہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام نے ثقل اکبر قرآن کریم پر عمل
کرنے سے محروم رکھا خلیفہ ثالث حضرت امیر عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ بھی احسان
عظیم ہے کہ قرآن کریم کی صورت تو دیکھنے میں آئی برخلاف اس کے شیعہ کا دین تو

تقیہ ہی میں تھا۔ اب ثقل اصغر یعنی اہل بیت کا ذکر ہے۔

ثقل اصغر کی بحث

عقیدہ اہل سنت

اہل سنت تمام اہل بیت کی توقیر و تعظیم کو واجب سمجھتے ہیں۔ ان کی کتب
احادیث میں اہل بیت کے مناقب وفضائل کے علیحدہ باب باندھے گئے ہیں اور وہ
اہل بیت کی تشریح یوں کرتے ہیں۔ بیت تین ہیں۔ بیت نسب، بیت سکونت اور بیت
ولادت پس بنو ہاشم اولاد عبدالمطلب نسب کی جہت سے اہل بیت پیغمبر ﷺ ہیں اور
حضور کی ازواج مطہرات اہل بیت سکونت ہیں اور حضرت کی اولاد شریف اہل بیت
ولادت ہیں مگر شیعہ بارہ اماموں اور دو ایک عورتوں کے سوا باقی کے اہل بیت ہونے
سے انکار کرتے ہیں اور ان کو برا کہتے ہیں۔ اب ہم ناظرین کرام کو یہ دکھانا چاہتے
ہیں کہ شیعہ حضرات اہل بیت کے کس قدر محب ہیں اور اپنی محبت کا اظہار کن لفظوں
میں کیا۔ خدا تعالیٰ ایسی زبانی محبت سے بچائے۔

عقیدہ اہل تشیع

حوالہ نمبر ۱:۔ ارشاد العوام جلد سوم مطبوعہ ایران صفحہ ۱۱۱ پر ہے کہ تمام شریعتیں جو
انہوں (آئمہ) نے بیان کیں تقیہ کے ساتھ مخلوط تھیں اور فقہائے اہل بیت سلام اللہ
علیھم کے نزدیک یہ بات بدیہی ہے کہ ان کا تقیہ اعلیٰ درجہ کا تھا یہاں تک کہ بہت دفعہ
ایسا ہوتا تھا کہ وہ تقیہ سے روزہ چھوڑ دیتے تھے اور سنیوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے
اور مخالفین کی مرضی کے موافق احکام بیان فرماتے رہے حضرت پیغمبر خدا ﷺ سنیوں

اور ہمارے بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ آپ تقیہ نہ فرماتے تھے اور مذہب حق یہ ہے کہ آپ نہایت سخت تقیہ فرماتے تھے۔ انتہیٰ!

خلاصہ یہ کہ حسب عقیدہ شیعہ آئمہ تو درکنار حضور علیہ السلام بھی دینِ حق کو چھپاتے رہے اور کچھ کا کچھ بتاتے رہے۔

حوالہ نمبر۲:۔ فروع کافی مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۱۵۷ پر ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت علی کے ساتھ نکاح کرنے میں خوش نہ تھیں۔

حوالہ نمبر۳:۔ مجالس الانوار جلد دہم مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ صفحہ ۲۱۲ پر ہے: کتاب مناقب (ابن شہر آشوب) میں مذکور ہے کہ جب جناب فاطمہ علیہا السلام ابوبکر کے پاس سے اپنے گھر واپس آئیں امیر المومنین علیہ السلام سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے پسر ابوطالب تم مانند پردہ نشین عورتوں کے ہو گئے ہو اور مثل بے چاروں کے چھپے ہوئے حجرے میں بیٹھے ہو اور اپنا حق طلب نہیں کرتے۔

حوالہ نمبر۴:۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کی بیٹی ام کلثوم کا نکاح جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا اس کا اقرار شیعہ مجبوراً ان محبت بھرے الفاظ میں کرتے ہیں **ذلک فرج غصبناہ**۔ (فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۴۱) یعنی وہ ایک فرج ہے جو ہم سے چھینی گئی۔

حوالہ نمبر۵:۔ نفس الرحمن فی فضائل سلمان ہم راز حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی مطبوعہ ایران باب حادی عشر میں ہے: قنفذ چلا گیا اور وہ اس کے ساتھی بغیر اجازت گھر میں جا گھسے علی اپنی تلوار لینے اٹھے مگر وہ آپ سے سبقت لے گئے اور تھے بھی زیادہ علی نے ان میں سے ایک کی تلوار چھین لی وہ علی سے لڑے اور ان کو پکڑ لیا

اور ان کے گلے میں ایک رسی ڈالی پھر قنفذ علی کو کھینچتے کھینچتے ابوبکر کے پاس لے گیا۔ (العیاذ باللہ) قنفذ نے فاطمہ کے گھر کے دروازے کے بازو کی طرف دھکیل کر دبا دیا جس سے ان کی پہلو کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ان کے پیٹ سے بچہ ساقط ہو گیا پھر آپ (علی علیہ السلام) نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

نوٹ:۔ یہ شیعوں کے فرضی علی کی فرضی داستان ہے ورنہ ہمارا امام علی مرتضیٰ بڑا دلیر تھا یا اس ابن سبائی یہودی فرقے نے ہمارے علی کی شجاعت کو اور صدیق کی سچی خلافت وعدالت کو مجروح کرنے کی ناجائز کوشش کی ہے۔

حوالہ نمبر۶:۔ حملہ حیدری میں اس واقعہ مذکورہ کو ان الفاظ میں دہرایا اور اپنی محبت کا اظہار کیا ہے:

بدست عمر یک سر ریسماں   دوم درکن خالد پہلوان
فگندند در گردن شیر نر   کشیدند او را بر بوبکر

ایسے انسانوں کو کوئی سلیم الطبع شخص صحیح تسلیم نہیں کر سکتا یہ ان یاروں کی ایجاد ہے بظاہر اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر درپردہ ان کی تذلیل وتحقیر کے درپے رہتے ہیں۔

حوالہ نمبر۷:۔ اس دشمن اسلام فرقے نے حضرت علی پر یہ تہمت لگائی کہ آپ نے فرمایا ہاں میں نے قبول کیا اور میں راضی ہو گیا خواہ میری پردہ دری ہو اور رسول کی سنتیں معطل ہوں اور قرآن ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور خانہ کعبہ منہدم کر دیا جائے اور میری داڑھی میرے سر کی طرف خالص خون سے رنگی جائے میں تا دم مرگ ہمیشہ صابر اور ثواب کا امیدوار رہوں گا۔

(اصول کافی صفحہ ۱۷۳، الشافی ترجمہ اصول کافی صفحہ ۳۲۵ کتاب الحجت)

اہل بیت کے ساتھ بے وفائی کرنے والے کون ہیں؟

حوالہ نمبر ۸:۔ شیعہ کے رئیس المحدثین کتاب الروضہ صفحہ ۱۰۷ پر لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا اگر میں اپنے شیعہ کی تمیز کروں تو نہ پاؤں گا ان کو مگر زبانی دعویٰ کرنے والے اور اگر ان کا امتحان کروں تو نہ پاؤں گا مگر مرتدین اور اگر ان کو پرکھوں نہ خالص نکلے گا ہزار میں سے ایک اور اگر میں ان کی چھان بین کروں تو نہ باقی رہے ان میں سے مگر وہ جو میرا تھا۔

حوالہ نمبر ۹:۔ محبت اہل بیت کی آڑ میں حضرت علی اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما کی توہین نفس الرحمن فی فضائل سلمان للمراز حسن بن محمد تقی النوری الطبرسی مطبوعہ ایران میں یوں کی کہ ''حضرت علی نے فاطمہ کو گدھے پر سوار کیا اور اپنے دونوں بیٹوں حسن وحسین کا ہاتھ پکڑا اہل بدر مہاجرین وانصار میں سے ہر ایک کے گھر پر گئے اپنا حق جتلایا اور مدد مانگی مگر ان سب سے صرف چالیس آدمیوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا آپ نے ان کو حکم دیا کہ صبح سر منڈا کر مسلح ہو کر آؤ اور مجھ سے موت پر بیعت کرو۔ صبح کو ان چالیس میں سے صرف چار حاضر ہوئے۔ انتھی۔

یہ ہے شیعہ کی اہل بیت کی شان میں گستاخی اور اہل بیت کے ساتھ بے وفائی کا مختصر نمونہ۔

حوالہ نمبر ۱۰:۔ نہج البلاغت میں جناب امیر علیہ السلام نے شیعوں کو کہا کہ تم حق سے پراگندہ ہو تم حق میں اپنے امام کی نافرمانی کرتے ہو۔

حوالہ نمبر ۱۱:۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۱۴۸ میں ہے کہ حضرت امام حسن نے فرمایا:

''میرے لیے معاویہ ان لوگوں سے بہتر ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آپ کے شیعہ ہیں انہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا اور میرا مال لوٹ لیا۔ اصل الفاظ یہ ہیں: واللہ معاویۃ خیر من ھؤلاء یزعمون انھم لی شیعۃ ابتغوا قتلی واخذوا مالی. بلفظہ۔

جس فرقے کو اپنا امام بے وفا اور اپنا دشمن تصور کرے وہ کس منہ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔

دل کو دل سے راہ ہوتی ہے

حوالہ نمبر ۱۲:۔ احتجاج صفحہ ۱۴۹ میں حضرت امام حسن نے شیعوں کے متعلق فرمایا:۔
''تحقیق ان میں کچھ وفا نہیں اور نہ قول وفعل میں اعتبار ہے وہ مختلف ہیں اور ہم سے کہتے ہیں کہ دل تمہارے ساتھ ہیں حالانکہ ان کی تلواریں ہم پر کھچی ہوئی ہیں۔ انتھیٰ

محبت کا زبانی دعویٰ کرنے والو!

غور کرو۔ خدارا اہل بیت کی توہین وتذلیل سے اب تو باز آؤ پکے سچے محبت بن کر عامل بالقرآن بنو، زبانی محبت کچھ کام نہ آئے گی۔

حوالہ نمبر ۱۳:۔ رجال کشی صفحہ ۳۷ پر اپنی تہذیب کا مظاہرہ ان الفاظ میں کیا کہ: شیعہ نے حضرت امام حسن کو کہا اے مومنوں کے ذلیل کرنے والے آپ پر سلام۔ زبانی محبت کا دعویٰ کرنے والو! بتاؤ محبوب کو ایسے الفاظ میں خطاب کرنا جائز ہے؟

حوالہ نمبر ۱۴:۔ جنات الخلود مطبوعہ سلمان المطابع صفحہ ۲۰ میں لکھا کہ چالیس ہزار شیعہ (جن کا نام ایک رجسٹر میں درج تھا دیکھو بصائر الدرجات) میں سے چار سو حضرت امام کے ساتھ رہ گئے۔ پھر چار سو میں سے بھی اکثر مرتد ہو گئے۔ انتھیٰ۔

ہمیں یہاں اس رجسٹر کی بحث درکار نہیں ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ امام حسن کے شیعوں نے خود امام کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

حوالہ نمبر ۱۵:۔ شیعہ حضرات حضرت امیر معاویہ کو بہت برا بھلا کہتے ہیں اور پھر خود رجال کشی صفحہ ۷۲ پر اس کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم (شیعوں) نے حضرت امام کے ساتھ بے وفائی کی ہماری بے وفائی کی وجہ سے امام حسن اٹھے اور حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر امیر معاویہ نے حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اٹھ کر بیعت کیجئے پس امام حسین نے اٹھ کر بیعت کی۔ انتھی!۔ اب کس منہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱۶:۔ اصول کافی صفحہ ۲۹۴ میں حضرت امام حسین کی توہین ان الفاظ میں کی کہ جب فاطمہ حسین علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہوئیں تو اس کو شکم میں بہ کراہت رکھا اور جب وضع حمل کیا تو بہ کراہت کیا۔ پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ماں ایسی نہیں دیکھی گئی جو لڑکا جنے جسے وہ ناپسند کرے مگر فاطمہ نے حسین علیہ السلام کو ناپسند کیا۔ انتھی۔

ایسی جھوٹی باتیں تراشنے والے بھی محب اہل بیت ہو سکتے ہیں؟

حوالہ نمبر ۱۷:۔ اصول کافی صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵ پر بھی مذکورہ روایت درج ہے۔

حوالہ نمبر ۱۸:۔ حیات القلوب صفحہ ۷۸ جلد سوم میں لکھا حمل ووضع از روئے کراہت بودن مخصوص آنحضرت است باعتبار خبر شہادت۔ بلفظہ۔

حوالہ نمبر ۱۹:۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو جب شیعوں نے میدان کربلا میں

گھیر لیا تو آپ نے ان سے خطاب کیا جو کتاب الاحتجاج صفحہ ۱۴۵ میں یوں مذکور ہے: ''اے گروہ تمہارے واسطے ہلاکی ہو اور تمہارے واسطے سختی وبلا وبدی ہو جس وقت تم نے سرگشتہ وخوف زدہ ہو کر ہم سے فریاد کی ہم مضطرب ہو کر تمہاری فریاد کو پہنچے پس تم نے وہ تلوار جو تمہارے ہاتھ میں تھی ہم ہی پر تیز کی اور وہ آگ ہم نے اپنے اور تمہارے دشمنوں کے لیے روشن کی تھی وہ تم نے ہم ہی پر روشن کی تم اپنے دوستوں کے خلاف ظلم اور عداوت پر متفق ہو گئے اور اپنے دشمنوں کے مددگار بن گئے حالانکہ انہوں نے تم میں کوئی عدل شائع نہیں کیا اور نہ تم کو ان سے کوئی امید ہے اور ہم نے تمہارا کوئی گناہ نہیں کیا پس تم پر سختیاں اور مصیبتیں کیوں نہ ہوں کیونکہ تم نے ہم کو مجبور کیا حالانکہ تلوار درمیان میں تھی اور لوگوں کے دل مطمئن تھے اور رائے گانٹھی گرہ نہ تھی۔ مگر تم نے چیونٹیوں کی طرح ہماری بیعت کی طرف جلدی کی اور پروانوں کی طرح اس کی طرف دوڑے پھر تم نے نادانی اور گمراہی سے بیعت کو توڑ دیا۔ انتھی!۔

واقعہ کربلا کے مجرم اور امام کے اصلی قاتل بے وفا ودغاباز رافضی ابن سبائی اب کس منہ سے اہل بیت کی محبت کا دم بھرتے اور سینہ کوبی کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۰:۔ جنات الخلود اور ناسخ التواریخ وغیرہ میں ہے کہ لشکر مخالف (قاتلان حسین) میں سب کوفی (شیعی) تھے کوئی شامی وحجازی نہ تھا۔

حوالہ نمبر ۲۱:۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۱۷۶ میں ہے: حضرت امام حسین اپنی اولاد واہل بیت کو لے کر حرمین شریفین سے عراق کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ آپ اپنے شیعوں سے جنہوں نے آپ کو بلایا تھا دشمنوں کے خلاف مدد لیں (بمن دعاہ من شیعۃ علی الاعداء) اور آپ نے اپنے آگے اپنے چچیرے بھائی مسلم بن عقیل کو بھیجا

تا کہ وہ اللہ کی طرف بلائے اور آپ کے لیے بیعت لے۔ پس اہل کوفہ نے اس بات پر مسلم کی بیعت کی اور اس سے معاہدہ اور اس کی نصرت وخیر خواہی کا اقرار کیا اور اس بارے میں اس سے عہد و پیمان کیا پھر کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ انہوں نے مسلم کی بیعت توڑ دی (اور پھر خود اہل بیت کو کوفی شیعوں نے قتل کیا)

بیان بالا سے صاف ظاہر ہے کہ کربلا کے واقعہ کے اصل مجرم اہل کوفہ ہیں جنہوں نے دغا سے امام کو بلایا اور پھر آپ ہی شہید کر دیا مگر یہ اہل کوفہ کون تھے جواب میں گذارش ہے کہ سب کے سب شیعہ تھے جیسا کہ ان کے دعوتی خطوط سے ظاہر ہے جیسا کہ اب دنیا کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم اہل بیت کے محب اور علی کے شیعہ ہیں اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام کو بھی دھوکہ دیا کہ ہم اہل بیتؑ کے محب اور آپ کے باپ کے شیعہ ہیں۔ دل کی کیفیت تو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے حضرت امام پر ان کی زبانی محبت میدان کربلا میں ظاہر ہوئی۔ علاوہ ازیں امام کے پاس حسب عقیدہ شیعان ایک رجسٹر تھا جس میں ان کے شیعہ تا قیامت کے نام درج تھے۔

ناظرین! یہ خیال نہ فرمائیں کہ وہ معمولی شیعہ تھے نہیں بلکہ وہ چوٹی کے متقی مومن تھے چنانچہ شیعہ کا سند المحدثین ابو جعفر محمد بن حسن بن فروخ صفار (متوفی ۱۹۰ھ) بصائر الدرجات مطبوعہ ایران جزو ثانی باب عاشر میں لکھتا ہے:۔

(حوالہ نمبر۲۱) امام جعفر صادق کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت شہروں کے باشندوں پر پیش کی پس سوائے اہل کوفہ (قاتلان حسین) کے کسی نے قبول نہ کیا۔ انتھی۔ یعنی پکا شیعہ وہی ہے جو زبان سے تو محبت کا مدعی ہو لیکن ہاتھوں سے امام کو شہید کر دے۔ واہ شیعو! تمہاری محبت باھل بیت وتمسک بالثقلین۔ گھبرایئے

نہیں ابھی منزل دور ہے تمہارے ڈھول کا پول انشاء اللہ پوری طرح ظاہر کر کے چھوڑوں گا۔

حوالہ نمبر۲۲:۔ بصائر الدرجات میں ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ہماری ولایت آسمانوں زمین پہاڑوں اور شہروں پر پیش کی گئی مگر کسی نے اسے قبول نہ کیا جیسا کہ اہل کوفہ نے کیا۔ انتھی۔

اہل کوفہ تو اعلیٰ درجہ کے شیعہ ہوئے پھر ادنیٰ درجہ کے شیعوں کا کیا حال ہوگا؟

حوالہ نمبر۲۳:۔ کتاب الروضہ صفحہ ۳۹ پر ہے کہ عبداللہ بن ولید کندی بیان کرتے ہیں کہ مروان کے زمانہ میں ہم امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے جواب دیا کہ اہل کوفہ میں سے ہیں۔ اس پر امام نے فرمایا کہ شہروں میں سے کوئی شہر ایسا نہیں جہاں کے باشندے اہل کوفہ سے بڑھ کر ہمارے محب ہوں۔ انتھی!

امام صاحب تو ایسی بات زبان پر لا سکتے ہی نہیں۔ لیکن یار لوگوں کی وضعی روایت پر تعجب آتا ہے کہ اہل کوفہ تو سب سے بڑھے ہوئے محبّ (شیعہ) ہوئے پھر چھوٹے شیعوں کا کیا پوچھنا:

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ

شیعوں کی اصطلاح میں بڑا مومن اور محبّ وہی ہے جو زبان سے تو محبّ ہونے کا دعویٰ کرے لیکن در پردہ توہین و تذلیل کے درپے ہو۔ خدا تعالیٰ ایسی محبت سے بچائے۔

حوالہ نمبر۲۴:۔ شیعوں کا شہید ثالث مجالس المومنین میں فدک کے حال میں لکھتا ہے:

''اہل کوفہ کے شیعہ ہونے پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں اور کوفی کا سُنی ہونا خلاف اصل اور دلیل کا محتاج ہے خواہ ابوحنیفہ کوفی ہو۔ انتھیٰ۔''

شیعیت بھی عجب چیز ہے آئمہ اہل بیت کی نافرمانی کریں ثقل آل محمد کو قتل کر ڈالیں اس پر بھی محبِ اہل بیت کہلائیں۔ شیعہ نے شہدائے کربلا کی تذلیل وتوہین کا سلسلہ اب تک جاری رکھا ہے ان کے حالات کی نقلیں ناٹک اور سوانگ کے انداز پر بنا کر باجوں اور کھیل تماشوں کے ساتھ بازاروں اور گلی کوچوں میں پھراتے ہیں اور واقعات شہادت کے متعلق زیادہ تر جھوٹے اور محض بے اصل مرثیے بنا کر موافقوں اور مخالفوں کو بے ہودہ طریق پر سناتے ہیں۔ ایسے افعال کے جواز میں جھوٹی اور بے اصل روایتیں تراشی جاتی ہیں۔

حوالہ نمبر۲۵:۔ چنانچہ تہذیب الاحکام مطبوعہ ایران صفحہ۲۸۳ جلد دوم میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی طرف یہ جھوٹی بات منسوب ہے۔

''دختران علی وفاطمہ نے حسین بن علی علیہ السلام پر اپنے گریبان پھاڑ ڈالے اور رخسارے پیٹ ڈالے اور حسین جیسے پر رخسارے پیٹے جاتے ہیں اور گریبان پھاڑے جاتے ہیں۔ انتھیٰ۔''

محبت کے جھوٹے مدعی کو ایسی روایت وضع کرتے شرم بھی نہ آئی۔ کیا اہل بیت عظام قرآن کریم کو بھلا بیٹھے تھے؟

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

حوالہ نمبر۲۶:۔ اب ہم حق الیقین کی ایک روایت نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین بخوبی اندازہ لگالیں گے کہ اہل بیت عظام کی جس قدر توہین شیعوں نے کی اس یزید

پلید خارجی ملعون نے بھی اس درجہ کی توہین وتذلیل گوارا نہ کی۔ شیعہ توہین وتذلیل میں خارجیوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ روایت یہ ہے کہ جس وقت اہل بیت اخیار کو شہر دمشق میں جو یزید کا پایہ تخت اٹھالے گئے اور امام عالی مقام کے سر مبارک کو شمر نے یزید کے سامنے پیش کر کے اس حرکت سراپا ملام سے اپنے نزدیک اس کے انعام واکرام کا اپنا استحقاق ثابت کیا تو اس وقت یزید نے جو اپنے حاضرین دولت کے ساتھ دربار میں بیٹھا ہوا تھا نہایت غصہ میں آکر اس ملعون سے کہا کہ اے ملعون میں نے تجھ کو کب یہ حکم دیا تھا کہ تو ان کو قتل کر دینا۔ بلکہ میرا حکم تو یہ تھا کہ ان کو اپنی حراست میں یہاں لے آنا۔ میں بہ حفاظت تمام ان کو نظر بند کر کے رکھوں گا اور یہ کہہ کر تلوار لے کر اس کے قتل کرنے کو اٹھا لیکن حاضرین دربار نے بمنت وسماجت اس نابکار کا قصور معاف کرایا۔ پھر اس کے بعد یزید نے جملہ متعلقین شہدائے کربلا کو اپنے محل سرائے خاص میں ٹھہرایا اور دونوں وقت اپنے دسترخوان خاص پر ان کو کھانا کھلوایا کرتا تھا اور ان کی تشفی اور تسکین اور اپنے لشکریوں کی حرکت پر اظہار ندامت کرتا رہتا تھا کچھ دنوں کے بعد اہل بیت پاک نے وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کا قصد فرمایا تب اس نے روپیہ اور اشرفیاں ان کی نذر پکڑیں اور سواریوں کو آراستہ کرا کے ان کو سوار کرایا اور اپنی فوج کے کچھ آدمیوں کو ان کے ہمرکاب کر دیا اور یہ حکم دیا کہ دیکھو ان حضرات کو حفاظت کے ساتھ وہاں پہنچا دینا خبردار راستہ میں ان کو کچھ تکلیف نہ ہونے پائے۔

بعض نادان شیعہ جو یزید پلید پر ہمارے امام نسفی نے شرح عقائد میں بڑی شدومد سے لعنت کی ہے کو سُنی کہتے ہیں اب وہ اپنی کتب کی اس عبارت کو مدنظر رکھ کر

غور کریں کہ شیعوں (کوفیوں جن کے سوا کسی نے اماموں کی امامت کو قبول نہ کیا) نے امام پاک کے ساتھ میدان کربلا میں کیا سلوک کیا اور جس کو سُنی کہتے ہو اس نے کیا سلوک کیا ہمارے خیال میں تو یزید بھی کوفیوں کا ہم خیال شیعی ہی تھی امام صاحب کو قتل کرا کے رونا پیٹنا منافقانہ طور پر اس نے جاری کیا۔

حوالہ نمبر ۲۷:۔ کتاب الروضہ صفحہ ۱۱۰ پر امام زین العابدین پر یہ جھوٹ باندھا کہ آپ نے یزید پلید کو کہا: میں اس کا اقرار کرتا ہوں میں آپ کا غلام مجبور ہوں اگر چاہیں اپنے پاس رکھیں اور چاہیں تو بیچ دیں۔ انتھیٰ۔

غور کا مقام ہے کہ امام سید سجاد ہی امام عالی مقام کے تو فرزند ارجمند تھے جنہوں نے بیعت نہ کرنے کی بنا پر اپنی اور اپنے اہل بیت کی جان قربان کر دی۔ ایسے یزید کی غلامی کا اقرار صرف اپنی اکیلی جان کی خاطر کب متصور ہو سکتا ہے ایسی روایتیں صرف تذلیل اہل بیت کے لیے گھڑی گئیں۔

حوالہ نمبر ۲۸:۔ شیعہ اثنا عشریہ کا یہ اعتقاد ہے کہ بارہ اماموں کے سوا اگر کوئی اور شخص خواہ علوی فاطمہ امامت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے قیامت کو اس کا منہ کالا ہو گا دیکھو کتب شیعہ اصول کافی صفحہ ۲۳۵ حوالہ نمبر ۲۹ صفحہ ۲۳۶ وغیرہ۔

اب ہم ایک مختصر نقشہ درج کرتے ہیں جس سے امامت اور مہدی منتظر کے بارے میں شیعہ کے اختلافات کا پتہ لگ سکتا ہے اور امامیہ اثنا عشریہ کے اس عقیدہ کی رو سے العیاذ باللہ کیسے کیسے بزرگ روسیاہ جہنمی ٹھہرتے ہیں۔

محض امامت کے بارے شیعہ میں اس قدر اختلاف ہے دیگر عقائد سے جو ان میں اختلاف ہیں ان کے بیان کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ

میں صرف امامیہ کے ۳۲ فرقے مذکور ہیں کیسانیہ، زیدیہ اور غلات کے فرقے ان کے علاوہ ہیں۔ بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ شیعہ میں اختلاف نہیں۔

ہمیں شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی کا طعنہ دینے والو! غور کرو! ہم نے اپنے کسی امام کو کافر اور جہنمی تو نہیں کہا لیکن برخلاف اس کے تمہاری اصول کافی کے صفحہ ۲۳۵ ۲۳۶ پر ہے کہ جو شخص امام کا دعویٰ کرے اور امامت کا اہل نہ ہو وہ کافر ہے۔ انتھیٰ۔

آخر سچا تو ایک فرقہ ہی ہو گا باقی امامت کے مدعی آپ کے عقیدہ شریف میں کون ہیں؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

حضور کے اہل بیت سادات کرام کو کافر کہنے والے بتاؤ! تمسک بالثقلین اسی کا نام ہے اور اسے اہل بیت کی محبت کہتے ہین۔ خدا تعالیٰ ایسی محبت سے بچائے اور سچی محبت عطا فرمائے۔

حوالہ نمبر ۳۰:۔ اصول کافی صفحہ ۲۱۸ پر ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو محمد بن حنفیہ نے زین العابدین علی بن حسین کو بلا بھیجا اور اس سے خلوت میں کہا کہ اے میرے بھتیجے تجھے خوب معلوم ہے کہ حضور علیہ السلام نے وصی اور امام ہونے کا منصب اپنے بعد امیر المومنین علیہ السلام کو پھر حسن پھر حسین علیہ السلام کو دے دیا اور تیرے والد رضی اللہ عنہ قتل ہوئے اور انہوں نے کسی کو وصی نہ بنایا میں تیرا چچا اور تیرے باپ کی مثل ہوں اور میری ولادت علی علیہ السلام سے ہے میں اپنی عمر اور شجاعت کے تجھ سے بہ سبب تیری نو عمری کے امامت کا زیادہ مستحق ہوں اس لیے وصی

اور امام ہونے کے منصب کے لیے تو میرے ساتھ جھگڑا اور مباحثہ نہ کر۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر ۳۱:۔ یہ واقعہ بصائر الدرجات جز عاشر باب سابع عشر اور (حوالہ نمبر ۳۲) کشف الغمہ صفحہ ۲۰۸ اور (حوالہ نمبر ۳۳) کتاب الخزائع والجریح للراوندی صفحہ ۲۷ اور (حوالہ نمبر ۳۴) کتاب الاحتجاج للطبرسی صفحہ ۱۶۳ میں بھی مذکور ہے۔

کہاں ہو تمسک بالثقلین کے مدعی! بتاؤ تمہارے عقیدہ (جو اصول کافی صفحہ ۲۳۵ پر درج ہے) کی رو سے محمد بن حنفیہ کون ہیں؟

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

حوالہ نمبر ۳۵:۔ اصول کافی کتاب العلم صفحہ ۳۷ پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے دو سائلان کو جو عراق کے قدیمی شیعہ تھے ایک ہی مسئلہ کے دو مختلف جواب دیئے۔

یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ آئمہ پاک امت میں اختلاف کا بیج بونے والے ہیں۔

کہاں آئمہ پاک اور کہاں یہ نشان نفاق۔

حوالہ نمبر ۳۶، ۳۷:۔ بدر الدرجی و بصائر الدرجات جز سادس میں امام جعفر صادق پر یہ الزام لگایا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک بات میں ستر پہلو رکھتا ہوں جس کروٹ چاہوں پلٹ جاؤں۔

حوالہ نمبر ۳۸:۔ فروع کافی جلد ثانی صفحہ ۶۱ پر ہے کہ محمد باقر علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں بغیر لنگی باندھے نہ جائے

راوی کا بیان ہے کہ ایک روز امام حمام میں داخل ہوئے اور اپنی شرم گاہ کو آپ نے چونہ لگایا جب چونہ نے آپ کے بدن کو چھپالیا تو آپ نے لنگی کو پھینک دیا آپ کے ایک آزاد کردہ غلام نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ ہم کو تو لنگی باندھنے اور اس کے لازم ہونے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے اور خود بدولت نے اس کو پھینک دیا ہے۔ اس پر امام نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ چونہ نے شرم گاہ کو چھپالیا۔ انتھیٰ۔

افسوس صد افسوس شیعو! تمہاری ان گھڑنت روایتوں پر۔ کہاں آئمہ باحیا اور کہاں یہ حرکتِ بے جا۔

حوالہ نمبر ۳۹:۔ کتاب الاستبصار مطبوعہ مطبع جعفری جلد ثانی صفحہ ۱۳۰ پر ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا وطی فی الدبر میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ نمبر ۴۰:۔ فروع کافی جلد ثانی جز اول صفحہ ۲۳۴ پر ہے کہ صفوان نے یہی مسئلہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا جواب دیا کہ مرد کا اپنی عورت کے مقعد میں دخول کرنا جائز ہے۔ انتھیٰ۔

افسوس صد افسوس آئمہ اہل بیت پر الزام لگانے والوں پر کہاں آئمہ پاک اور کہاں یہ تعلیم۔ محبت کی آڑ میں اہل بیت عظام کی توہین وتذلیل کرنے والو! بتاؤ یہ کیا قصہ ہے؟ محبت اسے کہتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۴۱:۔ فروع کافی جلد ثانی جز اول صفحہ ۲۰۰ میں امام صادق علیہ السلام پر یہ بہتان باندھا کہ آپ نے فرمایا کہ فرج عاریۃً دینے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ نمبر۴۲:۔ فروع کافی جلد ثانی جزاول صفحہ ۲۰۰ میں امام صادق علیہ السلام پر یہ بہتان باندھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر نماز کی حالت میں تیرے ذکر سے مذی یا ودی نکل کر ٹخنوں تک بھی بہہ جائے تو اس کو نہ دھو اور نماز قطع نہ کر اور وضو نہ توڑ کیونکہ مذی یا ودی بمنزلہ آب بینی کے ہے۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر۴۳:۔ تھذیب الاحکام مطبوعہ ایران جلد ثانی کتاب المکاسب صفحہ ۱۱۴ پر امام محمد باقر پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے فرمایا کہ سور کے بالوں سے (تلواروں) کے حمائل بنانا جائز ہے۔ جب بنا چکے تو اسے اپنے ہاتھ دھولینا چاہیے۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر۴۴:۔ محبت کے جھوٹے مدعیوں نے امام صادق علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے فرمایا اگر سور کے بالوں کی رسی کے کنوئیں سے پانی نکالا جائے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فروع صفحہ ۴)

حوالہ نمبر۴۵:۔ جامعہ عباسی میں شیعوں کا بڑا مجتہد سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سور کے بالوں اور ہڈیوں کو پاک بتاتا ہے۔

حوالہ نمبر۴۶:۔ اصول کافی کتاب الحج صفحہ ۳۰۳، ۳۰۴ پر ایک حیا سوز واقعہ تحریر کیا ہے کہ امام محمد باقر نے ایک کنیز سے جو امام موسیٰ بن جعفر صادق کی ماں ہونے والی تھی جب امام صادق علیہ السلام کے خرید اتو اس سے پوچھا کہ تو اچھوتی ہے یا کسی مرد کے پاس گئی ہے اس نے جواب دیا اچھوتی۔ آپ نے فرمایا اچھوتی کیوں کر حالانکہ بردہ فروشوں کے ہاتھوں میں کوئی شئے نہیں ہوتی جس کا اچھوتا پن خراب کردیں اس نے کہا کہ وہ بردہ فروش میرے ساتھ فعل بد کا قصد تو کیا کرتا تھا اور میری

دونوں رانوں کے بیچ بیٹھ جایا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس پر ایک سفید ریش مرد کو مسلط کر دیتا تھا اس قصے میں دونوں اماموں کا خوب مذاق اڑایا ہے کیا جعفر صادق کے لیے کوئی بیوی نہ ملتی تھی کہ لونڈی خریدنی پڑی پھر اس لونڈی سے غیروں کے سامنے اچھوتی یا غیر اچھوتی کا سوال جعفر کی موجودگی میں جس کی عنقریب وہ بیوی ہونے والی ہے عام آدمیوں کو بھی زیبا نہیں آئمہ کا تو کیا ذکر۔

حوالہ نمبر۴۷:۔ اہل بیت کی محبت کے ٹھیکیداروں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق پر یہ الزام من لایحفر الفقیہ صفحہ ۸۰ میں لگایا کہ انہوں نے فرمایا اگر کپڑوں پر خنزیر کی چربی لگ جائے یا شراب لگ جائے تو ان سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ نمبر۴۸:۔ اصول کافی میں ہے کہ حضرت زید شہید نے امام باقر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم میں سے امام وہ نہیں جو اپنے گھر بیٹھا رہا اور پردہ لٹکایا اور جہاد سے رک گیا لیکن امام ہم میں سے وہ ہے جس نے اپنی مملکت کو ضرر سے بچایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا جیسا کہ چاہیے اور اپنی رعیت اور اپنے حریم سے ضرر کو دور کیا۔

حوالہ نمبر۴۹:۔ تذکرۃ الآئمہ میں ہے کہ شیعان کوفہ نے زید شہید کو جہاد کے لیے اکسایا جب زید نے خروج کیا اور اس لشکر کے ساتھ کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر پہنچا سوائے قلیل تعداد کے سب زید کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب زید نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ کوئی یعنی وہ مجھے چھوڑ گئے۔ اس دن سے شیعہ کا نام رافضی پڑا۔ اس سے چند سطر بعد میں ہے کہ اس زمانے میں زیدیہ شرنا مکہ اور اہل یمن و مضافات یمن ہیں۔ وہ اصول میں اشاعرہ ہیں اور فروع میں بعضے شافعی اور بعضے حنفی ہیں۔

زیدیہ امامت کو فرزندان فاطمہ علیہا السلام سے مخصوص سمجھتے ہیں۔
ان میں سے بعض ثلاثہ کو خلیفہ جانتے ہیں اور بعض شیخین پر تبرا کرتے ہیں اور ان کے کئی فرقے ہیں۔ انتھیٰ۔

اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کوفہ کے شیعوں نے پہلے زید کو دعوتی خطوط بھیجے پھر خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر امامت پر حضرت زید کی بیعت کی۔ حضرت زید نے ان کو ساتھ لے کر یوسف بن عمر حاکم عراق پر خروج کیا عین مقابلہ کے وقت انہوں نے بیعت توڑ کر فرار کی راہ لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت زید شہید ہو گئے۔ یہ اہل کوفہ اول درجے کے متقی مومن تھے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا وہ منافق بایں معنی تھے (جیسا کہ ملا مجلسی نے تذکرۃ الائمہ میں لکھا کہ وہ منافق تھے) کہ زبانی تو اہل بیت کی محبت بھرتے تھے مگر دل سے یہی چاہتے تھے کہ یہ بھی نہ رہیں۔ مسلمانوں میں نا اتفاقی پیدا ہو جائے۔ جس کا انجام یہ ہو کہ اسلام کا نام لیوا کوئی باقی نہ رہے یہی اس فرقہ کے بانی ابن سبا کا منشاء تھا۔

حوالہ نمبر ۵۰:۔ رجال کشی صفحہ ۱۴۹ پر لکھا کہ زیدیہ نصاب یعنی دشمن اہل بیت ہیں۔

حوالہ نمبر ۵۱:۔ کتاب الروضہ صفحہ ۱۶ میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شیعوں کا نام رافضی (وہ گروہ جس نے اپنے سردار کو چھوڑ دیا) تو خدا نے رکھا۔ (یعنی اس فرقے پر خدا کی مار اور یہ ازل کے بدبخت اور علم الٰہی میں اپنے اماموں سے دغا بازی کرنے والے لکھے جا چکے ہیں)

حوالہ نمبر ۵۲:۔ محبت کے پردہ میں اہل بیت نبی کی توہین کرنے والے ابن سبائی

فرقے نے فروع کافی جلد ثانی صفحہ ۶۰ میں امام موسیٰ کاظم کی طرف یہ روایت منسوب کی کہ آپ نے فرمایا شرم گاہیں دو ہیں اگلی اور پچھلی۔ لیکن پچھلی تو چوتڑوں سے چھپی ہوئی ہے رہی اگلی سو اس کو اپنے ہاتھ سے چھپا لو جب تم نے قضیب اور دونوں مضیوں کو چھپا لیا تو تم نے اپنی شرم گاہ کو چھپا لیا۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر ۵۳:۔ محبت کے ٹھیکیداروں نے کتاب الاستبصار مجلد ثانی صفحہ ۱۳۰ پر امام رضا علیہ السلام پر یہ تہمت لگائی کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ مرد کا پیچھے سے اپنی عورت کے مقعد میں دخول کرنا کیسا ہے؟ آپ نے جواب دیا اس فعل کو قرآن مجید کی ایک آیت نے حلال کر دیا ہے وہ حضرت لوط علیہ السلام کا یہ قول ہے۔
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (یہ میری لڑکیاں ہیں یہ تمہارے واسطے حلال ہیں)
اور حضرت لوط علیہ السلام کو معلوم تھا کہ ان کی قوم کی مراد فرج نہیں۔ انتھیٰ۔

حوالہ نمبر ۵۴:۔ صافی شرح کافی اور اصول کافی میں امام محمد تقی کے متعلق لکھا کہ ان کے رشتے دار امام تقی کو (معاذ اللہ) حرامی تصور کرتے تھے پھر قیافہ شناس کو بلایا گیا اور امام رضا کو مالی بھیس میں باغ میں داخل کیا گیا (گویا یہ ایک ناٹک کا تماشہ ہے اور اس میں باپ بیٹا دونوں کی زبردست توہین کی گئی ہے)

حوالہ نمبر ۵۵:۔ یہی فرضی افسانہ اہل بیت عظام کی توہین کی خاطر بحر الجواہر صفحہ ۲۴۷ پر بھی تحریر کیا ہے کہ جب امام تقی کو علمائے قیافہ پر پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا تم مجھ سے بندے شک کرتے ہو اور خدا اور میرے دادا پر افتراء کرتے ہو اور مجھے علمائے قیافہ پر پیش کرتے ہو خدا کی قسم میں خود ان اشخاص سے بہتر ہوں مجھے معلوم

ہے جو کچھ انہوں نے اپنے دل میں پوشیدہ کیا ہے۔

ایسی روایتوں کے ایجاد کرنے سے ابن سبائی فرقے کی غرض محض اہل بیت عظام کی توہین اور اسلام کی بیخ کنی کے سوا اور کچھ نہیں۔

حوالہ نمبر ۵۶:۔ اصول کافی صفحہ ۳۲۵ پر ہے کہ امام حسن عسکری کی کوئی اولاد نہ تھی جب آپ کا وصال ہوا تو ایک کنیز پر حمل کا گمان تھا آگے صاحب اصول کافی لکھتا ہے فلما بطل الحمل عنهن قسم میراثه بین امه واخیه جعفر الخ ۔یعنی جب امام کی کنیز سے حمل کا خیال باطل ہوگیا تو امام کی میراث ان کی والدہ اور ان کے بھائی جعفر میں تقسیم کی گئی اور ان کی ماں نے جعفر کے وصی ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ قاضی کے نزدیک ثابت ہوگا۔ انتھیٰ!

شیعہ حضرات اس عبارت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ امام صاحب زمان محمد مہدی پیدائش کے وقت سے جان کے خوف سے غائب تھے لیکن یہ تاویل سراسر غلط اور باطل ہے فلما بطل الحمل جب سرے سے حمل ہی باطل ہوا تو صاحب زمان کیسے پیدا ہوگئے۔ شیعوں نے چند فرضی روایتیں آئمہ کے ساتھ ایسی منسوب کی ہیں جس میں انہوں نے امام مہدی کے ظہور وخروج کے وقت کے متعلق عجیب گل افشانی کی ہے۔

حوالہ نمبر ۵۷:۔ اصول کافی صفحہ ۲۱۱ باب الغیبة میں ہے کہ حضرت علی نے فرمایا امام مہدی چھ دن یا چھ مہینے یا چھ سال غائب رہیں گے (پھر ان کا ظہور لازمی ہے) لیکن اب گیارہ سو سال گزر گئے مگر امام موصوف اب تک ظاہر نہیں ہوئے۔

حوالہ نمبر ۵۸:۔ امام باقر نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظہور مہدی کا وقت ۷۰ھ رکھا تھا جب امام حسین شہید ہوئے پھر اسے ۱۴۰ھ بنا دیا۔ امام جعفر صادق نے بھی اس قول کی تصدیق فرمائی۔ (اصول کافی صفحہ ۲۳۲)

حوالہ نمبر ۵۹:۔ بحر الجواھر صفحہ ۴۶۳ میں ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا کہ نفس ذکیہ (جو ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ میں شہید ہوئے) کے قتل ہونے اور امام قائم کے خروج کے درمیان پندرہ دن سے زیادہ فاصلہ نہ ہوگا۔

حوالہ نمبر ۶۰:۔ اصول کافی صفحہ ۲۱۱ پر ہے کہ امام مہدی خوف کے مارے غائب ہیں۔

نیز شیعہ کا عقیدہ ہے کہ آئمہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں جب امام صاحب کو یہ اختیار ہے کہ تو پھر خوف کس بات کا ہے۔ صدیق اکبر کا حزن فی الغار تو قابل ملامت ہو لیکن امام صاحب کا خوف فی الغار جائز ہے۔ اہل بیت عظام کی توہین کرنے والو! بتاؤ ایسے ذی اختیار بھی کسی سے خوف کھاتے ہیں؟ شہید کربلا نے یزید سے خوف نہ کھایا لیکن شیعہ کی کثرت کے باوجود بھی امام صاحب ڈرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۶۱:۔ نور الابصار صفحہ ۱۵۲ پر ہے کہ شہر حد کے باشندے سب کے سب عشریہ ہیں یہاں ایک مسجد ہے جس کے دروازے پر ریشم کا پردہ ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن حسن عسکری اس مسجد میں داخل ہوئے اور غائب ہوگئے محمد مذکور ان کے نزدیک امام مہدی منتظر ہیں۔ ان میں سے ایک سو آدمی ہر روز لڑائی کے ہتھیار لگا کر مسجد کے دروازے پر آتے ہیں ان کے ساتھ زین ولگام سے آراستہ ایک گھوڑا ہوتا ہے اور

ڈھول اور ترم ہوتے ہیں وہ یوں پکارتے ہیں اے صاحب زمان ظلم وفساد بکثرت
ہوگیا ہے یہ آپ کے خروج کا وقت ہے تاکہ خدا آپ کے ذریعے حق وباطل میں فرق
کردے۔ وہ رات تک ٹھہرتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں ہمیشہ ان کی یہی عادت ہے۔

انتھی۔

حوالہ نمبر ۶۲، ۶۳:۔ بحر الجواھر صفحہ ۴۵۶ و نزھۃ الناظر میں لکھا ہے کہ آج کل
حضرت صاحب زمان کا مکان مغرب کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں ہے کہ
جس کو علقمیہ کہتے ہیں اور حضرت کے صاحبزادے طاہر، قاسم، ہاشم، ابراہیم، عبدالرحمٰن
سلام اللہ علیھم میں سے ہر ایک ان جزائر میں ہے ایک جزیرہ میں حاکم ہے اور ان
جزیروں کے نام یہ ہیں: ناعمہ، مبارکہ، صالحیہ، خضریہ، بیضاویہ، نوریہ اور حضرت
کا مسکن ایک جزیرے میں ہے جس کو کاملیہ کہتے ہیں اور حضرت کی بیوی ابولیث کی
لڑکیوں مین سے ہے: انتھی۔

یہ جزائر کسی کتاب جغرافیہ میں مذکور نہیں۔ غور کیجئے امام موہوم کا مسکن
موہوم اولاد موہوم اولاد کے قلمرو موہوم اسی طرح اثنا عشریہ کا امام گم، قرآن گم، مذہب
گم، ہدایت گم۔

ناظرین نے اوراق سابقہ میں دیکھ لیا کہ شیعہ نے بارہ اماموں کو کس طرح ذلیل کیا
ہے کسی کی عمر بھر نافرمانی کرتے رہے اور آخر کار شہید کردیا کسی کو مذل المومنین کا
خطاب عطا کیا کسی کو دغا سے اپنے ہاں بلاکر قتل کرڈالا۔ کس منہ سے یزید جیسے فاسق کی
غلامی کا اقرار کرادیا کئی ایک کی طرف ایسے حیا سوز اور گندے مسائل منسوب کردیے
کہ العیاذ باللہ، کسی کے نسب میں بٹہ لگا کر ناٹک کا تماشا دکھادیا، کسی کی امامت کا

خاک اڑادیا، کسی کے حرم کی تلاشی کا قصہ گھڑلیا اور ایک موہوم بچہ کو اس سے منسوب
کرکے امام غائب بنادیا اور اس بچہ کے لیے موہوم مسکن اور موہوم اولاد قرار دی۔
طرفہ یہ کہ بقول اثنا عشریہ یہ بارہ کے بارہ ہی اپنے دین کو چھپاتے اور جھوٹ بولتے
رہے حتی کہ وہ بے چارے خود شاکی ہیں کہ ہمارے شیعہ ہم پر جھوٹ تھوپنے والے ہیں
ان بارہ کے سوا اہل بیت میں سے اگر کسی اور نے امامت کا دعوٰی کیا یا بارہ میں سے کسی
ایک کی امامت کا انکار کیا تو اسے روسیاہ اور جہنمی کافر بتایا گیا۔ چنانچہ جناب امیر علیہ
السلام کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ اور ان کے صاحبزادے ابو ہاشم امام زین
العابدین کے صاحبزادے زید شہید، زید شہید کے صاحبزادے یحیٰی، حسن مثنیٰ کے
صاحبزادے عبداللہ محض اور ان کے صاحبزادے محمد نفس ذکیہ، نفس ذکیہ کے بھائی
ابراہیم، امام صادق کے دو صاحبزادے عبداللہ فطح اور محمد۔ حسن مثنیٰ کے دو پوتے حسین
بن علی اور یحیٰ بن عبداللہ محض، ابن طباطبا علوی، امام موسیٰ کاظم کے دو صاحبزادے
زید اور ابراہیم، عبدالرحمٰن علویہ، محمد بن قاسم علوی، احمد بن عیسیٰ علوی، ادریس بن موسیٰ
علوی، کرکی علوی، امام حسن عسکری کا بھائی جعفر بن علی، ابن الصوق علوی، علی بن زید
علوی سب کے سب اسی ضمن میں آتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

حوالہ نمبر ۶۴:۔ شیعہ اہل بیت عظام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں ہدایت
کی تا ظہور امام زمان تقیہ کا حکم ہے۔ اس لیے آئمہ اہل بیت بھی مذہب شیعہ کی تبلیغ نہ
کرسکے بلکہ سنیوں میں ملے جلے رہے اس لیے شیعہ حضرات نے اگر اپنے مذہب
نامہذب کی تبلیغ علانیہ شروع کردی تو اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو حضرت امام جعفر صادق
کے الفاظ ذیل سے ظاہر ہے جو اصول کافی صفحہ ۴۸۶ پر مندرج ہے: ''اے معلیٰ جس

نے ہمارے دین کو فاش کیا اور پوشیدہ نہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو فاش کرنے کے سبب دنیا میں خوار کرے گا اور آخرت میں اس کی آنکھوں کے درمیان سے نور کو برطرف کردے گا اور ہمارے دین کو تاریکی بنادے گا جو اسے دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ انتھیٰ۔

محبت کا زبانی دعویٰ کرنے والو! بتاؤ کیا آئمہ اہل سنت کی یہی تعلیم تھی۔

ناظرین کرام! آپ نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ اسلام میں شیعہ پہلا فرقہ ہے جس نے اہل بیت کی مخالفت کی کیونکہ خوارج جنہوں نے حضرت مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی وہ شیعہ تھے اور شیعہ ہی پہلا فرقہ ہے جس نے قرآن کا انکار کیا خلافت بلافصل سب عقیدہ شیعہ اصل اصول دین ہے انہوں نے جب دیکھا کہ نماز، روزہ وغیرہ کے مسائل تو قرآن کریم میں موجود ہیں تحریف کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ فلاں جگہ سے لفظ آل محمد حذف کردیا گیا اور فلاں آیت سے فقرہ ان علیا مولی المومنین نکال دیا گیا ہے۔ (العیاذ باللہ)

شیعوں کے ایک مشہور اعتراض کا جواب

شیعہ حضرات عام طور پر کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول حسبنا کتاب اللہ نے عامہ مسلمانوں کو تمسک عترت نبوی سے آزاد کردیا تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت مولا علی مرتضیٰ نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت جز اول صفحہ ۱۸۴ میں فرماتے ہیں واعلموا انہ لیس علیٰ احد بعد القرآن من فاقۃ. بلفظہ۔ یعنی تم جان لو کہ قرآن کے بعد کسی کو کوئی حاجت نہیں۔ مولا علی مرتضیٰ کے قول کی جو تاویل تم کروگے وہی تاویل حضرت عمر کے قول کی بھی سمجھ لو۔

اس قول کی شرح میثم بحرانی شیعی نے یوں کی ہے: ''پھر حضرت امیر نے ان کو اس بات پر آگاہ کیا کہ قرآن کے بعد کسی کو کوئی حاجت نہیں یعنی لوگوں کے لیے قرآن کے نزول اور اس کے بیان واضح کے بعد ان کے معاش ومعاد کی اصلاح میں کسی حکم کے بیان کی حاجت نہیں۔ انتھیٰ۔

محمد عبدہ مصری نے اس قول کے حاشیہ میں یوں لکھا ہے: ''ای فقر وحاجة الی هاد سواه یرشده الی مکارم الاخلاق وفضائل الاعمال وسائق الی شرف المنازل وغایات المجد والرفعة۔

ترجمہ:۔ یعنی فقر وحاجت نہیں قرآن کے سوا کسی اور ہادی کی جو اسے مکارم اخلاق وفضائل اعمال کی طرف رہنمائی اور حاجت نہیں کسی شخص کی جو شرف منازل اور غایات مجد ورفعت کی طرف لے جائے۔ انتھیٰ۔

جناب امیر علیہ السلام اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ مبارک اقوال نہایت کارآمد ہیں کیونکہ ان سے فیصلہ ہوجاتا ہے کہ حدیث ثقلین میں تمسک بالقرآن سے مراد یہ ہے کہ عمل کے لیے قرآن کافی ہے۔ آئمہ کے اقوال کی کسوٹی بھی قرآن ہی ہے۔ اگر ان کے اقوال قرآن کریم کے مطابق ہوں تو عمل کرو ورنہ چھوڑ دو اور تمسک بالعترت سے مراد یہ ہے کہ اہل بیت عظام سے محبت رکھو۔ اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہل بیت عظام سے کس قدر محبت تھی۔

شیعہ کی مشہور ومعروف کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الآئمہ مطبوعہ ایران ۱۲۹۴ھ صفحہ ۱۲۴ پر ہے: زید بن علی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حسین

بن علی علیہ السلام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جمعہ کے دن آئے اور آپ منبر پر تھے اور ان سے کہا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جا۔ یہ سن کر حضرت عمر رو پڑے۔ پھر فرمایا: اے میرے پیارے لڑکے تو نے سچ کہا یہ تیرے باپ کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام بولے اللہ کی قسم حسین نے میری رائے سے نہیں کہا۔ حضرت عمر نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ اللہ کی قسم اے ابوالحسن میں آپ کو تہمت نہیں دیتا۔ پھر حضرت عمر منبر سے اترے اور امام حسین کو پکڑ کر اپنے برابر منبر پر بٹھایا اور لوگوں سے خطاب کیا اس حال میں کہ حضرت امام حسین آپ کے ساتھ منبر پر بیٹھے تھے۔ بعد ازاں فرمایا اے لوگو! میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے تم میری عترت اور میری اولاد کی حفاظت کرو جس نے ان میں میری حفاظت کی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا آگاہ رہو خدا کی لعنت اس شخص پر ہے کہ شہر بانو شہزادی جو مجاہدین اسلام کے ساتھ ایران سے مدینہ آئی تھی امام حسین کو گھر بیٹھے عطا کر دی۔ رافضی کامل ابن اثیر جز ثانی صفحہ ۱۹۵ پر ہے کہ حضرت عمر نے امام حسن و حسین کا بھی بدری اصحاب کے برابر پانچ پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت عمر کو اہل بیت عظام کا دشمن کہنے والو! غور کرو تمہاری طرح ان کا زبانی دعویٰ نہ تھا۔

شیعوں کا دوسرا اعتراض

حضور علیہ السلام نے امیر عمر کو قلم دوات لانے کا حکم دیا آپ نے حضور علیہ السلام کا حکم نہ مانا۔

جواب:- اولاً! طلب قرطاس کا ارشاد ۔۔۔۔ کے صیغہ سے تھا یعنی ایتونی

بالکتف وللدوات۔ قلم اور دوات لاؤ۔ خاص خلیفہ ثانی کو حکم نہیں دیا۔

ثانیاً! حضرت علی فرماتے ہیں:۔ امرنی النبی انی آتیہ ای کتف یکتب.

(مسند امام احمد، فتح الباری)

یعنی حضور ﷺ نے قلم دوات لانے کا حکم مجھے فرمایا تھا لہٰذا سب سے زیادہ الزام (نافرمانی کا) حضرت علی پر عائد ہوگا۔

ثالثاً! جب حضرت عمر نے لکھوانے سے منع کیا تو دوسرے صحابہ خصوصاً حضرت علی نے وصیت نامہ کیوں نہ لکھوالیا۔

رابعاً! جب دین مکمل ہو چکا تھا اور آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ بھی نازل ہو چکی تھی تو ایسی کون سی ضروری تحریر باقی تھی اگر ضروری تحریر باقی تھی تو آیت مذکورہ معاذ اللہ غلط اور لغو ٹھہرے گی۔

خامساً! حضرت عمر کے روکنے پر رسول خدا کا ایسی تحریر نہ لکھوانا آپ پر سخت الزام عائد ہوتا ہے کیونکہ جب وہ ایسی تحریر تھی تو حیثیت منصب رسالت کے آپ پر اس کی تبلیغ فرض تھی اس وقت بالفرض حضرت عمر مانع تھے تو اس کے بعد چار پانچ روز کا موقعہ ملا تھا چاہیے تھا کہ کسی اور وقت میں حضرت علی کو بلا کر تحریر کرا دیتے مگر آپ نے نہ لکھوایا۔

معلوم ہوا اس وقت صحابہ کی آزمائش منظور تھی کہ دین کو مکمل سمجھتے ہیں یا نہ؟

امیر عمر کے پیارے الفاظ حسبنا کتاب اللہ نے حضور علیہ السلام کو مطمئن کر دیا۔

شیعوں کا تیسرا اعتراض

کاغذ طلب کرتے وقت حضور علیہ السلام پورے ہوش وحواس میں تھے مگر حضرت عمر

نے حضور علیہ السلام کو (معاذ اللہ) ہذیان بکنے والا اور مغلوب المرض کہا۔ ھجز
بمعنی ہذیان یعنی بے ہودہ بکنا ہے۔

جواب: اولاً! اگر شیعہ صاحبان کو اپنے مذہب کی کچھ بھی پاس خاطر ہے تو ایک
روایت بسند صحیح کتب احادیث اہل سنت سے پیش کریں جس میں لفظ ھجر یا یھجر
کو حضرت عمر کا مقولہ بیان کیا گیا ہو ورنہ یوم الحساب کا خوف کرتے ہوئے ایسے
فرسودہ اعتراضات سے تائب ہو کر حضرت عمر کی فضیلت اور ایمان کا اقرار کریں۔

ثانیاً! بعض غیر معروف کتب مثل سر العالمین وغیرہ کے حوالہ جات سے اگر ہم
حضرت عمر کا قول مان بھی لیں تو ھجر بمعنی ہذیان نہیں بلکہ جدائی جو خالص محبت
کا کلمہ ہے نہ گستاخی کا۔

(دیکھو فتح الباری صفحہ ۱۰۰ جز ۸، کتاب المغازی اور مجمع البحار)

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا اور وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ میں بھی ھجر بمعنی جدائی ہے

ثالثاً! بالفرض ھجر معنی ہذیان ہو تو ہمزہ استفہام کے ساتھ ہے اور یہ استفہام انکاری
ہے یعنی امیر عمر نے کہا کہ تم جو جھگڑ رہے ہو کیا یہ حضور کا ارشاد ہذیان ہے؟ یعنی آپ کا
ارشاد ہذیان نہیں ہو سکتا لہٰذا جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کی تعمیل کرنی چاہیے۔ جن
روایتوں میں حرف استفہام مذکور نہیں بلکہ ہجر یا یہجر ہے وہاں استفہام مقدر سمجھنا
چاہیے چنانچہ اشعة اللمعات جلد چہارم صفحہ ۶۲۴ میں ہے: واگر در بعضے روایات حرف
استفہام مذکور نباشد مقدر است فافہم۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض جز رابع
صفحہ ۳۰۸ میں فرماتے ہیں: کہ تمام رولیات دلالت کرتی ہیں کہ یہ استفہام ہے ملفوظ ہو
یا مقدر۔ فتح الباری صفحہ ۱۰۱ پر ہے: الواجح فیہ اثبات ھمزة الاستفھام، نووی

شرح مسلم صفحہ ۴۳ جلد دوم پر ہے: اھجر علی الاستفھام وھا اصح وان
صحت الروایات الاخر کانت خطأ من قائلھا قالھا بغیر تحقیق۔ یعنی
صحیح بات یہ ہے کہ ہمزہ استفہام سب روایتوں میں ہے اور جس روایت میں ہمزہ
استفہام نہیں وہ ناقل کی غلطی ہے کہ بغیر تحقیق کے اس نے ایسا لکھ دیا۔

مسئلہ فدک پر ایک شیعہ سے میری بحث

شیعہ: بی بی فاطمہ فدک مانگنے کے لیے ابوبکر کے پاس آئی تھی۔ تو......... الخ۔

اقول: ۔ یہ عقیدہ تمہیں مبارک ہو کہ بی بی فاطمہ غیر لوگوں سے مشت وگریبان ہو یا
دنیاوی فائدے کے لیے عام کچہری میں مہاجرین وانصار میں جا کر
دعویٰ کریں اور حضرت علی صاحب ذوالفقار گھر میں چھپ کر بیٹھ رہیں۔

شیعہ: تمہاری بخاری میں لکھا ہے کہ:......... الخ۔

اقول: ۔ ہماری بخاری میں اگر آنا لکھا ہے تو اسی ہماری بخاری میں نہ آنا بھی تحریر ہے۔
چنانچہ بخاری شریف مترجم مطبع سعیدی کراچی جلد دوم کتاب المغازی صفحہ ۶۱۶ پر
مرقوم ہے کہ دختر نبی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو حضرت ابوبکر کے پاس
ان کے زمانہ خلافت میں بھیجا۔ الخ اور صحیح مسلم مترجم وحیدی مع شرح اردو صفحہ ۲۵
جلد ۵ پر ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضور کی صاحبزادی نے حضرت
ابوبکر کے پاس کسی کو بھیجا اپنا ترکہ مانگنے کو۔ الخ۔

جن روایتوں میں بی بی فاطمہ کا تشریف لانا مروی ہے وہ سنیوں کے نزدیک قابل قبول
نہیں۔ کیونکہ ان میں طیبہ طاہرہ کی توہین ہے۔

شیعہ: ابوبکر نے فدک نہ دیا...... الخ۔

اقول :۔ نہ دینے کی وجہ پر تو غور کرنا لازمی ہے تمہاری اپنی کتاب اصول کافی کتاب العلم باب صفة العلم وفضل العلماء صفحہ ۱۷ پر درج ہے: انبیاء کے وارث علماء ہوتے ہیں اور اس ورثہ میں درہم و دینار نہیں ہوتے بلکہ علوم ہوتے ہیں جو انبیاء چھوڑتے ہیں اور ان کے علوم سے علماء کو حصہ ملتا ہے پھر جس نے اس ورثہ سے حصہ پایا اس نے بہت کچھ پایا۔ انتھیٰ۔

اور بعینہٖ یہی جواب جناب صدیق اکبر نے دیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے ہاں آل محمد ﷺ ضرورت کھا سکتے ہیں اور میں حضور کے صدقہ میں آپ کے عہد مبارک کے عمل کے خلاف بالکل تبدیلی نہیں کرسکتا اور میں اس میں اسی طرح عمل درآمد کروں گا جس طرح حضور علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

جب ابوبکر صدیق نے تمہاری اصول کافی کی حدیث کے مطابق جواب دیا تو اس میں ابوبکر کا کیا گناہ تھا۔ افسوس تعصب اور ضد انسان کو کور باطن بنا دیتے ہیں ورنہ بالکل صاف اور صحیح جواب حضرت فاطمہ کو ملا جو کتب احادیث شیعہ میں خود مذکور ہے۔

شیعہ: بی بی فاطمہ ابوبکر پر ناراض ہوئیں بتاؤ جس نے جگر گوشہ رسول کو رنجایا اس کا کیا حال ہوگا؟

اقول :۔ حضور نے یہ جملہ ''فاطمہ میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا..... الخ کب اور کس کو فرمایا تھا؟ فریقین کی کتب شاہد ہیں کہ جب حضرت علی نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو بی بی صاحبہ ناراض ہوگئیں پھر حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو مذکورہ الفاظ کہے اس ناراضگی میں جو حال علی کا ہوگا وہی حال صدیق کا ہوگا کچھ سوچ سمجھ کر اعتراض کیا کیجئے۔

شیعہ: حضرت علی سے تو پھر راضی ہوگئی تھیں لیکن....... الخ۔

اقول : ناراضگی کے بعد جناب صدیق اکبر سے بھی راضی ہوگئی تھیں ملاحظہ مرسل شعبی طبقات ابن سعد جز ثانی صفحہ ۱۷۔ و کلھا فرضیت عنه یعنی صدیق اکبر باجازت سیدہ خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے معذرت کی اور کلام کیا پس وہ آپ سے راضی ہوگئیں اور شیعہ کی مشہور کتاب الحجاج السالکین اور دیگر کتب سے بھی حضرت زہرا کی رضامندی ثابت ہے جب وہ راضی ہے تو تم کیوں خواہ مخواہ ناراض ہو۔

شیعہ: تمہاری بخاری میں ہے کہ سیدہ زہرا نے حضرت ابوبکر سے اپنی موت تک کوئی کلام نہ کی.......... الخ۔

اقول : اس کا یہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے بلکہ اس کا اصلی مطلب یہ ہے کہ وقت وصال تک فدک کے معاملہ میں کوئی کلام نہ کی۔ چنانچہ علامہ نووی فرماتے ہیں: فلم تکلمه یعنی فی هذا الامر۔ یعنی حضرت زہرا نے حضرت ابوبکر سے کلام نہ کی اس سے مراد یہ ہے کہ خاص اس امر کی بابت کلام نہ کی۔

شیعہ: تم نے کہا ہے کہ انبیاء میراثیں صرف علم ہوتا ہے حالانکہ قرآن میں ہے:
وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ اور حضرت سلمان نے ہزار ہا گھوڑے میراث میں پائے اور یہ
میراث مالی تھا۔

اقول: بھائی جان صرف ہم نے نہیں کہا بلکہ تمہاری اصول کافی پکار پکار کر کہہ رہی ہے
کہ ان الانبیاء لم یورث درهما ولادینارا وانما ورثوا احادیث من
احادیثم. الخ ۔اور حدیث میں کلمہ حصر سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ انبیاء ورثہ میں
درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ علوم چھوڑتے ہیں اور پھر اسی اصول کافی صفحہ ۱۳۷
مطبوعہ نولکشور میں زیر تفسیر آیت بالا ورثہ علم و نبوت لکھا ہے تم مال کی قید کیوں لگاتے ہو
اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ اب
یہاں غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد وسلیمان کو کیا چیز عطا فرمائی اور کس چیز کے عطا
ہونے پر انہوں نے شکر کیا۔ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اس طرح یہ وراثت علمی وراثت
تھی اور بدیں وجہ حضرت سلیمان نے اعادہ کیا وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ
اگر وراثت مالی مراد تھی تو حضرت داؤد کے ۹۰ لڑکوں میں سے صرف ایک کو کیوں ملی
اور باقی کیوں محروم رہے۔

معلوم ہوا حضرت سلیمان حضرت داؤد کے علم میں وارث ہوئے۔

شیعہ: ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ تمہارے حنفیوں کو اہل بیت سے محبت نہیں۔

اقول: یہ بات سراسر غلط ہے امیر عمر کے واقعات گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکے ہیں
اب ذرا صدیق کی محبت باہل بیت ملاحظہ ہو۔ بخاری صفحہ ۷۰۴ جلد دوم پر ہے:

''حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آدمی بھیج کر ان سے اپنی میراث
طلب کی یعنی وہ چیزیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو۔۔۔۔۔۔۔ کے طور پر دی تھیں اور
حضور علیہ السلام کا مصرف خیبر جو مدینہ منورہ اور فدک میں تھا اور خیبر کی متروکہ آمدن
کا پانچواں حصہ تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ ہمارے رسول علیہ السلام کا ارشاد
ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے آل محمد اسی مال یعنی
خداداد مال میں سے کھا سکتے ہیں ان کو یہ اختیار نہیں کہ کھانے سے زیادہ لے لیں خدا
کی قسم رسول علیہ السلام کے صدقات کی جو حالت آپ کے زمانہ میں تھی میں اس
میں کوئی تبدیلی نہ کروں گا بلکہ وہی عمل کروں گا جو حضور علیہ السلام کیا کرتے تھے۔

(اس سے جناب صدیق کا عامل بالسنّت ہونا معلوم ہوتا ہے)

حضرت علی نے تشہد پڑھا (اس سے معلوم ہوا فدک کے مانگنے خود جناب امیر علیہ
السلام گئے تھے نہ کہ سیدہ طاہرہ) پھر کہا اے ابوبکر ہم آپ کی فضیلت و بزرگی سے خوب
واقف ہیں اس کے بعد آپ نے رسول علیہ السلام سے حضرت فاطمہ کی قرابت اور
حق کو واضح کیا تو ابوبکر نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے مجھے رسول علیہ السلام کی قرابت سے سلوک کرنا اپنی قرابت کے ساتھ سلوک
کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

نیز حضرت ابن عمر حضرت ابوبکر سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کو
خوشنودی آپ کے اہل بیت کی خدمت میں اور محبت میں سمجھو۔

پیارے شیعو! غور کر ان کی محبت تمہاری طرح زبانی نہ تھی وہ محبت کی آڑ میں آئمہ اہل
بیت کو قتل کرنے والے نہ تھے۔ بلکہ وہ لوگ عامل بالسنّت نبوی اور محب اہل بیت

تھے۔

شیعوں کا ایک طعن حضرت عمر پر جناب فاطمہ سیدہ کے گھر جلانے کا بھی ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا کے گھر جلانے کا قصد کیا تو اس کا جواب یہ ہے:

اولاً! اس روایت کا پتہ کتب صحاح اہل سنت میں کہیں بھی نہیں اور نہ کسی محدث نے اس کی تصحیح کی ہے راوی اس کے مجہول ہیں کسی دوسری روایت سے اس مضمون کی تصدیق نہیں ہوتی جس کتاب (ابن ابی شیبہ) میں یہ روایت ہے اس میں ہر ایک قسم کی روایات یہاں تک کہ جھوٹی روایتیں بھی موجود ہیں اور جس طعن کا دارومدار غیر معتمد روایت پر ہو کس طرح قابل اعتبار و جواب نہیں ہو سکتا۔

ثانیاً! بالفرض تسلیم حضرت عمر نے صرف یہی فرمایا **یحرق علیھم البیت** ۔ کہ ان پر گھر جلا دیا جائے گا یہ نہیں فرمایا کہ جناب سیدہ کا گھر جلا دوں گا۔

ثالثاً! یہ صرف تہدید ہی تہدید ہے اور تہدید زبانی مستلزم تقسیم عوام کو نہیں۔ بسا اوقات ایسی تہدید سے اصلاح مخاطبین مراد ہوتی ہے حضرت فاروق اعظم کا مقصد ان پر گھر جلانا نہ تھا بلکہ یہ محض ڈرانے اور دھمکانے کے لیے تھا۔

رابعاً! یہ تہدید فاروقی فقط ان مشاورین کو تھی جو حضرت خلیفہ اول کی خلافت چھیننے کا مشورہ کرتے تھے نہ حضرت سیدہ کو یہ تہدید فرمائی اور نہ آگ لکڑی لے کر جناب خاتون قیامت کے گھر کی طرف گئے تھے۔

خامساً! خلافت برخلاف مشورہ کرنا باعث بغاوت ہے اور بغاوت کا انسداد کرنا

خلیفہ وقت پر ضروری ہے جناب علی مرتضیٰ نے بھی زمانہ خلافت میں مناسب انتظام خلافت کے لیے منکرین خلافت ناکثین بغاوت سے جنگ وجدال فرمایا۔ حضرت عمر فاروق کا ان الفاظ خاص کے ساتھ تہدید فرمانا حضور علیہ السلام کی تہدید فرمانے کے مشابہ ہے یعنی تارکین جماعت کی نسبت حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ ترک جماعت سے باز نہیں آئیں گے تو آگے سے ان کے گھر جلاؤں۔ (ترمذی)

اس قسم کی تہدید بغرض وقوع ہوتی ہے جب وقوع نہ ہوا تو وہ تہدید بھی نہ رہی۔

سادساً! کتب شیعہ سے بھی ثابت ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کی خلافت ابوبکر سے تعرض کرنا ہرگز منظور نہ تھا اور عباس اور ابوسفیان نے جب یہ رائے دی تھی تو جناب علی نے اس خیال کو فتنہ بتایا۔

ملاحظہ ہو **نہج البلاغت** مطبوعہ مصر بلکہ جناب علی اس شخص سے لڑنا جائز سمجھتے تھے جو ان کی خلافت سے انحراف کرے۔ کیا عجیب ہے کہ جناب علی نے خود ہی حضرت عمر سے یہ تحریک کی ہو کہ ان لوگوں کو دھمکا دو تا کہ ہمارے گھر میں فساد کے ارادے کے لیے جمع نہ ہوا کریں۔ پس نہ حضرت عمر پر کوئی اعتراض ہے اور نہ حضرت علی پر تفریق جماعت کا اتہام ہے۔ بلکہ جمیع صحابہ کرام عموماً اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم اجمعین خصوصاً آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ و دوست عسر و یسر میں ہمراہ تھے۔ یہ شیعہ صاحبان کی جرأت اور بے باکی و عادت مستمرہ ہے کہ خلق خدا کو راہ راست سے دور رکھنے کے لیے غلط واقعات کو پیش خیمہ بنا لیتے ہیں۔

شیعوں کا خلیفہ ثالث پر ایک طعن

شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے ابن مسعود کا جمع کردہ قرآن جلا دیا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تفسیر روح المعانی جزاول صفحہ ۲۰ پر مرقوم ہے:

اما نقل عن ابن مسعود انه قال لما احرق مصحفه لو ملكت كما ملكوا الصنعت بمصحفهم كما صنعوا بمصحفي كذب كسؤ معاملة عثمان معه التي يزعمه الشيعة حين اخذ المصحف منه. بلفظه۔

اور یہ جو ابن مسعود کی نسبت منقول ہے کہ جب حضرت عثمان نے ان کا مصحف جلادیا تو انہوں نے کہا اگر میں قابو پاؤں جیسا کہ انہوں نے قابو پایا ہے تو ان کے مصحف کے ساتھ وہی کروں جو انہوں نے میرے مصحف کے ساتھ کیا ہے۔ سو یہ جھوٹ ہے جیسا کہ ابن مسعود کے ساتھ حضرت عثمان کی بدسلوکی کا دروغ ہے اور یہ روافض کا گمان باطل ہے جب کہ ان سے مصحف لیا گیا تھا۔ انتھیٰ۔

حضرت عثمان نے جو دیگر مصاحف کو تلف کیا یعنی پانی سے دھونے کے بعد خالی ورقوں کو جلادیا اس میں ان پر کوئی الزام عائد نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اختلاف عظیم جس کا خدشہ تھا اس سے امت محمدیہ کو روکنے کا بہترین طریقہ اس وقت یہی تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس معاملہ کو پسند فرمایا۔ چنانچہ فتح الباری جز تاسع صفحہ ۱۵ پر مرقوم ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ حضرت عثمان کے حق میں سوائے نیکی کے کچھ اور نہ کہو۔ اللہ کی قسم اس نے جو مصاحف کے بارے میں کیا وہ ہم صحابہ کے حضور میں اور ہماری رضامندی سے کیا۔ کہا حضرت عثمان نے کہ تم اس قرأت کے بارے کیا کہتے ہو مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ ہماری قرأت تمہاری قرأت سے بہتر ہے اور یہ قریب ہے کہ کفر ہو۔ ہم نے کہا کہ آپ

کی رائے کیا ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کریں کہ کوئی افتراق واختلاف نہ ہو۔ ہم نے کہا آپ کی یہ رائے اچھی ہے۔ انتھیٰ۔

کتب حدیث

۱:۔ میرے سب صحابہ کی عزت کرو اس لئے کہ وہ تم سب سے بہتر ہیں۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)

۲:۔ سرکار ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے تم جن کی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)

۳:۔ بخاری و مسلم کے حوالہ سے ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا اے مسلمانو! تم میرے کسی صحابہ کو گالی نہ دو اور نہ برا بھلا کہو اس لئے کہ تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ صحابہ کے کلو آدھ کلو گیہوں اور خرچ ۔۔۔ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۳)

۴:۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں اور ان کو برا بھلا کہتے سنو تو کہو تمہارے شریروں پر اللہ کی لعنت۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴)

۵:۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی: اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدیہ الناس۔ اے اللہ! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ہادی اور مہدی (ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا) بنا دے اور ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے، ہادی مہدی اور ہدایت دینے والے کو برا بھلا کہنا خدا اور رسول کی ناراضگی کا سبب ہے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۹، و ترمذی)

۶:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں

حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲:۔ابونعیم کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی بڑے فصیح، بردبار اور باوقار صحابہ تھے۔ (الاصابہ جلد۳ صفحہ ۴۳۳)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳:۔آپ کی والدہ ہندہ رضی اللہ عنہ کو یمنی کاہن نے بشارت دی تھی تو ایک بادشاہ جنے گی جس کا نام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوگا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۵)

۱۴:۔مصنف ابن ابی شیبہ اور طبرانی معجم کبیر میں ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جب تم بادشاہ ہوگے تو لوگوں سے اچھی طرح پیش آنا۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۲۔ از امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵:۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملات کو اجتہادی رائے پر ماننا پڑے گا۔ کیونکہ ان امور کا دارومدار ہی اجتہاد پر تھا اور ہر مجتہد اپنے طور پر صواب پر ہوتا ہے یا صواب پر ایک ہی ہوتا ہے اور خطا والا معذور بلکہ اجر و ثواب کا حقدار ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں میں سے ہر ایک مجتہد تھا اور اسے اجتہاد کرنے پر اجر و ثواب ہوگا۔ صحابہ کرام کے مابین اختلافات کی تصویر یہی (خطائے اجتہادی) تھی۔ (الیواقیت والجواہر جلد۲ صفحہ ۷۷)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶:۔ایک شیر نے گواہی دی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان رضی اللہ عنہ جنتی

ہیں۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲)

۱۷:۔حضور ﷺ نے فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میری امت میں سب سے زیادہ بردبار اور سخی ہے۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲)

۱۸:۔سرکار ﷺ نے فرمایا: میرا رازدان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان رضی اللہ عنہ ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا ہلاک ہوگا۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۳)

۱۹:۔جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا محمد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کیجئے کیونکہ وہ کتاب اللہ امین ہے اور وہ بہت اچھا امین ہے۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۳،۱۴)

۲۰:۔حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ و رسول دونوں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۴)

۲۱:۔مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنگ صفین میں میرے ہاتھوں قتل ہونے والے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہونے والے جنتی ہیں۔ یہ روایت طبرانی نے نقل کی یہ بالکل دوٹوک ہے اس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایسے مجتہد تھے جن میں اجتہاد کی تمام شرائط وافر موجود تھیں۔ جن کی بناء پر مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ چاہے دونوں کا اجتہاد باہم مختلف ہو یا موافق۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۹)

۲۲:۔بخاری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے لفظ فقیہ آیا ہے اس بات پر تمام اصول و فروع کے علماء متفق ہیں کہ فقیہ حضرات صحابہ کرام اور سلف صالحین اور بعد

والے حضرات کے نزدیک ایسے شخص کو کہتے ہیں جو مجتہد مطلق ہوتا ہے۔

(تطہیر الجنان صفحہ ۲۰،۲۱)

۲۳:۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حکومت کے معاملات میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالی مرتبت میں نے نہیں دیکھا۔

(تطہیر الجنان صفحہ ۲۴)

اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حکومت کے رعب داب اور جلالت وعظمت کے اعتبار سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عرب کا کسریٰ ہے۔

۲۴:۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی مجھے حضور ﷺ کی قمیص کا کفن دیا جائے۔ حضور ﷺ کے ناخن شریف میرے منہ اور آنکھوں پر رکھے جائیں۔

(تطہیر الجنان صفحہ ۲۸)

ملا علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۵:۔علامہ علی قاری حنفی محقق نے فقیہ کا معنی مجتہد لکھا یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد ہیں۔ وہ ثواب پائیں گے اگرچہ غلطی کریں۔

(وہ اجتہادی خطا ہے عنادی نہیں) (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد۲ صفحہ ۱۶۰)

۲۶:۔ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل فضلاء اور بہترین صحابہ میں سے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد۲ صفحہ ۵۱۷)

۲۷:۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ (شرح شفا ملا علی قاری محشی نسیم الریاض جلد ۵ صفحہ ۵۶۶)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸:۔امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ جنگ جو علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑی گئی اس میں شریک مخالفین علی رضی اللہ عنہ غلطی پر تھے اور حق علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی جانب تھا۔ لیکن ان کی یہ خطا اجتہادی خطا تھی جس پر ملامت کرنا درست نہیں اور جس پر مواخذہ کا حکم نہیں ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت خطا پر تھے۔ ان کی خطا اجتہادی خطا تھی۔ دنیائے سنیت کی عظیم شخصیات کی کتابیں اس امر سے بھری پڑی ہیں کہ یہ خطا خطائے اجتہادی تھی جیسا کہ امام غزالی، قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہما وغیرہما نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کو فاسق وگمراہ کہنا ہرگز درست نہیں۔ ان کو فاسق وکافر کہنے والا واجب القتل ہے۔ عام بکواس کرنے والا واجب التعزیر ہے جنگ صفین کفر واسلام کی جنگ نہیں تھی اجتہادی غلطی کی بنا پر ہوئی بعض فقہاء نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اماماً جائز کہا ہے۔ اس جور سے ان کی مراد یہ ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ لیکن اس جور سے فسق وگمراہی ہرگز مراد نہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی اللہ سے دعا مانگی۔ حضور ﷺ کی دعا منظور ومقبول ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی تھی اور علی مرتضی حق پر تھے بہر حال مقام اجتہاد میں اجتہاد ہوا اگر اس میں خطائے اجتہادی والے کو ایک درجہ ملتا ہے تو حق والے کو دو بلکہ دس درجے ملتے ہیں۔

(مکتوبات شریف دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر 215 صفحہ ۵۷ تا ۶۰)

۲۹:۔ان جنگوں میں حق علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی جانب تھا اور ان کی مخالفین کا اجتہاد صواب سے دور تھا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی فیصلہ فرما دیا کہ ہمارے دینی بھائیوں نے ہمارے خلاف سر اٹھایا نہ وہ کافر ہیں نہ فاسق کیونکہ ان کے پاس تاویل ہے۔

(مکتوبات شریف دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۶۷ صفحہ ۵۴)

۳۰:۔علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو جھگڑا ہوا وہ خلافت کے بارے میں نہ تھا بلکہ اجتہادی خطا کی وجہ سے تھا اور خطائے اجتہادی بلا شک ملامت سے دور ہے اور اس پر طعن و تشنیع نہیں کیا جا سکتا لیکن حق والے کو حق والا اور خطا والے کو خطا کہیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کے مخالف خطا (اجتہادی) پر۔اس سے زیادہ کہنا اور اعتقاد رکھنا فضول ہے۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۶)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۱:۔ابن عمر رضی اللہ عنہ کا وہ کلام مبنی ہے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا یعنی علی المرتضی رضی اللہ عنہ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے۔

ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء (ترجمہ عبدالشکور دیوبندی جلد ۱ صفحہ ۴۷)

۳۲:۔بیشک جو لوگ علی کے خلافت سے راضی ہو گئے وہ ان لوگوں سے افضل ہیں جو علی کی خلافت سے ناخوش ہیں اور جن لوگوں نے علی سے بیعت کر لی ہے وہ ان لوگوں

سے افضل ہیں جنہوں نے ان سے بیعت نہیں کی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شوریٰ قائم ہونے سے کیا فائدہ؟ کیونکہ شوریٰ سے خلافت ملے گی تو مہاجرین میں سے کسی کو ملے گی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔بلکہ طلقا (فتح مکہ والے دن ایمان لانے والے لوگوں) میں سے ہیں۔جن کو خلافت خاصہ حاصل نہیں ہو سکتی۔بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد غزوۂ احزاب میں کافروں کے سردار تھے۔ابو عمر نے استیعاب میں اس کو روایت کیا ہے۔

(ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۴۸)

۳۳:۔بعینہ یہی الفاظ ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۳۴۲ میں ہیں۔

۳۴:۔اس سے ملتے جلتے الفاظ ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۴۱۴ میں بھی ہیں۔

۳۵:۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا: کہ خلافت کا تم سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمہارے والد سے اسلام پر قتال کے لیے کیا (یعنی جناب علی رضی اللہ عنہ)

(ازالۃ الخفا جلد ۱ صفحہ ۴۱۳)

۳۶:۔حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ہماری مدد سے کیوں باز رہے حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو معتمد اور داماد بنایا تھا (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے جواب دیا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ نے ایسے شخص سے قتال شروع کیا جو آپ سے زیادہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حقدار تھا۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا علی رضی اللہ عنہ کیونکر مجھ سے زیادہ عثمان رضی اللہ عنہ کے حقدار ہو سکتے ہیں حالانکہ میں بہ

نسبت ان کے عثمان رضی اللہ عنہ سے قریب النسب ہوں میں نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرائی تھی لہٰذا علی ان کے بھائی ہوئے اور آپ ان کے چچا کے بیٹے ہیں اور بھائی چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

(ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۴۱۷)

۳۷:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے مولفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں ان کا اسلام اچھا ہو گیا ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی قمیص اور آپ کے کچھ ناخن اور موئے مبارک تھے۔ بوقت انتقال وصیت کی تھی کہ اسی قمیص کا مجھے کفن دینا اور ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں اور منہ میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

(ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۴۷۲)

۳۸:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ بادشاہان اسلام کا پہلا بادشاہ ہوں۔

(ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۵۷۳)

۳۹:۔ حضور ﷺ نے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تیرے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تسلط کے ذریعہ منعقد ہوگی۔ بیعت کے ذریعہ سے نہ ہوگی اور ان کی سیرت شیخین کی سیرت کے موافق نہ ہوگی اور وہ خلافت امام وقت سے بغاوت کے بعد منعقد ہوگی۔

(ازلۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۳۷۱، ۳۷۲)

۴۰:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت خاصہ کے اوصاف نہیں رکھتے تھے۔

(ازالۃ الخفا جلد ۴ صفحہ ۳۹۷)

۴۱:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔

(ازالۃ الخفا جلد ۴ صفحہ ۵۲۶)

۴۲:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد مخطی اور معذور تھے۔

(ازالۃ الخفا جلد ۴ صفحہ ۵۲۵)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۳:۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے جمع کردہ عقائد نامہ میں ہے:

"یقین سے جاننا چاہیے کہ اہل سنت سب کے سب اس پر متفق الرائے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی امامت سے اس وقت تک جب کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے معاملہ امامت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا باغیوں میں سے تھے کیونکہ امام وقت کی اطاعت چھوڑ دی اور جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے امامت ان کے سپرد کی تو وہ بادشاہ ہوئے اہل سنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہلا بادشاہِ اسلام کہتے ہیں"

(تحفہ اثناء عشریہ اردو صفحہ ۲۸۵)

۴۴:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل شام پر لعنت کرنے سے روکا ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۸۶)

۴۵:۔ ان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو مرتکب کبیرہ کا جاننا چاہیے لیکن زبان طعن بند رکھنا چاہیے اسی طور سے کہنا چاہیے جیسا صحابہ سے ان کی شان میں کہا جاتا ہے جن سے زنا (حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے) اور شراب (حضرت عبداللہ رضی اللہ

عنہ سے) صادر ہوا۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۱۴)

۴۶:۔ جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہد کہا تو اس نے بھی درست کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر جو اجماع ہوا اور اس اجماع سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خارج رہے تو اس سے اجماع (برخلافت علی رضی اللہ عنہ) میں کچھ حرج لازم نہیں آتا۔ اس واسطے کہ اس وقت آپ کا اجتہاد اس درجہ کا نہ تھا کہ آپ اہل حل وعقد میں شمار ہو سکتے اور علاوہ اس کے خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محققین کے نزدیک نص سے ثابت ہے اور نص کے مقابلہ میں اجتہاد کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۱۸)

۴۷:۔ علماء ماوراء النہر اور مفسرین اور فقہاء کہتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حرکات جنگ وجدل جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئیں وہ صرف اجتہاد کی بنا پر تھیں محققین اہل حدیث نے بعد تتبع روایات دریافت کیا ہے کہ یہ حرکات شائبہ نفسانی سے خالی نہ تھیں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۵۵)

۴۸:۔ فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۸۰ میں بھی بعینہ یہی الفاظ ہیں۔ اہل حدیث کا مذہب نقل کیا ہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ

۴۹:۔ حضور اکرم ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعا فرمائی اے اللہ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو قرآن حکیم اور حساب کا علم عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔

(الناھیہ عن ذم معاویہ صفحہ ۱۴ علامہ عبدالعزیز پرہاروی
مولف نبراس، شرح شرح عقائد نسفی)

۵۰:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے کاتب وحی اور کاتب خطوط تھے۔

(الناھیہ عن ذم معایہ صفحہ ۱۶)

۵۱:۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: حضور ﷺ کے ساتھ جہاد کے موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ (صحابہ کی بڑی شان ہے)

(الناھیہ صفحہ ۱۶ بحوالہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری)

۵۲:۔ حضور ﷺ کے صحابہ پر (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت) کسی کو قیاس نہیں کیا جائے گا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے صحابی ان کے سالے ان کے کاتب اور خدا کی وحی پر نبی کریم ﷺ کے امین ہیں۔

(الناھیہ صفحہ ۱۷ بحوالہ قاضی عیاض)

۵۳:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے مناقب اور خوبیوں والے ہیں۔

(الناھیہ صفحہ ۱۷ بحوالہ قسطلانی شرح بخاری)

۵۴:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چار لاکھ درہم امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جنہیں آپ نے (مومن بادشاہ کا عطیہ سمجھ کر) قبول فرمایا۔

(الناھیہ صفحہ ۲۷)

۵۵:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے مولا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اشعار پڑھے آپ نے سات ہزار دینار انعام دیا اور ہر بار فرمایا علی رضی اللہ عنہ اس سے بڑھ کر تھے۔

(الناھیہ صفحہ ۲۹ بحوالہ نفائس الفنون)

اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۶:۔ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔

(احکام شریعت از افادات امام بریلوی بحوالہ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض)

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ

۵۷:۔ امام یوسف نبہانی فرماتے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگرچہ معظم صحابہ سے فضیلت میں کم ہیں لیکن تمام تابعین اور ان کے بعد آنے والے تمام مسلمانوں سے بہر حال افضل ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان تمام فضائل ومناقب کے ہوتے ہوئے جن میں صحابہ کرام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مماثل اور مقارب نہیں۔ (صفحہ ۵۲۶، ۵۲۷) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کام میں مجتہد تھے لیکن علی رضی اللہ عنہ صواب پر تھے اور ان کے خلاف خروج کرنے والے اجتہادی غلطی پر تھے اور مجتہد کو بہر حال اجر ملتا ہے گناہ نہیں۔ ان حضرات کی نیتیں نیک تھیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجتہاد نے صحیح نتیجہ پر نہ پہنچایا لیکن اجتہاد ضرور تھا۔

(شواہد الحق صفحہ ۵۲۹ تا ۵۳۱)

۵۸:۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک اجتہادی رائے رکھتے تھے اور اس میں اپنے خیال کے مطابق درست تھے اور وہ جھگڑا جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا اس کا دارومدار پر اجتہاد پر تھا۔ فاضل علماء نے کہا ہے کہ ہر مجتہد صواب پر ہے اور کہنے والوں نے یہ بھی

کہا ہے کہ مصیب صرف ایک ہے علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کو کسی نے بھی خطا پر نہیں کہا۔

(شواہد الحق صفحہ ۴۶۲ تا ۴۶۵)

۵۹:۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں:۔ صحابہ کو گالی نہ دو اور نہ ان کو برا بھلا کہو جو شخص ان کو گالی دے اور برا بھلا کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (اشرف الموبد صفحہ ۱۰۲)

۶۰:۔ جو شخص کسی صحابہ کو گالی دے اور برا بھلا کہے اس پر اللہ تعالی تمام فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت۔ اللہ اس کا نہ فرض قبول فرمائے گا اور نہ نفل۔

(اشرف الموبد)

۶۱:۔ سرکار ﷺ نے فرمایا جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جائے تو رک جاؤ یعنی ان میں سے کسی پر نکتہ چینی نہ کرو۔ (اشرف الموبد صفحہ ۱۰۳)

۶۲:۔ ہمارا عقیدہ ہے سب صحابہ رضی اللہ عنہ اس (مشاجرت کے) بارے میں ماجور ہیں کیونکہ ان سے جو کچھ صادر ہوا وہ ان کے اجتہاد پر مبنی تھا اور ظنی مسئلہ پر مجتہد اگر خطا بھی کرے تو مستحق ثواب ہے۔ (اشرف الموبد صفحہ ۱۰۲)

۶۳:۔ امام سعد الدین تفتازانی تحریر فرماتے ہیں اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام امور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور تحقیق یہ ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں اور ساری جنگیں اور اختلافات تاویل پر مبنی ہیں ان کے سبب کوئی عدالت سے خارج نہیں اس لئے کہ وہ مجتہد ہیں۔ (اشرف الموبد صفحہ ۱۰۴)

۶۴:۔ سرکار ﷺ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اور انہیں برا بھلا کہا اور اس پر اللہ تعالی تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اس حدیث کی شرح میں

امام مناوی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حکم ان صحابہ کو بھی شامل ہے جو قتل وقتال میں شامل ہوئے اس لئے کہ وہ ان لڑائیوں میں مجتہد اور تاویل کرنے والے ہیں۔ لہٰذا انہیں گالی دینا گناہ کبیرہ اور ان کو گمراہی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

(برکاتِ آل رسول صفحہ ۲۸۳)

۶۵:۔امام قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا اور ان کی تنقیص حرام ہے اس کا مرتکب ملعون ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں جس شخص نے کہا کہ ان میں سے کوئی ایک گمراہی پر تھا اسے قتل کیا جائے اور جس نے اس کے علاوہ انہیں گالی دی اسے سخت سزا دی جائے گی۔

(برکاتِ آل رسول صفحہ ۲۸۳)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

۶۶:۔خیال رہے کہ کسی بادشاہ کا دوسرے کو سلطنت دینا بھی حکومت کا ذریعہ ہے جیسے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّلاً سلطنت مرتضوی کے باغی تھے پھر امام حسن رضی اللہ عنہ کے صلح کر لینے اور سلطنت دے دینے اور وظیفہ منظور کر لینے پر یہ اسلام کے سلطان برحق قرار پائے وہ خلافتیں (صدیق وفاروق وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم) بھی برحق تھیں اور یہ سلطنت بھی صحیح۔ (تفسیر نعیمی پارہ ۲ صفحہ ۶۸۶)

۶۷:۔جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فوج کے ساتھ تھے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ باغی ہیں اور علی رضی اللہ عنہ امام برحق کیونکہ حضور انور ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر سے فرمایا تھا تقتلک الفئة الباغية۔ اے عمار

رضی اللہ عنہ تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فوراً فرمادیا نحن فئة الباغيه لدم عثمان۔ ہاں ہم خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص تلاش کرنے والے گروہ ہیں۔ یعنی سرکار ﷺ کے فرمان میں "باغیہ" بغی سے ہے نہ کہ بغاوۃ سے۔ (تفسیر نعیمی پارہ ۴ صفحہ ۴۱)

۶۸:۔اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر فسق وفجور کا شبہ کیا جائے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی تھے لہٰذا شبہ ہوگا کہ نا معلوم انہوں نے درست کتابت کی یا غلط۔ اسی طرح جس صحابی کو فاسق کہا جائے تو قرآن کی وحی مشکوک ہو جائے گی۔ جو ان صحابہ سے حاصل ہوئی۔ غرضیکہ صحابہ کرام کے مومن، صادق، امین، عادل، ثقہ ہونے پر قرآن کی حقانیت دلیل ناطق ہے۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۱۵۔ از مفتی احمد یار نعیمی)

۶۹:۔علی رضی اللہ عنہ کے مقابل آنے والے غلط فہمی کی وجہ سے بغاوت کر بیٹھے یہ جنگ غلط فہمی کی جنگ تھی۔ (ملخصاً) (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۲۰)

۷۰:۔امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین برحق ہوئے۔ یہی مذہب اہل سنت ہے۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر)

۷۱:۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہدین صحابہ میں سے ہیں اور عالم خصوصاً مجتہد صحابی بڑے اشرف واعلیٰ مانے جاتے ہیں۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۴۴)

۷۲:۔واقعی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے مقابلے میں باغی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام برحق خلیفہ مطلق تھے۔ ہر سنی کا یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص غلطی میں مبتلا ہو کر امام برحق کا مقابلہ کرے وہ باغی ہے مگر انشاءاللہ اس کی معافی ہو جائے گی۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۸۷)

۷۳:۔ جس طرح جملہ انبیاء علیہم السلام کو ماننا فرض ہے کسی ایک نبی کا انکار سب کا انکار ہے اسی طرح سارے صحابہ کو مومن ماننا ضروری ہے کسی ایک صحابی کا انکار سب صحابہ کا انکار بلکہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا بھی انکار ہے۔ خدا اس بدبختی سے محفوظ رکھے۔ (ملخصاً) (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۹۳)

۷۴:۔ ہم یہ نہ دیکھیں کہ برادران یوسف نے کیا کیا؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا کیا۔ ہماری نظر اس پر ہونی چاہیے کہ برادران یوسف نبی زادے نبی کے بھائی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کر لی۔ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۹۳)

۷۵:۔ ایمان کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈگری امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی معافی اسی پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۹۶)

۷۶:۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی تھی۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۱۰۷)

۷۷:۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سونپ دینے سے آپ کی حکومت درست ہوگئی۔ (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۱۱۲ بحوالہ غوث اعظم)

۷۸:۔ اگرچہ بعض صحابہ سے وہ چیزیں صادر ہوئیں جو بظاہر صورت شر ہیں لیکن وہ سب اجتہاد سے تھیں فساد نہ تھیں۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر صفحہ ۱۱۴ بحوالہ ملا قاری از شرح فقہ اکبر)

مفتی خلیل احمد برکاتی:۔

۷۹:۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے ان کا حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے خلاف خطائے اجتہادی کی قسم سے تھا۔ کہ اس میں مجتہد سے کوئی مواخذہ نہیں۔ صفحہ ۸۲ پر ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ذوی الاحترام، عالی مقام، تمام صحابہ کرام میں شمار ہیں۔ اول ملوک اسلام یعنی شاہان اسلام میں پہلے بادشاہ ہیں اسی طرف تورات مقدس میں اشارہ ہے کہ وہ نبی آخر الزمان ﷺ مکہ میں ہوگا مدینہ کو ہجرت فرمائے گا ومکہ وشام اس کی سلطنت شام میں ہوگا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی محمد رسول اللہ ﷺ کی سلطنت ہے۔ جو سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک جرار فوج کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی جس کی بشارت حضور ﷺ نے دی تھی اور اس صلح کو پسند فرمایا تھا۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذاللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم ﷺ بلکہ حضرت حق عزوجل پر طعن کرتا ہے اور ایسا شخص حقیقۃً رافضی ہے۔

(سنی بہشتی زیور جلد ۱ صفحہ ۸۱ بحوالہ بہار شریعت)

۸۰:۔ لاہور کے علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''دشمنانِ امیر معاویہ رضی

اللہ عنہ کا علمی محاسبہ" لکھی ہے (جس کے صفحہ ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲ پر زبردست اجتہادی غلطی کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سفیان بن الحارث حضور کے چچازاد بھائی کو سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب ہیں) ان کی کتاب کے چند حوالے ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ (جلد ا صفحہ ۱۳۲)

۸۱:۔علی رضی اللہ عنہ سورج اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قندیل ہیں۔

(جلد ا صفحہ ۱۲۴)

۸۲:۔علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کے مخالف غلطی پر تھے۔

(جلد ۲ صفحہ ۱۲۶، جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ جلد ا صفحہ ۱۴۹)

۸۳:۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی تھی حق پر علی رضی اللہ عنہ تھے۔

(جلد ا صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱)

۸۴:۔علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ (جلد ا صفحہ ۱۴۲)

۸۵:۔مولیٰ علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ (جلد ا صفحہ ۱۴۶، ۱۵۲، ۱۶۵)

۸۶:۔جلد دوم کے صفحات ۱۵۹، ۳۲۳، ۳۲۸، ۳۴۸ میں ہے: جناب علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر تھے۔

مفتی جلال الدین امجدی:۔

۸۷:۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والد کی طرف سے پانچویں پشت میں

اور ماں کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور اقدس ﷺ کے نسب میں آپ کے چوتھے دادا عبد مناف سے مل جاتے ہیں جس سے ظاہر ہوا کہ آپ نسب کے لحاظ سے حضور ﷺ کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں اور رشتے میں رسول اکرم ﷺ کے حقیقی سالے ہیں اس لئے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں اس لئے عارف باللہ مولانا جلال الدین رومی نے اپنی مثنوی شریف میں آپ کو تمام مومنوں کا ماموں تحریر فرمایا ہے۔

(خطبات محرم صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴)

۸۸:۔عمرہ قضا میں مروہ پہاڑ کے قریب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے سر مبارک کے بال مبارک کاٹے اس کے راوی امام باقر رضی اللہ عنہ ہیں جن سے امام احمد نے روایت کی۔ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے مگر اظہار فتح مکہ کے دن فرمایا۔

(خطبات محرم صفحہ ۲۹۴)

۸۹:۔ کلا وعد اللہ الحسنیٰ :۔سب صحابہ سے جنت کا وعدہ ہے اور دیگر ساری فضیلتیں جو قرآن میں ہر صحابی رسول کے لئے ثابت ہیں ویسے ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ثابت ہیں۔ (خطباتِ محرم صفحہ ۲۹۸ از جلال الدین امجدی)

۹۰:۔ امام و مفتی حرمین احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری فرماتے ہیں حضور ﷺ کے ۱۳ کاتبین وحی میں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اس خدمت کو زیادہ انجام دیتے تھے۔ (خلاصہ السیر)

۹۱:۔امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ امور خلافت انجام دینے کے بعد خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ان کے سالانہ وظیفے اور نذرانے قبول فرمائے اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باطل پرست ہوتے تو مولا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ سر کٹا دیتے مگر ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتے۔سرکار نے سچ فرمایا ہے یہ میرا بیٹا حسن رضی اللہ عنہ سید ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا۔
معلوم ہوا کہ جماعت معاویہ رضی اللہ عنہ جماعت علی رضی اللہ عنہ دونوں جماعتوں کو حضور ﷺ نے مسلمان فرمایا کسی ایک جماعت کو کافر کہنے والا بدمذہب گستاخ ہے قرآن میں بھی اس کی خبر ہے۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا

اس سے ظاہر ہوا کہ مومنین کی دو جماعتوں میں لڑائی اور قتال ہوگا۔
باوجود قتال کے دونوں جماعتیں مومن ہیں کسی جماعت کو ایمان سے خارج ماننے والا منکر قرآن ہے۔

شیعہ حضرات کی کتابوں سے اقتباسات

۹۲:۔امام حسن رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنا اور خلافت ان کے حوالے کر دینا اور ان کو امیر تسلیم کرنا ان سے وظیفے حاصل کرنا شیعہ حضرات کی کتب میں بھی موجود ہے ملاحظہ کریں شیعہ کتاب منتہی الآمال صفحہ ۲۲۱، ۲۲۹، ۲۳۱۔
اس صفحہ پر شیعہ عالم نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمائی۔شیعہ کتاب جلاء العیون کے صفحہ ۲۶۱ میں

لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے بہتر ہے جو ہمارے شیعہ کہلواتے ہیں۔شیعہ کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۶۴، ۵۶۵، حسن رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح کی خبر جو حضور ﷺ نے دی اور دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمایا۔ملاحظہ ہو شیعہ کتاب کشف الغمہ صفحہ ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۴۶، ۵۶۴۔لفظ ”معاویہ“ پر زبان طعن کرنے والے شیعہ کتاب منتہی الآمال صفحہ ۲۵۰ دیکھیں عبداللہ بن جعفر طیار کے بیٹے کا نام معاویہ تھا۔

۹۳:۔حضرت عقیل بن ابی طالب جو کہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے عمر میں ۲۰ سال بڑے بھائی تھے اگر وہ معاویہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ کو کفر و اسلام کی جنگ سمجھتے تو وہ اپنے بھائی کا ساتھ دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بھائی کے ساتھ نہیں رہے۔ابن عساکر کی روایت میں ہے جنگ صفین میں وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے بڑی عزت کی اور ایک لاکھ درہم نذرانہ پیش کیا۔معلوم ہوا کہ یہ سب اجتہاد تھا۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد مبنی بر صحت نہ تھا۔اجتہاد نہ ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نہ جاتے۔

علی رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ ہم مذہب

۹۴:”معاویہ رضی اللہ عنہ اور ہم سب کا خدا ایک، نبی ایک، دعوت اسلام ایک نہ ہم ان میں سے ایمان باللہ اور تصدیق رسل میں کسی اضافے کا مطالبہ کرتے تھے نہ وہ ہم سے کرتے تھے ہم سب ایک تھے، اختلاف تھا تو صرف عثمان رضی اللہ عنہ کے خون

کا بدلہ لینے کا تھا حالانکہ اس خون سے ہم بالکل بری الذمہ تھے‘‘ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب اجتہادی معاملہ تھا کفر اور اسلام کی جنگ نہ تھی۔ مذہب اور دین دونوں جماعتوں کا ایک تھا۔

(نہج البلاغہ صفحہ ۸۲۲، از مولا علی رضی اللہ عنہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جماعت اہل سنت اور سپاہ مصطفیٰ پاکستان کے نزدیک ضروریاتِ دین کے منکر موجودہ قرآن کو (معاذاللہ) ناقص ماننے والے، گستاخ صحابہ رافضی کافر ہیں اور محض لفظ شیعہ کو کافر کہنا بالکل غلط اور تخریب کاری ہے۔

سبب تالیف:۔ کافر کافر شیعہ کافر کہنے والے ملک کے طول وعرض میں فلک شگاف نعرے لگا کر فریق مخالف کو ناصبی کافر، دیوبندی کافر، وہابی کافر کے نعرے لگانے پر مجبور کر رہی ہے۔ دیواروں، ریل گاڑی کے ٹٹی خانوں، گلی کوچوں میں جہاں شیعہ کافر لکھا نظر آتا ہے وہاں دیوبندی، وہابی، ناصبی کافر بھی لکھا ہے۔ حالانکہ دونوں جماعتیں راہِ اعتدال سے ہٹ کر ملک کے امن وامان کو خراب کر رہی ہیں۔

شرعی ضابطہ:۔ یہ ہے کہ ضروریاتِ دین کا منکر کافر ہے، گستاخ پیغمبر پہلے کافر ہے، گستاخ صحابی بعد میں۔ ہم اہل سنت نہ ہر شیعہ کو کافر کہتے ہیں اور نہ ہر دیوبندی کو۔ ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے اپنی تحریروں میں حضور علیہ السلام کے خیال کو نماز میں گدھے کے خیال سے بدتر کہا نبی کو چمار سے زیادہ ذلیل، گاؤں کا چودھری اور بڑے بھائی جیسا کہا اور کہا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مانو، اگر توبہ کر کے مرے تو اعلیٰ حضرت نے کافر کہنے سے ''کف لسان'' فرمایا ورنہ ستر وجوہ سے اس گستاخ کا کفر ثابت کیا۔ جن لوگوں نے نبی کے خاتم النبیین کے معانی آخری نبی ہونا عوام کا خیال بتا کر صاف لکھا اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی ﷺ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ ایسے لوگ اپنے کفریات پر اخیر تک اڑے رہے تو بالیقین کافر ہیں اور ہمارے نزدیک وہ لوگ بھی دائرہ ایمان سے خارج ہیں جو صحابہ کرام کو مرتد، کافر کہتے ہیں۔ (معاذاللہ)

اس قرآن کو ادھورا اور غلط مانتے ہیں، صحابیت صدیق کے منکر ہیں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حق میں ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے کفر میں ہمیں ذرہ برابر شک نہیں۔ ان لوگوں کا اپنے آپ کو شیعان علی کہلوانا یا مومن کہلوانا ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ ہم شیعہ کافر یا مومن کافر نہ کہیں۔ نہ ایسے لوگ مومن ہیں نہ حقیقت شیعانِ علی بلکہ سبائی، رافضی، تبرائی مرتد ہیں۔

۲۔ ان کا ذبیحہ مردار، ان سے مناکحت حرام، ان کو سلام کرنا ناجائز اور ان سے محبت رکھنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔

لفظ شیعہ کے بارے میں تحقیق

جس طرح لفظ آل، آلِ عمران کے لیے بھی آیا ہے اور آلِ فرعون کے لیے بھی اور لفظ حزب (گروہ) حزب اللہ کے لیے بھی آیا ہے اور حزب الشیطان کے لیے بھی، لفظ رب، رب العالمین کے لیے بھی آیا ہے اور ارباب متفرقون کے لیے بھی، لفظ وحی رحمانی کے لیے بھی آیا ہے اور لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ کے لیے بھی اسی طرح لفظ شیعہ وَإِنَّ مِن شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ کے لیے بھی آیا ہے اور وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ کے لیے بھی۔ ہمیشہ مضاف مضاف الیہ کا لحاظ رکھ کر معنی کئے جاتے ہیں۔

شیعہ کا معنیٰ

لفظ شیعہ کے معانی تمام لغات عربی وفارسی ویورپ میں گروہ، مددگار، خیرخواہ، انصار، فرقہ، اتباع وامت ہے۔ (رائل ڈکشنری، صراح، منتھی الادب، قاموس، غیاث اللغات، نہایہ ابن اثیر، محیط المحیط وغیرہ) اس لفظ کا کوئی

قصور نہیں اگر برے لوگوں سے نسبت ہے تو وہ شیعہ برا اور اگر اچھے لوگوں سے نسبت ہے تو وہ اچھا ہوگا۔ محض اس لفظ کو کافر یا مومن کہنا جہالت اور بے علمی ہے۔

برے لوگوں سے نسبت

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا

(پارہ ۲۰، سورہ القصص آیت ۴)

ترجمہ:۔ بیشک فرعون نے زمین پر غلبہ پایا اور اس کے لوگوں کو اپنا تابع بنایا۔

فائدہ: یہاں فرعون کے تابع فرمانوں کو شیعہ کہا گیا۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا

(پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۵۹)

ترجمہ:۔ وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہوگئے اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔

اس آیت میں بھی بے ایمانوں کو شیعہ کہا گیا۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا

(پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۶۵)

ترجمہ:۔ تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے۔

فائدہ: اس آیت میں شیعہ ہونا عذاب الٰہی قرار دیا گیا۔

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا (سورۃ الروم آیت ۳۲)

ترجمہ۔ اور مشرکوں سے نہ ہو ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے گروہ گروہ۔

فائدہ: اس آیت میں مشرکین کو شیعہ کہا گیا۔

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ

(پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیت ۵۴)

ترجمہ:۔ اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں جسے چاہتے ہیں جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا تھا۔ بیشک وہ دھوکہ ڈالنے والے شک میں تھے۔

فائدہ: اس آیت میں لفظ شیعہ دھوکا ڈالنے والوں اور شک میں پڑنے والوں کے لیے استعمال ہوا۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ (پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۵۱)

ترجمہ:۔ اور ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں تو ہے کوئی دھیان کرنے والا۔

فائدہ: اس آیت میں لفظ شیعہ ہلاک ہونے والوں کے لیے آیا۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝

(پارہ ۱۶ سورہ مریم)

ترجمہ:۔ پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہوگا۔

فائدہ: اس آیت میں لفظ شیعہ کا اطلاق بے باک کافر پر ہوا۔

لفظ شیعہ کا اطلاق ایک اور طریقے سے:۔

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرَاهِيمَ ۝

(پارہ۲۳سورۃ الصّٰفّٰت آیت۸۳)

ترجمہ تھانوی:۔اور نوح کے طریقے والوں میں سے ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔

۲۔حمائل نذیری، تفسیر وحیدی وترجمہ شاہ رفیع الدین:۔اور نوح علیہ السلام کے طریق پر چلنے والوں میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔

۳۔ترجمہ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی اور اسی طرح (نوح علیہ السلام) کی راہ والوں میں ہے ابراہیم۔

۴۔تفسیر ابن کثیر اردو مطبوعہ نور محمد کراچی پارہ۲۳ صفحہ۳۵،۳۶:نوح علیہ السلام کی تابعداری کرنے والوں میں سے ہی ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نوح علیہ السلام کے دین پر تھے،انہی کے راستے پر تھے،انہی کے طریقے اور چال چلن پر تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا جو کسی کے دین اور طریقے پر ہو وہ اسی کا شیعہ ہوتا ہے۔

۵۔تفہیم القرآن مودودی صفحہ۲۹۱ جلد۴:اور نوح علیہ السلام کے طریقے پر چلنے والا ابراہیم علیہ السلام تھا۔

۶۔بیضاوی طبع جدہ صفحہ۵۹۳: ممن شایعه فی الایمان و اصول الشریعة ولایبعد اتفاق شرعهما فی الفروع اوغالباالخ۔

۷۔تفسیر جلالین طبع مصر صفحہ۳۷۷: ای ممن تابعه فی اصل الدین۔کسی کے اصولِ دین کا تابعدار اس کا شیعہ ہوتا ہے۔

۸۔تفسیر ابن عباس طبع مصر صفحہ۳۵۳: من شیعة نوح ویقال من شیعه محمد علیه السلام (لابراهیم) یقول کان علی دین نوح ومنهاجه ومحمد علیه

السلام کان علی دین ابراهیم ومنهاجه۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام یا محمد علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھے اور ان کی راہ پر چلنے والے تھے۔

۹۔تبویت القرآن صفحہ۵۵۷:نوح علیہ السلام ہی کے راہ پر چلنے والوں میں ایک ابراہیم علیہ السلام بھی تھا۔

تفسیر حسینی صفحہ۱۶۳ جلد۲:۔بیشک نوح علیہ السلام کے پیروکاروں میں سے البتہ ابراہم علیہ السلام تھے۔

۱۰۔یعنی حضرت ابراہم علیہ السلام اصول شرع اور طریق توحید میں نوح کے پیرو تھے۔لباب میں فراح سے منقول ہے کہ شیعہ میں ضمیر حضور سید عالم ﷺ کی طرف عائد ہوتی ہے۔(یعنی شیعان محمد سے ابراہیم تھے)

۱۱۔فتح الخبیر مع الفوز الکبیر فی اصول التفسیر مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ۲۳ میں ہے:وان من شیعته واهل دینه۔یعنی شیعہ کسی کا وہ ہے جو اس کے دین پر ہو۔

۱۲۔تفسیر ترجمان القرآن مؤلفہ نواب صدیق حسن غیر مقلد صفحہ۳۰۵ جلد۱۲ میں ہے؟ اس کی راہ والوں میں سے ابراہیم علیہ السلام جب آیا اپنے رب کے پاس لے کر دل زوگا۔(یعنی گمراہی سے پاک)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے من شیعته یعنی من اهل دینه مجاہد کا لفظ ہے علی منهاجه وسنته۔

۱۳۔تفسیر فتح الباب میں ہے بیشک نوح علیہ السلام کے اہل دین سے اور ان

لوگوں میں جنہوں نے اس کی مشابعت وموافقت کی ہے البتہ ابرہیم علیہ السلام
ہے۔

۱۴۔تفسیر کبیر صفحہ۱۴۹ جلد۷ میں ہے: مراد یہ ہے کہ ابراہیم تقویٰ اور دین میں نوح کے طریقے پر تھے اوران کی زندگی وموت ہر غل وغش اور گناہوں سے دل کی پاکی پر رہے۔

۱۵، ۱۶، ۱۷۔ تفسیر کبیر، مدارک اور تفسیر ابو السعود میں اِذْ جَآءَ رَبَّهُ کی تفسیر میں ہے: (اِذْ) متعلق اس مصدر کے ساتھ ہے جو لفظ شیعہ میں مشابعت کا معنی موجود ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام نے آفات قلوب وموانع مشاغلہ سے اپنے دل کو صاف وخالص کر کے خدا کی درگاہ میں پیش کیا۔ اسی میں انہوں نے نوح کی مشابعت ومتابعت کی کہ دین خدا میں ہایت مضبوط اور مکذبین کے مقابلہ کرنے میں بہت سخت چنانچہ اپنے اَبْ (چچا آذر) اور قوم سے اس طرح مناظرہ ومقابلہ کیا۔

۱۸، ۱۹، ۲۰۔ کبیر، مدارک اور ابو السعود بر حاشیہ کبیر صفحہ۱۴۸ جلد۷:۔ اس کے یعنی نوح کے دین اور اس کے طریقہ پر ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو بقول کلبی کے شیعہ محمد قرار دینے کے بعد لکھا انہ کان علیٰ دینہ ومنہاجہ فھو من شیعتہ۔ یعنی ابراہیم اس کے دین وطریقہ پر تھے پس وہ ان کے شیعہ سے تھے۔

۲۱۔ تفسیر صاوی صفحہ۳۴۹، جلد۳۔ ای فالشیعۃ الاتباع والحرب۔ یعنی نوح کے متبعین اور جماعت سے ابراہیم تھے۔ شیعہ کسی کے متبعین اور جماعت کو کہتے ہیں۔

۲۲۔ تفسیر جمل صفحہ۵۴۱ جلد۳۔ شیعہ کسی کے متبع اور اس کے مددگار انصار کو کہا جاتا

ہے۔

مصباح میں شیعہ کا معنی اتباع اور انصار لکھا ہے۔ یعنی نوح کے متبع اور مددگار ابراہیم علیہ السلام تھے اور ابن عباس نے فرمایا ومن اھل دینہ وعلیٰ سنتہ۔ ابراہیم، نوح علیہما السلام کے اہل دین اور اس کی سنت پر تھے۔

۲۳۔تفسیر روح البیان طبع مصر صفحہ۴۶۸ جلد۷:۔ نوح کے شیعہ میں سے بمعنی اصول دین میں ان کے تابع فرمان تھے۔ ابن عباس نے فرمایا ان کے اہل دین میں سے ان کی سنت پر تھے اور بعض تفاسیر میں ہے: ضمیر حضور سید الانبیاء ﷺ کی طرف لوٹتی ہے اگرچہ مذکور نہیں فی الحقیقت آپ رسول کریم ﷺ کے متبعین میں سے تھے۔

۲۴۔تفسیر خازن مع مدارک صفحہ۲۰ جلد۴:۔ (اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ) ای من شیعۃ نوح (لَاِبْرٰهِيْمَ) یعنی انہ علی دینہ وملتہ ومنہاجہ وسنتہ۔ بیشک نوح علیہ السلام نے شیعہ سے ابراہیم علیہ السلام تھے۔ یعنی ان کے دین، ان کی ملت اور ان کے راستے اور ان کی سنت پر تھے۔

فائدہ: کسی کا شیعہ وہ ہوتا ہے جو اس کی ملت، اس کے راہ، اس کے دین اور اس کی سنت پر ہو۔

۲۵۔ کتاب الشفا مطبوعہ لاہور از امام قاضی عیاض (اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ) ان الھا عائدۃ علی محمد ﷺ ای محمد شیعۃ محمد لابراھیم ای علی دینہ ومنہاجہ۔ ھا کی ضمیر محمد علیہ السلام کی طرف راجع ہے یعنی ابراہیم علیہ السلام کے شیعہ میں سے تھے۔ یعنی ان کے دین اور ان کے راستے پر تھے۔

۲۶۔ نسیم الریاض شرح شفا طبع مصر صفحہ۲۵۵ جلد۱: محمد علیہ السلام کے

راستے اور آپ کے دین پر ابراہیم تھے جو کسی کے دین پر ہو وہ اس کا شیعہ ہوتا ہے۔

۲۷۔ ایسا ہی شرح شفا لعلامه علی قاری صفحہ ۲۲۵ جلد ۲ حاشیه نسیم الریاض میں ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:۱۔

فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ

وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ

(پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۵)

☆..... ترجمہ امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمة الله علیه:۔ تو اس (موسیٰ علیه السلام) نے دو مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ علیه السلام کے گروہ سے تھا اور دوسرا دشمنوں سے تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے علیه السلام سے مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا۔ (کنز الایمان)

☆..... ترجمہ تھانوی:۔ تو انہوں نے وہاں کے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ایک تو ان کی برادری کا تھا دوسرا ان کے مخالفین میں سے تھا سو وہ جو اُن کی برادری کا تھا اس نے موسیٰ علیه السلام سے اس کے مقابلہ میں جو کہ ان کے مخالفین میں سے مدد چاہی

☆..... ترجمہ شیخ الہند محمود الحسن:۔ پھر پائے اس میں دو مرد لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو تھا اس کے دشمنوں میں۔

☆..... ترجمہ شاہ رفیع الدین:۔ پس پائے بیچ اس کے دو مرد کہ لڑتے تھے یہ ایک قوم اس کی سے اور یہ دوسرا دشمن اس کے سے تھا پس فریاد کی اس نے کہ قوم اس کی سے تھا

اور پر اس شخص کے کہ دشمن اس کے سے تھا۔

فائدہ: آیت مقدسہ میں لفظ شیعہ، شیعہ کے مقابلہ میں آیا ہے۔

۵۔ ابن عباس طبع مصر صفحہ ۳۰۴:۔ موسیٰ کا شیعہ اسرائیلی تھا اور دشمن قبطی تھا۔

۶۔ تفسیر جلالین طبع مصر صفحہ ۲۲۴:۔ موسیٰ کا شیعہ اسرائیلی تھا اور دشمن قبطی اسرائیلی کو فرعون کے مطبخ کی لکڑیاں اٹھانے پر مجبور کر رہا تھا۔

۷۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۳۹۰ جلد ۶:۔ موسیٰ علیه السلام کا شیعہ ان کے دین پر بنی اسرائیل میں سے تابع فرمان تھا۔

یہ بھی ایک روایت ہے کہ وہ سامری تھا جیسا کہ فتح الرحمٰن میں ہے۔ آپ کا دشمن قالون نامی آپ کے دین کا مخالف اور فرعون کا باورچی تھا۔

۸۔ تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۳ جلد ۲۴ طبع مصر:۔ ایک موسیٰ علیه السلام کا شیعہ تھا اور دوسرا دشمن۔ پھر ان کے کافر مسلمان ہونے میں اختلاف ہے قاتل کہتے ہیں دونوں کافر تھے مگر ایک ان میں سے بنی اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا قبطی۔ انہوں نے موسیٰ علیه السلام کے دوسرے دن کے ارشاد تو غوی مبین سے دلیل پکڑی ہے اور مشہور یہ ہے کہ موسیٰ علیه السلام کا شیعہ مسلمان تھا اس لیے کہ جو اس کے دین اور اس کے طریقے کے خلاف ہو اسے اس کا شیعہ نہیں کہا جاتا۔

اور کہا گیا ہے کہ لڑنے والوں میں سے ایک سامری تھا جو موسیٰ کے شیعہ سے تھا اور دوسرا طباخ فرعون۔

معلوم ہوا:۔ لفظ شیعہ اچھے برے مومن کافر سب پر اطلاق ہوتا ہے۔

۹۔ جمل صفحہ ۳۴۰ جلد ۳:۔ موسیٰ علیه السلام کا شیعہ اسرائیلی تھی اور دشمن طباخ

فرعون فلیشون نامی قبطی تھا۔

۱۰۔ صاوی صفحہ ۲۱۲ جلد ۳: ۔ موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ آپ کا ہم قوم اسرائیلی اور دشمن قبطی فرعون کا باورچی فیلشون نامی تھا۔

۱۱۔ حسینی صفحہ ۶۲۰ میں ہے: موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ آپ کے پیروکاروں میں سے اسرائیلی تھا بعض اس کا نام سامری کہتے ہیں اور بعض ملیخا اور جو آپ کے دشمنوں میں سے تھا وہ قبطی تھا اس کا نام قالون یا فیلقون تھا اور وہ جو آپ کے گروہ میں سے تھا اس نے فریاد کی۔

فائدہ: کسی کا شیعہ اس کا پیروکار، اس کا ہم قوم اور اس کا گروہ ہوتا ہے۔

۱۲۔ بیضاوی صفحہ ۵۱۲ طبع جدہ: ۔ موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ اس کے دین پر تھا وہ بنی اسرائیل میں سے تھا اور آپ کا دشمن قبطی تھا۔

۱۳۔ مدارک التنزیل صفحہ ۱۷۵ جلد ۳ طبع مصر: کسی کے تابع دار اور مددگار کو اس کا شیعہ کہا جاتا ہے ہذا من عدوہ کی تفسیر میں لکھا یہ مخالفین موسیٰ علیہ السلام سے تھا جو موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلی دونوں کا دشمن تھا کیونکہ دونوں کے دین پر نہ تھا۔

معلوم ہوا مشہور قول کی رو سے موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ مسلمان تھا۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۳ جلد ۲۴)

۱۴۔ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱۱۲ جلد ۳ پارہ ۲۰: ۔ ہذا مومن وھذا کافر ۔ موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ مومن تھا اور دشمن کافر۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ

ترجمہ: ۔ اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھتا اور اس کے رسول سے اور ایمان دار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔ (ترجمہ تھانوی)

اللہ کا گروہ

حزب اللہ کا معنی تفسیر کبیر طبع مصر صفحہ ۳۲ جلد ۱۲ میں لکھا ہے: قال ابو العالیة: شیعة اللہ۔ یہاں حزب یعنی شیعہ ہے۔

معلوم ہوا شیعہ کی نسبت جب اللہ سے ہو سکتی ہے تو یہ لفظ اتنا برا نہیں جسے کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ لگانے والوں نے ہوا بنا رکھا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ

(پارہ ۳۰ سورۃ البینہ)

ترجمہ: ۔ بیشک جو لوگ صدق دل سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی خیر البریہ ہیں۔

صواعق محرقہ عربی طبع مصر صفحہ ۱۶۱، تفسیر جامع البیان صفحہ ۱۴۶ پارہ ۳۰، فتح البیان صفحہ ۲۳۳ جلد ۱، ترجمان القرآن صفحہ ۳۶۵ میں ہے: خیر البریہ علی رضی اللہ عنہ اور اس کے شیعہ ہیں۔

رافضی اور شیعہ میں فرق

امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۱ یہ فرق واضح کر دیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کچھ لوگ اپنے آپ کو شیعان علی کہلوائیں گے مگر ایسے نہ ہوں گے مگر انہیں رافضی کہا جائے گا وہ مشرک ہوں گے جمعہ اور جماعت میں حاضر نہ ہوں گے پرانے بزرگوں پر طعن کریں گے موسیٰ بن علی بن حسین نے فرمایا ہمارے

شیعہ تو صرف وہی ہیں جو اللہ ورسول کی اطاعت کریں اور ہمارے جیسے عمل کریں۔

نوٹ:۔کافر کافر شیعہ کافر کہنے والے شیعہ کافر کی بجائے رافضی کافر کہتے تو کیا اچھی بات تھی۔

ملا علی قاری کا فیصلہ لفظ شیعہ کے بارے میں

خطبہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲ میں صلوٰۃ وسلام کے بعد وعلیٰ اشیاعہ بھی لکھا ہے یعنی ان کے شیعوں پر بھی صلاۃ وسلام ہے۔

آج کل شیعہ کہلانے والے رافضی ہیں مگر ہر شیعہ رافضی نہیں

امام احمد بن حنبل، امام جلال الدین سیوطی، امام ابن حجر مکی، زمخشری معتزلی، امام نسائی، ابن اثیر وغیرہم نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد اپنی اپنی کتب میں نقل فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام نے جناب علی کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: یا علی انت وشیعتک هم الفائزون یوم القیامة ۔اے علی تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن رستگار ہوں گے۔

انوار اللغة پارہ ۲۱ صفحہ ۱۴۴، از علامہ وحید الزمان، یاعلی انت وشیعتک راضین مرضین۔اے علی تم اور تمہارے شیعہ راضی مرضی ہیں۔

اکابر سُنی علماء کا فیصلہ

تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۳۷۸ جلد ۶، کنز العمال صفحہ ۵۷ جلد ۱، دارقطنی، صواعق محرقہ، الدین الخالص، تفسیر فتح البیان، ابن جریر، ارجح المطالب میں ہے: حضور علیہ السلام نے فرمایا: یاعلی انت وشیعتک فی الجنة۔اے علی تم اور تمہارے شیعہ بہشت میں ہوں گے۔

رافضی وہ شیعہ نہیں جن کے لیے جنت کی بشارت ہے

کنز العمال میں ہے: آخر زمانہ میں ایک قوم ظہور پذیر ہوگی جن کا خاص لقب ہوگا یعنی ان کو رافضی کہا جائے گا اور یہی ان کی پہچان کا ذریعہ ہوگا وہ اپنے آپ کو ہمارا شیعہ ظاہر کردیں گے لیکن حقیقۃً ہمارے شیعہ نہیں ہوں گے اور ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں گے وہ تمہیں جہاں کہیں ملیں (اسلامی حکومت کی اجازت سے نہ یہ کہ قانون کو ہاتھ میں لے کر) ان کو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

عمر، عثمان کے شیعہ کامیاب ہیں

کافی کتاب الروضہ طبع لکھنؤ صفحہ ۹۹:۔ندا کے آغاز میں ندا کرنے والا ندا اور اعلان کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں (عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) اور ان کے شیعہ فائز المرام کامیاب اور کامران ہیں اور دن کے آخری حصہ میں منادی ندا کرتا ہے کہ عثمان اور ان کے شیعہ فائز المرام اور کامیاب ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی کی تحقیق

تحفہ حسینیہ صفحہ 118، 119 میں فرماتے ہیں: اصل میں شیعہ کا لفظ صرف اس کے ہم مذہب لوگوں پر بولا جاتا تھا نہ کہ امامیہ اثنا عشریہ پر بلکہ حقیقت حال یہ تھی کہ جتنے آپ کے ساتھ تھے وہ شیعانِ علی کہلاتے تھے جن کی عظیم اکثریت اور بھاری جماعت اہل سنت وجماعت کے عقائد رکھنے والوں کی تھی اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ منادیٔ غیب ہر دن جن شیعان علی کے فوز وفلاح کا اعلان کرتا ہے وہ یہی اہل السنّت والجماعت ہیں۔ پہلے تو یہ سبھی شیعان کہلاتے تھے مگر جب مختلف جنگوں میں ان کا اصحاب جمل

اور اصحاب صفین کے ساتھ مقابلہ ہوا اور بعد میں تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو اس دوران کچھ لوگ صحابہ کرام کے حق میں طعن و تشنیع اور سب و شتم سے کام لینے لگے جو روافض کہلائے اور کچھ لوگ خود امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے لگے بلکہ ان کو کافر تک کہنے سے گریز نہ کیا اور آپ کے لشکر سے علیحدہ ہو گئے وہ خوارج کہلائے۔ لہٰذا ان دو قلیل جماعتوں کے علاوہ جو عظیم اکثریت بچ گئی اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے افراط و تفریط سے محفوظ رکھا وہ اہل سنت و جماعت کہلائے تا کہ ان بدلے ہوئے حالات میں افراط و تفریط کا شکار ہونے والی دو جماعتوں سے اور دیگر مخالف فرقوں سے امتیاز قائم ہو سکے

علامہ سیالوی نے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے حوالہ سے لکھا

یعنی اس شیطان کے وسوسے کے رد و قبول کے نتیجہ میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا لشکر چار فرقوں میں بٹ گیا۔ پہلا فرقہ شیعہ اولیٰ اور شیعہ مخلصین کا ہے جو کہ اہل سنت کے پیشوا تھے اور جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی راہ روش پر تھے یعنی اصحاب کبار اور ازواج مطہرات کے حقوق کی معرفت اور ظاہر و باطن میں ان کی پاسداری میں باوجود باہم اختلافات بلکہ مقاتلات رونما ہونے کے ان کے حق میں غل و غش اور بغض و نفاق سے ان کے سینے صاف اور بے غبار تھے ان کی شیعہ اولیٰ اور شیعان مخلصین کا نام دیا گیا اور یہ جماعت فرمان باری تعالیٰ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ کے مطابق اس شیطان لعین اور ابلیس پر تلبیس کے شر سے محفوظ و مامون رہے اور اس خبیث کی نجاست سے ان کا دامن ملوث و آلودہ نہ ہوا۔

جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے خطبات میں ان کی مدح و ثنا فرماتے اور ان کی سیرت اور روش کو پسند فرماتے۔ دوسرا فرقہ شیعہ تفضیلیہ کا تھا جو کہ حضرت امیر المومنین کو تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر فضیلت دیتے تھے۔ یہ گروہ اس شیطان لعین کا شاگرد تو بنا اور کسی حد تک اس کے وسواس کو قبول بھی کیا لیکن اصحاب کبار اور ازواج مطہرات کے حق میں دریدہ دہنی سے گریز کرتے تھے جناب مرتضیٰ ان کے حق میں تہدید و تشدید سے کام لیتے اور فرماتے کہ اگر میں نے کسی کے متعلق سنا کہ وہ مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو حد قذف یعنی اسی (۸۰) کوڑے لگاؤں گا۔

تیسرا فرقہ سبّیہ کا پیدا ہوا جن کو تبرائی بھی کہا جاتا ہے جو سب صحابہ کرام کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق جانتے تھے اور یہ گروہ اس خبیث کا متوسط درجہ کا شاگرد ٹھہرا جب اس گروہ کی حرکات اور ناشائستہ کلمات حضرت امیر المومنین کے مقدس کانوں تک پہنچے تو آپ اپنے خطبات میں ان کی مذمت فرماتے اور ان سے برات اور بیزاری کا اعلان فرماتے۔

چوتھا فرقہ شیعہ غلاۃ کا تھا جو اس خبیث کے اخص الخواص تلامذہ تھے اور شاگردان پلید میں سے تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الوہیت کے درجہ تک پہنچا دیا بعض نے صراحت اور حقیقت کے لحاظ سے اور بعض نے عیسائیوں کی طرح لاھوت بلباس ناسوت کے طریقہ پر مکمل بحث دیکھنی ہو تو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۴، ۵، ۶ ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض: جب شیعان علی چار فرقوں میں تقسیم ہو گئے تو دوسرے فرق مخالفہ سے امتیاز

ضروری ٹھہرا لہٰذا انہوں نے اپنا نام اہل سنت والجماعت رکھا یہ نام گو بعد میں تجویز ہوا لیکن عقائد و اعمال وہ پہلے کے ہیں۔ (تحفہ حسینیہ از علامہ محمد اشرف سیالوی)

کافر کافر شیعہ کافر کہنے والوں کو انتباہ

جب اکابرین صحابہ وعلمائے حق شیعانِ علی میں شامل تھے تو خدارا کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ لگا کر اپنے بڑوں کی تکفیر نہ کرو۔

عامة الورود مغالطہ

عامة الورود مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ رافضی چونکہ اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں اس لیے ہم کافر کافر شیعہ کافر کہتے ہیں۔

جواباً گذارش ہے کہ رافضی تو اپنے آپ کو مسلمان بلکہ مومن بھی کہتے ہیں تو کیا مسلمان مومن کو بھی کافر کہو گے؟ کفر کے فتوے میں از حد احتیاط چاہیے۔

مفتیانِ دیوبند کے نزدیک تبرائی رافضی بھی کافر نہیں

کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ لگانے والے اتنے حد سے تجاوز کر گئے ہیں کہ گلی کوچوں، عام جلسوں میں نعرے لگاتے ہیں اور دیواروں پر لکھتے ہیں جو شیعہ کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

اب اہل انصاف غور فرمائیں ان کے اکابرین دیوبند بھی ان کے غلط نعرے کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہوئے یا نہ؟

۱۔ شاہ عبدالعزیز کے داماد علامہ عبدالحئی اپنے فتاوئی مطبوعہ ملک سراج الدین لاہور صفحہ ۱۶ جلد ۱ میں لکھتے ہیں: محققین حنفیہ اس سبّ صحابہ وازواج مطہرات کو موجب کفر

نہیں لکھتے بلکہ موجب فسق کماھو مصرح فی تمھید السلمی لمولنا ولی اللہ لکھنوی وغیرہ۔ پس اس تقریر پر ذبیحہ رافضی کا حلال ہے۔ واقعی اس رافضی (تبرائی) کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔ بنا بر قول منقول از جمہور متکلمین وفقہائے کرام۔

۲۔ فتاوئی عبدالحئی صفحہ ۱۴۱ جلد ۲: تبرائی شیعہ کافر نہیں۔

۳۔ فتاوئی عبدالحئی صفحہ ۷۸ جلد ۲:۔ اور جو رافضی ایسے نہ ہوں گو سبّ صحابہ کرتے ہوں وہ فاسق ہیں کافر نہیں ذبیحہ ان کے ہاتھ کا حلال ہے حرام نہیں۔ مناکحت بھی ان کی درست ہے۔

تمہید ابوالشکور سلمی میں ہے: قولھم ان علیا افضل من الشیخین ومنھم من قال یجب اللعن علی من خالف علما کعائشة ومعاویة وھذا کلہ وما اشبہ یکون بدعة ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل۔

بحر العلوم مولانا عبدالعلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں

الصحیح عند الحنفیة ان الروافض لیسوا بکفار ۔صحیح یہ ہے کہ حنفیوں کے نزدیک رافضی کافر نہیں۔

۴۔ فتاوئی عبدالحئی صفحہ ۱۲ جلد ۳:۔ تکفیر روافض کا مسئلہ قدیماً حدیثاً مختلف فیہ ہے۔

گنگوہی کا فتوئی:۔ ۱۔ فتاوئی رشیدیہ مطبوعہ سعیدی کراچی صفحہ ۴۰:۔ روافض وخوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ (روافض) شیخین وصحابہ (رضی اللہ عنھم) کو اور خوارج (مولا علی رضی اللہ عنہ) کو کافر کہتے ہیں۔

۲۔ فتاوئی رشیدیہ صفحہ ۹۶:۔ جو شخص صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ صفحہ ۳۷۷

پر لکھا فسق سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ صفحہ ۳۷۸ پر لکھا فاسق سے نکاح درست ہے۔

۳۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۲:۔ رافضی کے کفر میں اختلاف ہے جو ان کو مسلمان کہتے ہیں ان کے نزدیک رافضی سے رشتہ جائز ہے۔

۴۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۱:۔ جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

ارشاداتِ تھانوی:۔ تھانوی کی آخری تصنیف بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۹۶/۲۷ :تبرائی کے حکم میں اختلاف ہے۔ علامہ شامی نے عدم تکفیر کو ترجیح دی ہے۔ ان صورتوں میں ان علماء (دیوبند) کے نزدیک (دیوبندی رافضی کا) نکاح صحیح ہو جائے گا جو تبرائی کو کافر نہیں کہتے۔

ملفوظات تھانوی:۔ الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۵۲ جلد ۷:۔ ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو غالی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام کو تبرا کرتے ہیں کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا کہ محض تبرے پر تو کفر کا فتویٰ مختلف فیہ ہے البتہ تحریف قرآن کا عقیدہ یہ صریح کفر ہے۔

دیوبند کے مفتی کا فتویٰ:۔ ا۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند مطبوعہ کراچی امداد المفتین صفحہ ۲۷ جلد ۲ میں ہے: جو رافضی خلفائے ثلاثہ پر تبرا کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے مگر احتیاط اس میں ہے جس کو شامی نے اختیار کیا ہے کہ تکفیر نہ کی جائے۔
(یعنی کافر کافر شیعہ کافر نہ کہا جائے)

۲۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند مطبوعہ کراچی، عزیز الفتاویٰ صفحہ ۱۳۳ جلد ۱:۔ روافض جو سبّ شیخین کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے ان کی تکفیر کی ہے اور محققین علماء عدم تکفیر کے قائل ہیں۔

۳۔ فتاویٰ دیوبند عزیز الفتاویٰ صفحہ ۱۳۴ جلد ۱:۔ روافض کے کئی گروہ ہیں رافضی اگر حضرت علی کو فضیلت دیتا ہے یا سب صحابہ کرتا ہے تو وہ کافر نہیں بلکہ فاسق ہے نکاح درست ہے۔

۴۔ فتاویٰ دیوبند عزیز الفتاویٰ صفحہ ۱۳۶ جلد ۱:۔ محققین حنفیہ شیعہ تبرا گو اور منکر خلافت خلفاء کو کافر نہیں کہتے۔ صحیح قول محققین کا ہے کہ سبّ شیخین اور انکار خلافت خلفاء کفر نہیں۔

کافر کافر شیعہ کافر جو نہ مانے وہ بھی کافر کا نعرہ لگانے والو!

اگر اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ جو شیعہ کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر تو اپنے اکابرین عبدالحئی، گنگوھی، تھانوی اور مفتیانِ دیوبند کو بھی اعلانیہ دیواروں پر کافر لکھو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔ تحریف قرآن کا قائل، ام المومنین پر تہمت افک لگانے والا، گستاخ رسول، حضور ﷺ کے خیال کو گدھے کے خیال سے بدر جہا بدتر کہنے والا، نبی کے علم کو حیوانوں کے علم سے تشبیہ دینے والا شیطان کے علم کو نبی کے علم سے زائد ماننے والا، صدیق کی صحابیت کا منکر اور صحابہ کرام پر اعلانیہ تبرا کرنے والا اہل سنت وجماعت کے نزدیک مسلمان نہیں۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم ہر شیعہ کو بلا تحقیق کافر کہیں اگر وہ کافر نہ ہوں تو کفر کہنے والے پر لوٹتا ہے۔ ہمارے اکابرین اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، اعلیٰ حضرت سرکار گولڑوی اور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی نے بھی انہی روافض کو کافر کہا ہے جو ضروریاتِ دین کے منکر ہوں۔ ہر شیعہ پر ان بزرگوں نے کہیں بھی کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ ہم اکابرین ملت وعلمائے دیوبند کی عبارات بلا تبصرہ نقل کرکے فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں

خلفائے راشدین کی خلافت حقہ کا انکار بعض کے نزدیک کفر اور بعض کے نزدیک فسق ہے۔ (ازالۃ الخفا صفحہ ۴۰۸ جلد ۱، ترجمہ عبدالشکور لکھنوی دیوبندی)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں

تحفہ اثنا عشریہ اردو مطبوعہ کراچی کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

☆...... صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:۔

اول فرقہ شیعہ ازلی اولیٰ اور شیعہ مخلصین کا ہے جو اہل سنت وجماعت کے

پیشوا ہیں۔ یہ لوگ اصحاب کبار وازواج مطہرات کی حق شناسی وظاہر وباطن کی پاسداری میں اور باوجود جھگڑوں اور لڑائیوں کے سینہ کو مکر ونفاق سے پاک صاف رکھتے ہیں۔ جناب مرتضیٰ کے نشانات قدم پر چلے ان ہی کو شیعہ اولیٰ اور شیعہ مخلصین کہتے ہیں۔

☆...... صفحہ ۷ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

اب تک فرقہ شیعہ سبیّہ کے لوگ فرقہ نواصب اور فرقہ اہل سنت میں فرق وتمیز نہیں کرتے بلکہ ہردو ایک جانتے ہیں حالانکہ یہ فرقہ اہل سنت مرتضیٰ کے شیعہ خاص میں سے ہیں خاندان نبوی پر دل وجان سے فدا ہیں۔ نواصب کو نہایت بدزبان، کتوں اور خنزیروں کے ہم مرتبہ جانتے ہیں بلکہ اس سے بھی زائد۔

☆...... صفحہ ۸ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

شیعہ اولیٰ میں مہاجرین وانصار کی اس جماعت کا شمار ہے جن میں سے اکثر سعادت مآب جناب مرتضیٰ کی ہم رکابی میں باغیوں اور قرآن میں تاویل کرنے والوں کے مقابلہ میں جنگ لڑ چکے تھے۔ شیعیت کا چار فرقوں میں بٹ جانے کے بعد جن میں سے ایک فرقہ اہل سنت وجماعت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی وہ ہی شیعہ اولیٰ اور مخلص صحابہ وتابعین کا فرقہ۔

☆...... صفحہ ۱۵ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

شیعہ اولیٰ کے دو فرقے شمار ہوتے ہیں اول فرقہ ان مخلصین اہل سنت وجماعت کا جن میں صحابہ، مہاجرین، انصار اور تابعین کا شمار ہے جو ہمیشہ حضرت مرتضیٰ کی رفاقت میں رہے اور ان کی خلافت کے مددگار۔

☆...... صفحہ ۱۶ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شیعہ اولیٰ کو فرقہ سُنیہ وتفضیلیہ ہردو کو شامل ہے پہلے شیعہ کے لقب سے مشہور تھا اور جب غلاۃ روافض زیدیوں اور اسماعیلیوں نے یہ لقب اپنے لیے استعمال کیا تو حق کے مل جانے کے خطرہ سے فرقہ سنیہ وتفضیلیہ نے اس لقب کو اپنے لیے ناپسند کیا اور اس کی جگہ اہل سنت وجماعت کا لقب اختیار کیا۔

☆...... صفحہ ۱۶ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

اب بات واضح ہوگئی کہ تاریخ کی قدیم کتب میں جہاں یہ الفاظ آئے ہیں کہ فلان من الشیعۃ او من شیعۃ علی یعنی وہ شیعہ ہے یا شیعہ علی میں سے ہے۔ حالانکہ یہ لوگ رؤسا اہل سنت وجماعت میں سے ہوتے ہیں تو یہ الفاظ اپنی جگہ صحیح ہیں۔ تاریخ واقدی اور استعاب میں اس قسم کے الفاظ بہت آئے ہیں لہٰذا باخبر رہنا چاہیے۔

☆...... صفحہ ۲۷ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

سب سے پہلے وہ مہاجرین انصار اور تابعین اس لقب شیعہ سے ملقب تھے جو ہر پہلو میں حضرت مرتضیٰ کی متابعت وپیروی ظاہر کرتے تھے اور وقت خلافت سے ہی آپ کی صحبت میں رہے۔ ان ہی کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں ان کے اس لقب کی ابتداء ۳۷ھ میں ہوئی۔ پھر دو تین سال بعد فرقہ تفضیلیہ رونما ہوا۔

ابوالاسود ذیلی، ابوسعید یحیٰ، عبدالرزاق صاحب مصنف جو اہل سنت وجماعت کا مشہور محدث ہے اس فرقہ تفضیلیہ میں سے ہیں۔

☆...... صفحہ ۳۶ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

شیعہ مخلصین میں امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت زید رضی

الله عنه کی رائے کی حقانیت ظاہر فرماتے اور اہل کوفہ کو ان کی متابعت پر آمادہ کرتے تھے۔

اہل انصاف غور کرو! کافر کہنے والے اپنے امام اعظم پر فتویٰ لگاتے نہیں شرماتے۔

☆......صفحہ ۷۷ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

شیعہ علی کا لقب دراصل شیعہ اولیٰ کے ساتھ مخصوص تھا جو پیشوایان اہل سنت وجماعت ہیں پھر رفتہ رفتہ جھوٹے بناوٹی دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے اور ان بزرگوں نے یہ لقب چھوڑا۔

اس سے دوسطر پہلے لکھتے ہیں:۔

درحقیقت شیعہ علی مرتضیٰ صحیح معنی میں اہل سنت وجماعت ہی ہیں کہ وہ آنجناب کی روش پر چلتے ہیں۔

☆......شاہ صاحب صفحہ ۸۸،۸۹ پر لکھتے ہیں:۔

شیعہ دراصل اہل سنت وجماعت ہیں جو زمانِ سابق میں شیعہ اولیٰ کے لقب سے مشہور تھے۔ جب رافضیوں نے اس لقب کو اختیار کیا اور اپنے لیے مخصوص کیا تو اہل سنت نے اس سے احتراز لازم سمجھا۔

☆......دارقطنی نے ام سلمہ سے روایت کی ہے:۔

حضور علیہ السلام نے جناب علی سے فرمایا تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہوں گے۔ اس سے مراد شیعہ اولیٰ یا ان کے متبعین اہل سنت ہی ہیں نہ کہ رافضی کیونکہ رافضیوں کے بارے اسی حدیث میں ہے کچھ لوگ اے علی تیرے شیعہ ہونے کا دعوی تو کریں گے مگر وہ اسلام کی توہین کریں گے ان کا لقب رافضی ہوگا اور وہ مشرک ہوں

گے۔ ان شیعة علی یغبطهم الرسل یوم القیامة اگر صحیح بھی ہو تو اس حدیث میں لفظ شیعہ سے مراد اہل سنت وجماعت کے اولیاء ہیں نہ کہ رافضی۔

☆......شاہ صاحب صفحہ ۵۵۴ پر فرماتے ہیں:۔

امام شافعی فرماتے ہیں: لوگوں نے کہا تو رافضی ہو گیا میں نے کہا ہرگز نہیں رفض نہ میرا دین ہے نہ میرا اعتقاد، لیکن میں نے علی کو دوست رکھا ہے اس میں شک نہیں وہ بہتر امام ہیں اگر علی کی محبت رفض ہے تو البتہ میں سب سے بڑا رافضی ہوں۔

سرکار گولڑوی کا فتویٰ

فتاویٰ مہریہ صفحہ ۲۸۳ میں فرماتے ہیں:۔

"جو فرقہ شیعہ کہ منکر ضروریاتِ دین ہو یعنی مثلاً حضرت علی کو خدا کہتا ہو یا نبوت حضرت علی یا شراکت نبوت آنجناب کا قائل ہو یا ان کو افضل من الرسل مانتا ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ کی شان مبارک میں قذف کرتا ہو یا سبّ وشتم وقتل شیخین صدیق وفاروق کو حلال جانتا ہو وہ فرقہ شیعہ بلاشک وشبہ کافر ومرتد ہے اور جو گروہ حسداً وعداوتاً یا بہ خیال جاہلانہ صحابہ کرام خصوصاً خلیفہ اول وثانی کی شان مبارک میں گستاخی کرتا ہے یعنی طعن وطنز سبّ وشتم روا رکھتا ہے لیکن اس کو حلال نہیں سمجھتا وہ گروہ اہل تشیع ہمارے محقق فقہاء کرام ومدققین علمائے عظام کے نزدیک کافر تو نہیں ہے لیکن افسق الفسقة وافجر الفجرہ ہے۔ علی کو شیخین پر فضیلت دینا بدعت ہے کفر نہیں۔ علی کی مخالفت کرنے والے سیدہ صدیقہ ومعاویہ پر لعن کرنا یہ سب بدعت ہے کفر نہیں" یہ ابوالشکور سلمی کی تمہید کی عبارت کا ترجمہ ہے جو پیر صاحب نے لکھی ہے۔

دیوبندیوں کے بہت بڑے علامہ عبدالحیٔ لکھنوی کا فتویٰ

☆.....فتاویٰ عبدالحیٔ مطبوعہ ملک سراج الدین لاہور صفحہ ۱۶ جلد اول۔

محققین اس (سبّ صحابہ وازواج مطہرات) کو موجب کفر نہیں لکھتے ہیں بلکہ موجب فسق کماھو مصرح فی تمھید السلمی ومسائرہ ابن الھمام وفتح القدیر وشرح الفقہ الاکبر علی القاری وشرح المسلم لمولانا ولی اللہ لکھنوی وغیرہ پس اس تقدیر پر ذبیحہ رافضی کا حلال ہے۔ واقعی اس رافضی (تبرائی) کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے۔ بنابر قول منقول از جمہور متکلمین وفقہائے کرام۔

☆.....فتاویٰ عبدالحیٔ صفحہ ۴۱ جلد دوم:۔

جوشیعہ کہ منکر ضروریات دین ہیں وہ کافر ہیں صرف تبرائی شیعہ کافر نہیں۔ بلفظہ

☆.....فتاویٰ عبدالحیٔ صفحہ ۷۸ جلد دوم:۔

ہر چند کہ ایک جماعت فقہا نے شیعہ کو بوجہ سبّ شیخین کے کافر لکھ دیا مگر منقح اور قول مفتی بہ اور مرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہوں وہ کافر ہیں ان کا ذبیحہ حلال نہیں مناکحت ان کے ساتھ درست نہیں شرکت ان کے ساتھ مثل شرکت اہل اسلام کے جائز نہیں اور جو ایسے نہ ہوں گو سبّ صحابہ کرتے ہوں وہ فاسق ہیں کافر نہیں ذبیحہ ان کے ہاتھ کا حلال ہے حرام نہیں۔ مناکحت بھی ان کی درست ہے۔

تمہید ابوالشکور سلمی میں ہے:۔

تولھم ان علیا افضل من الشیخین ومنھم من قال یجب اللعن علی من خالف علیا کعائشۃ ومعاویہ وھذا کلہ وماشبہ یکون بدعۃ ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل۔

بحرالعلوم مولانا عبدالعلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں:۔

الصحیح عند الحنفیۃ ان الروافض لیسوا بکفار۔ صحیح یہ ہے کہ حنفیوں کے نزدیک رافضی کافر نہیں۔

☆.....فتاویٰ عبدالحیٔ صفحہ ۱۲ جلد ۳:۔

تکفیر روافض کا مسئلہ قدیماوحدیثا مختلف فیہ ہے۔

دیوبندیوں کے قطب الارشاد گنگوھی کا فتویٰ

فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی صفحہ ۴۰:۔

روافض وخوارج کو بھی اکثر علماء کافر نہیں کہتے حالانکہ وہ (روافض) شیخین وصحابہ کو اور (خوارج) حضرت علی کو کافر کہتے ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۲:۔

رافضی کے کفر میں اختلاف ہے جو ان کو فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک رافضی سے رشتہ جائز ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۶:۔

جو شخص صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔ صفحہ ۲۷۷ پر لکھا فسق سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ صفحہ ۲۷۸ پر لکھا: فاسق سے نکاح درست ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۱:۔

جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔

دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی

تھانوی کی آخری تصنیف بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۹۶، ۹۷ تبرائی کے حکم میں اختلاف ہے۔ علامہ شامی نے عدم کفر کو ترجیح دی ہے۔ ان صورتوں میں ان علماء کے نزدیک (سنی، رافضی کا) نکاح صحیح ہو جائے گا جو تبرائی کو کافر نہیں کہتے۔

ملفوظات تھانوی، الاضافات الیومیہ صفحہ ۲۵۲ جلد ۷

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو غالی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرّا کرتے ہیں کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا کہ محض تبرے پر تو کفر کا فتویٰ مختلف فیہ ہے البتہ تحریف قرآن کا اعتقاد یہ صریح کفر ہے۔

مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

۱۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند امداد المفتین صفحہ ۴۷ جلد دوم میں ہے:۔

جو رافضی خلفائے راشدین پر تبرا کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے مگر احتیاط اس میں ہے جس کو شامی نے اختیار کیا ہے کہ تکفیر نہ کی جائے۔

۲۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند مطبوعہ سعیدی کراچی عزیز الفتاویٰ صفحہ ۱۳۳ جلد اول:۔

روافض جو سبِّ شیخین کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے ان کی تکفیر کی ہے اور محققین علماء عدم تکفیر کے قائل ہیں۔

۳۔ فتاویٰ دیوبند عزیز الفتاویٰ صفحہ ۱۳۴ جلد اول:۔

روافض کے کئی گروہ ہیں۔ رافضی اگر حضرت علی کو فضیلت دیتا ہے یا سبّ صحابہ کرام کرتا ہے تو وہ کافر نہیں بلکہ فاسق ہے نکاح درست ہے۔

۴۔ فتاویٰ دیوبند عزیز الفتاویٰ صفحہ ۱۳۶ جلد اول:۔

منکر خلافتِ شیخین فاسق ہے کافر نہیں۔

۵۔ فتاویٰ دیوبند صفحہ ۱۴۰ جلد اول:۔

محققین حنفیہ شیعہ تبرا گو اور منکر خلافت خلفاء ثلاثہ کو کافر نہیں کہتے اگرچہ بعض فقہاء نے ان کی تکفیر کی ہے مگر صحیح قول محققین کا ہے کہ سبّ شیخین اور انکار خلافت خلفاء کفر نہیں ہے۔

آپ ان حوالہ جات کا مطالعہ کر لینے کے بعد انصاف کریں کہ ''کافر کافر شیعہ کافر'' کا نعرہ صحیح ہے یا غلط؟ یہ نعرہ کس مقصد کے لیے ایجاد کیا گیا جبکہ نعرہ لگانے والوں کے اکابرین دیوبند بھی ان کے ہم نوا نہیں۔ خدا تعالیٰ ہر قسم کی تخریب کاری اور منفی سوچ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

دیوبندیوں کے پیشوا ابن تیمیہ کا فتویٰ

الصارم المسلول طبع مصر صفحہ ۵۸۲، از ابن تیمیہ: قال النبی ﷺ یا علی انت وشیعتک فی الجنة وان قوما لهم نبز یقال لهم الرافضة ان ادرکتهم فاقتلهم فانهم مشرکون قال علی ینتحلون حب اهل البیت ولیسوا کذالک وایة ذلک انهم یشتمون ابابکر وعمر رضی الله عنهما۔

شیعانِ علی و رافضیوں کا فرق ظاہر ہو گیا۔ شیعانِ علی کو کافر کہنا غلط اور تبرائی رافضیوں کو کافر کہنا صحیح۔

امام نبہانی ''برکات آل رسول'' صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸ میں فرماتے ہیں:۔

''کتابوں میں جب شیعہ کا لفظ بغیر کسی قید کے بولا جائے تو اس سے یہی لوگ

مراد ہوں گے جن کے بارے نبی پاک نے فرمایا اے علی تو اور تیرے شیعہ جنت میں ہوں گے جناب علی نے فرمایا ہمارے شیعہ اور محب وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور ہمارے اعمال اپنائیں۔ باقی رہے روافض تو ان میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ فاسق کیونکہ رافضیوں نے بہت سے صحابہ کی محبت ترک کردی ہے۔ جو شخص ام المومنین صدیقہ پر طعن کرے اور آپ کے والد کی صحابیت کا انکار کرے کافر ہے''

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگر چہ آپ کا مشہور قول توقف ہے جسے یزیدی ملاں اپنا سہارا سمجھتے ہیں لیکن کتب معتبرہ کے حوالہ جات سے ثابت ہے کہ امام اعظم بھی یزید پر لعنت بھیجنے کے قائل ہیں چنانچہ:۔

☆...... ا:۔ دیوبندی مولوی عبدالرشید نعمانی اپنی کتاب حادثۂ کربلا کا پس منظر صفحہ ۳۶۶ میں بحوالہ فتاویٰ عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۰۰ جلد ا لکھتا ہے:

امام ابوحنیفہ سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قول ہے۔ یزید کے بارے میں خود ان کی تصریح آگے آرہی ہے کہ اس پر لعن جائز ہے۔

☆...... ۲:۔ زجر الشبان والشبیہ عن ارتکاب النیة از مولانا عبدالحی فرنگی محلی صفحہ ۲۰ طبع ۱۳۹۸ھ شائع کردہ مکتبہ عارفین کراچی۔

یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے ہے (یعنی یزید پر لعنت جائز ہے) وہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے مطالب المومنین میں منقول ہے۔ یعنی امام اعظم بھی یزید پر لعنت کے جواز کے قائل ہیں۔

☆...... ۳:۔ الاختیار صفحہ ۱۴۲ جلد ۲ میں ہے: اکابر حنفیہ میں امام ابوبکر احمد بن علی جصاص الرازی جنہوں نے ہمیشہ امام ابوحنیفہ کے قول کو دوسروں کے قول پر ترجیح دی نے احکام القرآن میں یزید کو لعین ہی لکھا۔

☆...... ۴:۔ خلاصۃ الفتاویٰ صفحہ ۳۹۰ جلد ۴ میں حنفیوں کے چوٹی کے امام طاہر بن احمد عبدالرشید بخاری لکھتے ہیں: میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صغاری سے سنا ہے وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے لاباس

باللعن علی یزید۔

☆...... ۵:۔ فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ عالمگیری صفحہ ۳۴۴ جلد ۳ میں عظیم حنفی محقق ابن بزاز کردری لکھتے ہیں: یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے اور امام قوام الدین صغاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بناپر جس کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔

☆...... ۶:۔ عظیم حنفی عالم بحرالعلوم فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صفحہ ۲۲۳ جلد ۲ میں لکھتے ہیں: یزید پلید کے ایمان میں بھی شک ہے جو طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے کی ہیں سب معروف ہیں۔

☆...... ۷:۔ مجدد الف ثانی حنفی کا مسلک مکتوب امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵ حصہ چہارم میں ہے: یزید پر لعنت کرنے سے (امام اعظم یا دوسرے بعض بزرگوں کے) توقف کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت بھی نہیں ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے۔

☆...... ۸:۔ حیوٰۃ الحیوان صفحہ ۲۲۵ جلد ۲: یزید پر لعنت کرنے کے بارے میں سلف صالحین امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل کے دو قسم کے قول ہیں ایک تصریح کے ساتھ یعنی اس کا نام لے کر لعنت کرنا دوسرا تلویح کے ساتھ یعنی بغیر نام لئے اشارۃً جیسے اللہ امام کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرے لیکن ہمارے نزدیک ایک ہی قول ہے یعنی تصریح نہ کہ تلویح۔

☆...... ۹:۔حنفیوں کے چوٹی کے امام علامہ علی قاری شرح شفا صفحہ ۵۵۶ جلد ۲ میں لکھتے ہیں: یزید اور ابن زیاد اور انہی کی مثل دوسرے لوگوں پر لعنت جائز ہے امام احمد بن حنبل تو یزید کے کفر کے قائل ہیں۔

☆...... ۱۰:۔حنفی مفسر سید محمود آلوسی تفسیر **روح المعانی** صفحہ ۶۶ میں لکھتے ہیں: میرے (حنفی امام کے) نزدیک یزید جیسے شخص معین پر لعنت کرنا جائز اور درست ہے اگرچہ اس جیسا کوئی فاسق بھی متصور نہیں ہوسکتا اور ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اس کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان کے احتمال سے بھی کمزور ہے یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی لاحق وشامل کیا جائے گا پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان سب پر اور ان کے اعوان وانصار پر اور ان کے گروہ پر اور جو بھی ان کی طرف مائل ہو قیامت تک اور اس وقت تک کہ کوئی بھی آنکھ ابوعبداللہ حسین رضی اللہ عنہ پر آنسو بہائے۔

☆...... ۱۱:۔فتاویٰ عبدالحی صفحہ ۸ جلد ۳ مطبوعہ لاہور میں علامہ عبدالحی لکھنوی دیوبندی لکھتے ہیں: (موجودہ یزیدی دیوبندی عبرت پکڑیں)

(ترجمہ ملخصاً) یہ سخن محض باطل ہے کہ اس نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ وہ اس سے راضی تھا اور نہ وہ آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے قتل کے بعد خوش ہوا

(حقیقت یہ ہے کہ)

☆...... ۱۲/۱۳:۔حنفیوں کے امام تفتازانی شرح **عقائد نسفی** صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ لاہور میں فرماتے ہیں: اور امام احمد قسطلانی شرح بخاری ارشاد الساری شرح بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد ۵ میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: بعض علماء (اہل سنت) نے یزید پر لعنت کا اطلاق کیا ہے اس لئے کہ جب اس نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا وہ کافر ہوگیا تھا اور جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ جس نے امام کو قتل کیا اور جس نے قتل کا حکم دیا اور جس نے اس کی اجازت دی اور جو ان (سادات) کے قتل پر راضی ہے اس پر لعنت کرنا جائز ہے اور حق بات یہی ہے کہ یزید کا امام کے قتل پر راضی ہونا اور اس پر خوش ہونا اور اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا تواتر معنوی کے ساتھ ثابت ہوچکا ہے۔ پس ہم نہیں توقف کرتے اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں اللہ کی لعنت ہو اس (یزید پلید) پر اور اس کے دوستوں اور مددگاروں پر۔

☆...... ۱۴:۔نبراس علی شرح عقائد صفحہ ۵۵۲ میں علامہ عبدالعزیز پرہاڑوی لکھتے ہیں:

ترجمہ: بعض علماء (اہل سنت) نے یزید پر لعنت کا اطلاق ثابت کیا ہے ان میں سے ایک محدث ابن جوزی ہیں جنہوں نے اس مسئلہ کے ثبوت (جواز لعنت بر یزید) میں ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام انہوں نے رکھا ہے "**الرد علی المتعصب .... المانع عن ذم الیزید**" اور جواز لعن بر یزید کے قائلین میں امام احمد بن حنبل قاضی ابویعلیٰ بھی ہیں۔

علامہ پرھاڑوی کے نزدیک یزید کو کافر کہنے والے اہل سنت کے امام اور برحق علمائے دین ہیں ان پر علامہ پرھاڑوی نے کوئی فتویٰ نہیں دیا۔

(ترجمہ بقیہ عبارت فتاویٰ عبدالحی صفحہ ۸ جلد ۳)

اور بعض (یزیدی ناصبی مُلاں) کہتے ہیں کہ قتلِ حسین گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے ایسا کہنے والے (یزیدی ملاؤں) کی فطانت پر افسوس۔ ان

کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کفر تو دوسری چیز ہے خود رسول کو ایذاء دینا کیا نتیجہ وثمرہ رکھتی
ہے فرمانِ ایزدی ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا **ترجمہ**: جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان پر دنیا
وآخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

(ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) یزیدی ناصبی ملاں کہتے ہیں کہ امام غزالی نے یزید
پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے انہیں (ملاؤں) کو معلوم ہونا چاہیے امام غزالی احیاء
العلوم صفحہ ۱۲۰ جلد ۳ میں فرماتے ہیں: اس زمانہ میں کسی شخص معین پر گو وہ کافر ہی
کیوں نہ ہو لعنت کرنا اچھا نہیں اس کے بعد وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی بالفرض شیطان پر
بھی لعنت نہ کرے اور سکوت اختیار کرے تو کچھ اندیشہ نہیں شیطان سے بڑھ کر کوئی
اور کیا ہوگا تعجب ہے کہ امام غزالی کے قول سے وہ لوگ استدلال کر رہے ہیں جن
کا شب وروز کا مشغلہ ہی مسلمانوں کو بات بات پر کافر ومشرک اور بدعتی بنانا ہے۔

امام غزالی تو فرما رہے ہیں کہ شخص معین پر گو وہ کافر ہی کیوں نہ ہو لعنت کرنا
اچھا نہیں اس لئے کہ شاید وہ توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور اسی طرح ابلیس پر بھی
لعنت نہ کرے بلکہ سکوت اختیار کرے حالانکہ ارشاد خداوندی ہے: فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
کافروں پر اللہ کی لعنت ہے وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ (لَعْنَتِي) إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ (الحجر ۱۵، ۳۵)
اے شیطان تجھ پر قیامت تک لعنت ہے یا میری لعنت ہے۔

امام غزالی کا سہارا لینے والے یزیدیوں کو چاہیے وہ کفار اور شیطان کو بھی
مستحق لعنت نہ سمجھیں اور ان پر بھی لعنت نہ کیا کریں اور لعنت والی آیات تلاوت نہ کیا
کریں۔ افسوس! ان یزیدی ناصبی ملاؤں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کسی کا مستحق لعنت ہونا

اور بات ہے اور اس پر لعنت نہ کرنا اور بات ہے۔ امام غزالی کا مقصد یہ ہے کہ از روئے
حدیث مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا خواہ کوئی مستحق لعنت ہو مگر مومن کی شان یہ ہے
کہ وہ اس پر لعنت نہیں کرتا اس کی دلیل یہ ہے کہ وصفِ عام کے ساتھ (امام غزالی)
ان کے نزدیک بھی کافر وفاسق پر بلکہ خوارج، روافض اور ظالم وزانی اور سود خور پر لعنت
کرنا جائز ہے اور یزید بلاشبہ فاسق اعتقادی وعملی اور ظالم تھا لہٰذا امام غزالی کے مقررہ
اصول کے مطابق بھی اس پر لعنت کرنا جائز ہوگیا۔

(ترجمہ بقیہ عبارت فتاویٰ عبدالحی صفحہ ۸ جلد ۳ مطبوعہ لاہور)

مخفی نہ رہے کہ یزید کا معاصی سے توبہ اور رجوع کا (امام غزالی) کی طرف سے محض
احتمال ہی احتمال ہے ورنہ اس بے سعادت نے اس امت میں جو کچھ کیا ہے وہ کسی نے
نہ کیا ہوگا امام حسین کے قتل کے بعد اہل بیت کی اہانت اور مدینہ منورہ کے
خراب کرنے اور اہل بیت کو قتل کرنے کے لئے لشکر بھیجنا اور اس واقعہ حرہ میں تین روز
تک مسجد نبوی بے اذان ونماز رہی۔ اس کے بعد اس لشکر نے حرم کعبہ پر چڑھائی کی
اور اس معرکہ میں عین حرم کے اندر عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے یزید پلید اس قسم کے
مشاغل میں مصروف تھا کہ مرگیا اور اس جہان کو پاک کرگیا۔ اس کے بیٹے معاویہ
(اصغر) نے برسرِ منبر اس کے برے حالات بیان کئے اور پوشیدہ حالات کو اللہ ہی
خوب جانتا ہے۔ بعض علمائے اہل سنت اس پر علی الاعلان کھلم کھلا لعنت کرنا جائز رکھتے
ہیں سلف اعلام امت سے امام احمد بن حنبل ان کی مثل اور بزرگوں نے اس پر لعنت کی
ہے۔ ابن جوزی نے جو حفظِ سنت وشریعت میں بہت ہی زیادہ سخت ہیں اپنی کتاب
میں یزید پر لعنت کرنا سلف سے نقل کیا ہے اور علامہ تفتازانی نے کمال جوش وخروش

سے یزید اور اس کے معاونین اور ساتھیوں پر لعنت کی ہے۔

یزیدی ملاؤں کا فریب

یزیدی ناصبی ملاں یہ کہتے ہیں کہ یزید تو دمشق میں تھا اور حسین کربلا میں شہید ہوئے یزید تو کربلا میں موجود بھی نہیں تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ یزید کے حکم اور رضا سے ہوا اس کی پوری پوری ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے قرآن کریم میں اس کی نظیر موجود ہے۔ دیکھئے فرعون نے اپنے ہاتھوں سے بنی اسرائیل کا کوئی بچہ ذبح نہیں کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تمام بچوں کا قاتل اور ذابح اسی کو قرار دیا کیونکہ تمام بچے اسی کے حکم سے ذبح کیے گئے تھے۔ چنانچہ فرمایا: یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ (بقرہ ۲،۴۹) یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ (القصص ۲۸،۴)

اے بنی اسرائیل جبکہ فرعون تمہارے بچوں کو ذبح کرتا تھا قرآن سے ثابت ہوا کہ جس کے حکم اور رضا سے قتل ہو اس حاکم کو حکماً قاتل ہی کہا جائے گا۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ یزید حضرت امام حسین عالی مقام کے قتل سے راضی نہ تھا اور نہ یہ قتل اس کے حکم اور رضا سے ہوا بلکہ بلاشبہ یہ سب کچھ یزید پلید کے حکم سے ہوا۔

☆...... ۱۵:۔ البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۲ جلد ۸ میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

ترجمہ: یزید نے حضرت امام حسین اور ان کے اصحاب کو ابن زیاد کے ذریعے قتل کرایا اصل قاتل یزید ہے۔

☆...... ۱۶:۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۵۰ جلد ۴ میں ہے: حضرت ابن عباس نے یزید کو لکھا بلاشبہ تو نے حسین اور عبدالمطلب کے جوانوں کو قتل کیا ہے جو ہدایت کے روشن چراغ اور چمکتے ہوئے ستارے تھے تیرے حکم سے تیرے لشکر کے سواروں نے

ایک ہی جگہ ان کو خاک وخون میں ملا دیا۔ میں ابھی باتوں کو نہیں بھولا اور نہ بھولوں گا کہ تو نے حسین کو حرم رسول مدینہ عالیہ سے حرم مکہ کی طرف نکالا اور ان کی طرف برابر سوار اور پیادے بھیجتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے امام کو عراق کی طرف نکلنے کے لئے بے قرار کر دیا۔ تم نے میرے باپ کی اولاد کو قتل کیا ہے اور تمہاری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے تم میرے عزیزوں کے قاتل ہو اور تو اس پر خوش اور مغرور نہ ہو کہ آج تو نے ہم پر غلبہ پالیا ہے ایک دن ہم بھی فتح یاب ہوں گے۔

☆...... ۱۷:۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۵۵ جلد ۴ میں ہے: **ترجمہ**: ابن زیاد یزیدی گورنر کوفہ نے کہا جہاں تک قتلِ حسین کا تعلق ہے تو وہ اس لئے تھا کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان کو قتل کروں ورنہ وہ مجھے قتل کردے گا تو میں نے ان کے قتل کو اختیار کیا۔

☆...... ۱۸:۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۴۵ جلد ۴ میں ہے: امام عالی مقام کی شہادت کے بعد اہل حرمین نے جب یزید کی بیعت توڑ دی تو یزید نے ابن زیاد کو اہل حرمین کا محاصرہ کرنے کا حکم بھیجا تو اس نے کہا: خدا کی قسم میں اس فاسق (یزید) کے لئے ابنِ رسول اللہ کا قتل جو پہلے کر چکا ہوں اور حرمین میں لڑائی دونوں (گناہوں) کو اپنے لئے جمع نہیں کروں گا۔ اس نے معذرت کر دی۔

☆...... ۱۹:۔ مشہور حنفی محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

تکمیل الایمان صفحہ ۹۸ میں ہے:۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یزید نے قتلِ حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کے قتل کے بعد ان کے اور ان کے عزیزوں کے قتل سے خوش و مسرور ہوا یہ بات مردود اور باطل ہے اس لئے

اس شقی کا اہل بیت نبوت رضی اللہ عنھم سے عداوت رکھنا اور ان کے قتل سے خوش ہونا اور ان کی اہانت کرنا معنوی طور پر درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے اور اس کا انکار تکلف ومکابرہ یعنی خواہ مخواہ کا جھگڑا ہے۔

جب یہ اچھی طرح سے ثابت ہو گیا کہ قتلِ امام یزید پلید کے حکم سے ہوا اور وہ اس پر راضی اور خوش تھا تو ثابت ہو گیا کہ وہی قاتل امام اور رسول کو اذیت دینے والا ہے۔امام غزالی احیاء العلوم صفحہ ۴۹۱ جلد ۴ میں ابن عباس کا خواب نقل کر کے لکھتے ہیں: حضور کو اس واقعہ سے سخت اذیت پہنچی ہے اور حضور کو اذیت پہنچانے والا لعنتی ہے امام غزالی کے نزدیک بھی یزید مستحق لعنت ٹھہرا۔

☆ ...... ۲۰:۔شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۷ میں مشہور حنفی عالم ملا علی قاری فرماتے ہیں: اور یہ جو بعض جاہلوں نے افواہ اڑا رکھی ہے کہ امام حسین باغی تھے تو یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک باطل ہے یہ خارجیوں کے ہذیانات (بکواس) ہیں جو صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔

☆ ...... ۲۱:۔الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۲۰ میں ہے: **ترجمہ** : امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے حضرت صالح نے اپنے باپ سے یزید سے دوستی رکھنے یا اس پر لعنت کرنے کے بارے میں پوچھا تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا: بیٹا! کوئی اللہ پر ایمان رکھنے والا ایسا بھی ہوگا جو یزید سے دوستی رکھے اور میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر اللہ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں لعنت کی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت کی ہے؟ تو فرمایا: اس آیت میں:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ (محمد: ۴۷، ۲۲)

ترجمہ : کہ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم ملک میں فساد برپا کرو گے اور قطع رحمی کرو گے ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر ان کو بہرا اندھا کر دیا پھر امام احمد نے فرمایا: بیٹا کیا اس قتلِ حسین سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہو سکتا ہے؟

☆ ...... ۲۲:۔ارشاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اہلِ مدینہ کو ڈرانے اور ہراساں کرنے والے پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ملاحظہ ہو صحیح ابن حبان سراج المنیر صفحہ ۲۸۸ وفاء الوفا صفحہ ۲۲ جلد ۱، جذب القلوب صفحہ ۳۳۔
یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ یزید پلید نے اہل مدینہ کو ڈرایا، ہراساں کیا، ظلم وستم ڈھائے، مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے، تین دن تک مسجد نبوی بے آذان و جماعت رکھی ثابت ہوا یزید ملعون لعین اور لعنتی ہے۔

☆ ...... ۲۳:۔مشہور حنفی عالم ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

ترجمہ : یزید سے ایسی حرکات سرزد ہوئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً شراب کو حلال کرنا اور حضرت امام حسین اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد یہ کہنا کہ میں نے ان سے بدلہ لیا ہے اپنے بزرگوں اور سرداروں کے قتل کا جو انہوں نے بدر میں کئے تھے یا ایسی ہی اور باتیں اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل نے یزید کی تکفیر کی ہے۔

☆ ...... ۲۴:۔الصواعق المحرقہ صفحہ ۲۱۸ میں امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

ترجمہ ملخصاً: سبط ابن الجوزی کا یزید کے کافر ہونے کے بارے میں مشہور قول ہے کیونکہ جب امام حسین کا سر اقدس یزید کے پاس آیا تو وہ خبیث امام کے سر کو لکڑی سے الٹ پلٹ کرتا تھا اور کہتا تھا اے کاش میرے بزرگ جو بدر میں مارے گئے آج

زندہ موجود ہوتے اور اس نے ان میں دو شعر اور زیادہ کیئے ہیں جو صریح کفر پر دلالت
کرتے ہیں اس کے دل میں جاہلیت کا بغض وکینہ اور جنگ بدر کا انتقامی جذبہ تھا۔

(ان حوالہ جات کے بعد یزید کے کفر میں شک مناسب نہیں)

☆...... ۲۵:۔ اسعاف الراغبین صفحہ ۲۱۰ میں علامہ شیخ محمد بن علی الصبان فرماتے ہیں:

ترجمہ: بیشک امام احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں اور ان کا علم اور تقویٰ اس بات کا مقتضی ہے کہ انہوں نے کفر کا فتویٰ اس وقت دیا ہوگا جب موجب کفر باتیں یزید سے ثابت ہوئی ہوں گی اور کفر کے فتویٰ پر علماء کی ایک جماعت نے ان کی موافقت کی ہے جیسے ابن جوزی وغیرہ۔ بہت سے علماء نے تو یزید کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے۔ امام احمد سے بھی یہی مروی ہے۔

ابن جوزی نے کہا ہے کہ امام قاضی **ابو یعلی** مستحقین لعنت کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے ان میں یزید کا نام بھی لعینوں میں لکھا ہے۔

☆...... ۲۶:۔ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں: یزید بدبخت کی بدبختی میں کس کو کلام ہے جو کام اس (یزید) بدبخت نے کیئے ہیں کوئی کافر فرنگی بھی نہ کرے گا۔ بعض علماء اہل سنت جو اس کے لعن میں توقف کرتے ہیں وہ اس سبب سے نہیں کہ وہ اس سے راضی ہیں بلکہ اس رعایت سے کہ رجوع وتوبہ کا احتمال ہوسکتا ہے۔ (یہ احتمال ہی ہے حقیقت میں کچھ نہیں)

☆...... ۲۷:۔ روح المعانی صفحہ ۶۶ پارہ ۲۶ میں ہے: **ترجمہ**: یزید خبیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے والا نہیں تھا بیشک اس کا مجموعی عمل جو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حرم پاک کے رہنے والوں کے ساتھ کیا اور

اولادِ رسول کے ساتھ ان کی زندگی اور شہادت کے بعد جو کچھ روا رکھا اور جو کچھ اس سے ذلت آمیز افعال صادر ہوئے ہیں یہ زیادہ دلالت کرنے والے ہیں اس کی عدم تصدیق پر اس شخص کے عمل سے کہ جس نے قرآن مجید کے اوراق کو نجاست میں پھینکا (ایسے کرنے والا کافر ہے) میرے نزدیک اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

☆...... ۲۸:۔ روح المعانی صفحہ ۷۲ پارہ ۲۶: **ترجمہ**: یزید علیہ اللعنة حضرت علی او آپ کے دونوں بیٹوں حسن اور حسین سے بغض رکھتا تھا جیسا کہ معنوی طور پر احادیث متواتر اس پر دلالت کرتی ہیں اب تیرے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ لعین منافق تھا۔

☆...... ۲۹:۔ تفسیر مظہری صفحہ ۲۱ جلد ۵، از قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی میں ہے: **ترجمہ ملخصاً**: یزید اور اس کے ساتھیوں نے کفر کیا آلِ پیغمبر کی عداوت میں کھڑے ہوگئے اور انہوں نے امام حسین کو شہید کیا اور یزید نے دین مصطفیٰ کا انکار کر کے کفر کیا یہاں تک کہ اس نے امام حسین کے قتل کے وقت کہا: کہاں ہیں میرے بزرگ کہ وہ میرا بدلہ لینا دیکھ لیں آلِ محمد و بنی ہاشم سے اور آخری شعر یہ پڑھے:

میں جندب کی اولاد میں سے نہیں ہوں گا اگر میں احمد کی اولاد سے بدلہ نہ لوں جو کچھ انہوں نے کیا۔ اس نے شراب کو حلال کیا۔

☆...... ۳۰:۔ مکتوبات قاضی ثناء اللہ صفحہ ۲۰۳ میں ہے: یزید کا کفر معتبر روایات سے ثابت ہے پس وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، اُیہ کا مقتضی ہے (کہ اس پر لعنت کی جائے)

☆...... ۳۱:۔ ارشادِ اعلیٰ حضرت، احکام شریعت صفحہ ۸۸ جلد ۲: ہمارے امام (یزید

کے بارے) سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر۔

☆...... ۳۲:۔ بہار شریعت صفحہ ۷ جلدا (ہم یزید کو) نہ کافر کہیں نہ مسلمان۔ مسلک امام احمد رضا اور مذہب امام اعظم میں یزید اگر کافر نہیں تو مسلمان بھی نہیں لہٰذا ثابت ہوا ایسا شخص منافق ہے۔ منافق کافر سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے۔

☆...... ۳۳:۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۴ جلدا۔ یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کریں گے۔ (بریلوی ہو کر یزید کو کافر کہنے سے روکتے ہو؟)

☆...... ۳۴:۔ امام احمد رضا الکوکبۃ الشھابیہ صفحہ ۶۰ میں لکھتے ہیں: اس طائفہ (وھابیہ دیوبندیہ) خصوصاً ان کے پیشوا (اسمٰعیل دہلوی) کا حال مثل یزید پلید علیہ ماعلیہ ہے۔ یاد رہے امام احمد رضا نے ستر وجوہ کفریہ سے اسماعیل دہلوی کا کافر ہونا ثابت کیا ہے مگر توبہ مشہور ہونے کے باعث کافر کہنے سے کف لسان فرمایا۔

لہٰذا بریلوی مکتبہ فکر میں یزید اگر کافر نہیں تو مسلمان بھی نہیں۔

(بہار شریعت صفحہ ۷ جلدا، احکام شریعت صفحہ ۸۸ حصہ ۲)

یزید کو مسلمان ثابت کرنے والے خوف خدا کریں۔ خدا یزیدیت سے بچائے اور حسینی بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الحمدللہ رب العالمین والعاقبة للمتقین. والصلاة والسلام علی سیدالمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

مقصد تالیف:۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر ابوالرضا نیر مجددی جمیع اہلِ اسلام کی خدمت میں گذارش پرداز ہے۔ فقیر نے تنظیم اہل سنت (دیوبندی) کے ترجمان رسالہ دعوت کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نمبر دیکھا جس میں صاف لکھا ہے:۔

"یزید کی بہت بڑی شان ثابت ہوتی ہے"

یاد رہے اس تنظیم کے موجودہ صدر مولوی عبدالستار تونسوی ہیں۔ محمود احمد عباسی کی کتاب "خلافت معاویہ ویزید" جس میں مولاعلی رضی اللہ عنہ کی برحق خلافت کا صریح انکار اور یزید کی مدح سرائی کی گئی ہے تائید اور تصدیق اسی تنظیم کے بانی احمد خان پٹانی نے کی جس کے موجودہ صدر مولوی تونسوی ہیں۔ بانی تنظیم نے کتاب کا ۵۰۰ نسخہ خرید کر مفت تقسیم کیا۔ کتاب پر سے پابندی ہٹوانے کا ہائی کورٹ میں سارا خرچہ بانی تنظیم نے کیا۔ "رشید ابن رشید" نامی دل آزار کتاب کے مصنف محمد دین بٹ کے خط کا جواب بھی دیوبندیوں نے مصنف کتاب کی تائید میں لکھا۔ تنظیم کے پہلے صدر نور الحسن بخاری کا جواب اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ تنظیمی دیوبندی ملاں یزیدی، ناصبی اور خارجی ہیں۔ "حیاتِ سیدنا یزید" نامی کتاب کا مصنف ابوالحسین محمد عظیم الدین صدیقی فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵ خالص دیوبندی ہے۔ اس بدبخت نے اس کتاب میں مولاعلی کی خلافت حقہ راشدہ کا سرے سے انکار کیا ہے کراچی کے ایک ناصبی شاعر کا یہ مصرعہ صفحہ ۳ پر درج کیا ہے:۔

زینب کو تھی پسند رفاقت یزید کی (العیاذباللہ)

دیوبندیوں کی مجلس عثمان غنی کے کتابچے از قلم ڈاکٹر احمد حسین کمال ناصبی ایڈیٹر رسالہ ترجمان جمعیۃ علمائے اسلام ان کے ناصبی ہونے کا بین ثبوت ہیں ان رسالوں اور کتابوں میں حدیث قسطنطنیہ کی آڑ میں یزید کو بہشتی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اس رسالہ میں اصل حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا ہے اور یزید کا اصل مقام بتایا گیا ہے۔

نیر مجددی

مغفور لھم:۔ان ناصبی مولویوں کو یزید کے بہشتی ہونے کا وہم صحیح بخاری کے ان الفاظ سے ہوا ہے۔

اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم

میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہوگا اس کی مغفرت کر دی گئی ہے۔

محمود بن ربیع کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس کا ذکر کچھ لوگوں کے سامنے کیا جس میں آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت ابوایوب انصاری بھی تھے۔ یہ اس غزوہ کا واقعہ ہے جس میں حضرت ابوایوب انصاری کی وفات ہوئی اور یزید بن معاویہ روم میں اس وقت فوج کا امیر تھا۔

شبہ کا ازالہ

پہلا جواب:۔ یزید قسطنطنیہ کی پہلی مہم میں قطعاً شریک نہ تھا:۔

بخاری شریف کی حدیث میں **اول جیش من امتی** (میری امت کا پہلا لشکر) کے الفاظ آئے ہیں اور یزید پلید کے زیر کمان جو لشکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا تھا وہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والا پہلا لشکر قطعاً نہ تھا۔ بلکہ اس سے بہت پہلے اسلامی لشکر قسطنطنیہ پر جا کر جہاد کر چکے تھے ۴۹ ھ سے پہلے قسطنطنیہ کی کسی مہم میں یزید کی شرکت ثابت نہیں اور کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۹ ھ سے بہت پہلے غازیان اسلام عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے زیر کمان قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔

چنانچہ **سنن ابو داؤد** مترجم وحیدی غیر مقلد صفحہ ۲۹۳ جلد ۲ میں ہے: اسلم ابی عمران سے روایت ہے کہ ہم نے جہاد کیا مدینے سے قسطنطنیہ کا قصد رکھتے تھے۔

(جو دارالسلطنت روم تھا اور اب تک دارالخلافت ہے سلطان روم کا اس کو استنبول اور

اسلامبول بھی کہتے ہیں) اور جماعت اسلام کے سردار عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے۔ بلفظہ۔

سنن ابو داؤد باب فی قتل الاسیر بالنبل مترجم وحیدی صفحہ ۳۵۸ جلد ۲ میں ہے:۔

ابن تغلی نے کہا ہم نے جہاد کیا عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ۔ ان واقعات میں ابوایوب انصاری کی معیت بھی ثابت ہے اور ان کی وفات بھی اسی واقعہ میں مذکور ہے۔ عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو بعض محدثین نے صغار صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے **الاصابہ فی تمیز الصحابہ** میں لکھا ہے، حافظ بن عساکر نے بہت سی سندوں سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد حکومت میں عبدالرحمٰن بن خالد کو رومیوں سے جو جنگیں لڑی جاتی تھیں ان میں امیر بنایا جاتا تھا۔

امام ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ۴۴ھ اور ۴۵ھ کے واقعات کے ضمن میں اور حافظ ابن کثیر نے **البدایہ و النھایہ** میں ۴۴ھ اور ۴۶ھ کے واقعات کے ذیل میں بلاد روم میں ان کی زیر کمان رومیوں سے مسلمانوں کے سرمائی جہاد کا ذکر کیا ہے۔ افسوس کہ ۴۶ھ میں ان کو حمص میں زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

نتیجہ:۔صاف ظاہر ہے کہ یزید تو ۴۹ھ یا اس کے بھی کئی سال بعد ۵۲ھ یا ۵۵ھ میں قسطنطنیہ کی مہم پر روانہ ہوا تھا۔ (خلافت معاویہ و یزید)

اور عبدالرحمٰن بن خالد اس سے برسوں پہلے قسطنطنیہ کی شہر پناہ پر جنگ کر چکے تھے اور ان ہی کا لشکر **اول جیش من امتی** کا مصداق ہے اور وہی لشکر **مغفور لھم** ہے۔

یزید بن معاویہ قطعاً اس کا مصداق نہیں ہے۔ سب سے پہلے یہ شوشہ (کہ یزید مغفور لھم میں شامل ہے) شارح بخاری مہلب (المتوفی ۴۳۳ھ) قاضیٔ اندلس نے آخری اموی تاجدار ہشام بن محمد المعتمد علی اللہ کو خوش کرنے کے لیے چھوڑا۔ موصوف کی یہ ساری کارگزاری جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری صفحہ ۱۰۵ جلد ۵ میں تصریح کی ہے۔ بنی امیہ کی حمیت میں تھی۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۴۳۰، از عبدالرشید نعمانی)

دوسرا جواب:۔ مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں قسطنطنیہ کے الفاظ نہیں بلکہ مدینہ قیصر کے الفاظ ہیں۔ اس سے مراد وہ شہر ہے جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں قیصر روم کا دار السلطنت تھا اور جس وقت آپ کی زبان حق ترجمان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے اس صورت میں مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ نہیں بلکہ حمص ہے۔

چنانچہ شرح فارسی صحیح بخاری از شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی مطبوعہ برحاشیہ تیسیر القاری صفحہ ۶۶۹ جلد ۴ مطبع علوی لکھنو ۱۳۰۲ھ میں ہے:

ترجمہ:۔ اور بعض علماء کی تجویز یہ ہے کہ شہر قیصر سے مراد وہی شہر ہے کہ جہاں قیصر اس روز تھا کہ جس روز آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی اور یہ شہر حمص تھا جو اس وقت قیصر کا دار السلطنت تھا۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۲۷۹، از عبدالرشید نعمانی)

اب پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ اس وقت قیصر کا دار الملک حمص نہیں بلکہ قسطنطنیہ ہی تھا اور اس عہد میں جب بھی مدینہ قیصر کے الفاظ استعمال ہوتے تھے اس سے مراد شہر

قسطنطنیہ ہی لیا جاتا تھا پھر اس دعوی کو ثابت کرنے کے لیے لغت، عرف، اشعار عرب اور آثار واحادیث سے سند لانا ضروری ہے محض دعویٰ سے کام نہیں چلتا۔

تیسرا جواب:۔ یزید غزوہ قسطنطنیہ میں بخوشی خاطر شریک ہی نہیں ہوا۔

جہاد کے لیے صحیح نیت ضروری ہے یعنی جو جہاد بھی کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور علائے کلمۃ اللہ کے لیے ہو اور اپنے ذوق وشوق سے ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کے دباؤ میں آکر ناخوش دلی سے جنگ میں شریک ہو جائے اور امارت کے خیال سے روانہ ہو جائے۔ یزید کے ساتھ یہی صورت ہوئی کہ وہ اس جہاد میں شریک ہونے کے لیے بالکل تیار نہ تھا اور جہاں تک بن سکا اس نے ٹال مٹول کی کوشش کی بلکہ مجاہدین کرام محاذ پر تھے اور وہاں مختلف قسم کی مشقتیں برداشت کر رہے تھے۔ وبا اور قحط میں مبتلا تھے تو یہ بڑے ٹھاٹھ سے اپنے عشرت کدہ میں بیٹھا ہوا اپنی بیوی کے ساتھ دادِ عیش دے رہا تھا اور مجاہدین کا مذاق اڑا رہا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی حرکت کی خبر ہوئی تو آپ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر بجبر اس کو محاذ پر روانہ کیا اس سارے واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون صفحہ ۲۰ جلد ۳، اور تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۸۱، اور ۱۸۲ میں موجود ہے۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۴۶۶)

جبر واکراہ کے ساتھ جانے والے کو لشکر مغفور لھم میں شامل کرنا یزیدی ناصبی گروہ کی دیدہ دلیری اور ابلہ فریبی ہے وہ قطعاً مغفور لھم میں شامل نہیں۔

چوتھا جواب:۔ بشارتِ مغفرت مشروط ہے۔

اول تو یزید کی زیر کمان لشکر اول لشکر نہیں۔

دوم شہر قسطنطنیہ نہیں حمص ہے۔ سوم وہ رضائے الٰہی کے لیے نہیں گیا اگر ساری باتیں

بالفرض تسلیم کر لی جائیں تب بھی یہ بشارت مغفرت اس شرط کے ساتھ مخصوص ہوگی کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوئے ہوں کہ جن سے مغفرت کی بجائے الٹا لعنت خداوندی میں گرفتار ہو جائے کیوں کہ شریعت میں اعتبار خاتمہ کا ہے۔

حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر دوزخ کو حرام کر دیا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے کلمہ لا الہ الا اللہ ..... الخ کہا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ حدیث اسی صورت پر محمول ہے کہ صدق دل سے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کے تقاضے بھی پورے کرے۔ یہ نہیں بس ایک مرتبہ اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو سو خون معاف ہو جائیں۔ اب جو چاہے کرتا پھرے۔

تعجب ہے ناصبی مولویوں نے یزید کی منقبت میں اس حدیث (کلمہ والی) کو کیوں نہیں پیش کیا۔ حالانکہ ان کی پیش کردہ حدیث میں تو صرف **مغفور لھم** کے الفاظ ہیں اور کلمہ والی حدیث میں صراحۃً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ پس جو تاویل و تشریح حدیث کلمہ والی کی ہوگی وہی تشریح حدیث **مغفور لھم** کی ہونی چاہیے۔

مغفرت کی بشارت

بہت سے اعمال خیر پر حضور علیہ السلام نے مغفرت کی بشارت دی ہے اور اس کا مطلب آج تک کسی عالم کے ذہن میں یہ نہیں آیا کہ بس اس عمل خیر کے بعد جنتی ہونا لازمی ہے اور اب ظلم کی کھلی چھٹی ہے جو چاہے کرے جنت اس کے لیے واجب ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی کہنا اور بات ہے اور کسی عمل خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا الگ چیز ہے۔ حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا

حسنین رضی اللہ عنہم کا نام لے کر حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ان کو جنتی فرمایا ہے لیکن یزید کا نام لے کر اس کو جنتی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی۔ اس غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہوا تو اس کے بیشتر اعمال ایسے تھے جو لعنت ہی کے موجب تھے۔

البتہ خود یزید اور اس کی پارٹی نے اپنی خوش فہمی سے حدیث کا یہی مطلب سمجھا تھا کہ جب کلمہ طیبہ پڑھ لیا گیا تو پھر گناہوں کی کھلی چھٹی ہے اور یہ گمراہ فرقہ مرجیہ کا مذہب ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

حافظ ابن کثیر البدایہ و النہایہ صفحہ ۵۹ جلد ۸ میں لکھتے ہیں:۔

اس حدیث نے یزید ابن معاویہ کو ارجاء کی طرف ڈال دیا اور اس کے باعث اس نے ایسے کام کر ڈالے جس کی بنا پر اس پر نکیر کی گئی۔ جو تاویل کلمہ والی اور شرک نہ کرنے والی حدیث کی ہوگی وہی حدیث قسطنطنیہ کی ہوگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شرح تراجم ابواب البخاری مطبوعہ کراچی صفحہ ۳۱، ۳۲ میں لکھتے ہیں:۔

حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے اس حدیث میں **مغفور لھم** فرمانے سے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے کیوں کہ وہ بھی اس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک بلکہ اس کا افسر و سربراہ تھا جیسا کہ تاریخ شہادت دیتی ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے جو اس نے گناہ کئے تھے وہ بخش دیئے گئے کیوں کہ جہاد کفارات میں سے ہے اور کفارات

کام یہ ہے کہ وہ سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کردیتے ہیں۔ بعد میں ہونے والے گناہوں کے اثر کو نہیں۔ ہاں اگر اسی کے ساتھ یہ بھی فرمادیا ہوتا کہ قیامت تک کے لیے اس کی بخشش کردی گئی ہے تو بے شک یہ حدیث اس کی نجات پر دلالت کرتی اور جب یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں بلکہ اس صورت میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا ہے یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا، مدینہ منورہ کو تاراج و برباد کرنا، شراب نوشی پر اصرار کرنا۔

وہ احادیث جو ان لوگوں کے بارے میں آئی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی عترت طاہرہ کی ناقدری کرتے اور حرم کی حرمت کو پامال کرتے اور سنت نبوی کو بدل ڈالتے ہیں۔ وہ سب احادیث بالفرض اس حدیث میں اگر مغفرت عام بھی مراد لی جائے جب بھی اس کے عموم کی تخصیص کے لیے باقی رہیں گی۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۱۲۷)

غزوہ قسطنطنیہ کے ۱۲، ۱۴ سال بعد کے عرصہ تک اس نے جو جو برائیاں کیں اور جن جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے ان میں اس کی شراب نوشی، شہدائے کربلا کا بے دردانہ قتل، مدینہ منورہ کی تاراجی اور بربادی اور وہاں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم کعبہ پر اس کی فوجوں کی چڑھائی وغیرہ ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوگی؟

احادیث مبارکہ در ذم یزید پلید

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یزید کی مذمت میں جس حدیث کی طرف اشارہ

کیا ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الی الجامع الصغیر از امام نبھانی صفحہ ۱۵۵ جلد ۲ طبع مصر میں ہے:۔

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا چھ اشخاص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ہے اور حق تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے۔

۱۔ کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا۔

۲۔ تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنے والا۔

۳۔ جبر وزور سے تسلط حاصل کرکے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اسے اعزاز بخشنے والا اور جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرنے والا۔

۴۔ حرم الٰہی کی حرمت کو پامال کرنے والا۔

۵۔ میری عزت کی جو حرمت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اس کو حلال کردینے والا۔

۶۔ میری سنت کا تارک۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ نیز حاکم نے اس کو حضرت ابن عمر کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔ اسی حدیث کو مشکوٰۃ شریف میں بھی باب الایمان بالقدر کی فصل ثانی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کرکے لکھا ہے کہ اس حدیث کو بیہقی نے المدخل میں اور رزین نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

یہ تو نہیں معلوم کہ یزید پلید تقدیر کا بھی منکر تھا یا نہیں مگر باقی چاروں عیب اس میں موجود تھے۔

ا۔ وہ دھونس دباؤ اور جبر و زور سے امت مسلمہ پر مسلط تھا۔ اہل بیت نبوی، صحابہ کرام جو اللہ و رسول کے نزدیک معزز ترین خلائق ہیں ان کی توہین و تذلیل کرنے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

مفسدین اور شریر لوگ جنہوں نے حرمین طیبین پر چڑھائی کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا۔ ابن زیاد بدنہاد، عمرو بن سعد شمر ذی الجوشن، مسلم بن عقبہ، حصین بن نمیر وغیرہ ایسے خبیث اور ظالم افراد اس کے نزدیک معزز و محترم تھے۔

۲۔ اس نے حرمِ الٰہی کی حرمت کا کوئی پاس و لحاظ نہیں رکھا۔

۳۔ عترت پیغمبر علیہ السلام کی عزت کو خاک میں ملایا اور

۴۔ تارکِ سنت تو تھا ہی۔

بہر حال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا تو بقول شاہ ولی اللہ زیادہ سے زیادہ یہی ماننا پڑے گا کہ اس کے پہلے والے گناہ معاف کر دیئے گئے بعد والے گناہ (شراب نوشی، شہدائے کربلا کا قتل، مدینہ منورہ اور حرم کعبہ کی بے حرمتی) ان سب کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوگی۔؟

جمہرۃ انساب العرب صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ دار المعارف مصر میں امام ابن حزم ظاہری کے الفاظ کا ترجمہ پیش ہے:۔

یزید اسلام میں برے کرتوتوں کا کرنے والا ہے اس نے اپنے دور اقتدا میں حرہ کے دن اہل مدینہ کا قتل عام کیا ان کے بہترین افراد اور صحابہ کرام کو قتل کیا اور اپنی حکومت کے اوائل میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کو قتل

کیا اور مسجد حرام میں حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا، کعبہ شریف اور اسلام کی بے حرمتی کی، پھر حق تعالیٰ ان ہی ایام میں اسے موت دی۔

وہی امام ابن حزم اپنی دوسری تصنیف اسماء الخلفاء والولاۃ وذکر مددھم صفحہ ۳۵۷، ۳۵۸ طبع مصر ملحقہ بجوامع السیرۃ لابن حزم میں لکھتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ حضرت حسین اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہما نے یزید کی بیعت سے انکار کیا۔ حضرت امام حسین کو کوفہ داخل ہونے سے پہلے شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت بڑی مصیبت اور اسلام میں رخنہ اندازی ہے کیوں کہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے مسلمانوں پر علانیہ ظلم توڑا گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر نے مکہ مکرمہ جا کر جوارِ الٰہی میں پناہ لی اور وہیں مقیم ہو گئے تا آنکہ یزید نے مدینہ حرم نبوی اور مکہ حرمِ خدا میں اپنی فوجیں لڑنے کے لیے بھیجیں چنانچہ حرہ کی جنگ میں مہاجرین اور انصار جو باقی رہ گئے تھے ان کا قتل عام کیا۔ یہ حادثہ ناجلہ بھی اسلام کے بڑے مصائب اور اس میں رخنہ اندازی میں شمار ہوتا ہے کیوں کہ فاضل مسلمین، بقیہ صحابہ اور اکابر تابعین میں بہترین مسلمان اس جنگ میں کھلے دھاڑے ظلماً قتل کر دیئے گئے اور گرفتار کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔ یزیدی لشکر کے گھوڑے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جولانی دکھاتے رہے اور ریاض الجنۃ میں آنحضرت ﷺ کی مزار اور آپ کے منبر مبارک کے درمیان لید اور پیشاب کرتے رہے۔ ان دنوں مسجد نبوی میں کسی ایک نماز کی بھی جماعت نہ ہو سکی اور نہ سعید بن المسیب کے بغیر کوئی وہاں موجود تھا انہوں نے مسجد نبوی کو بالکل نہ چھوڑا اور مسلم بن عقبہ نے اسلام کی بڑی بے عزتی کی۔ مدینہ منورہ میں تین دن برابر لوٹ مار کا سلسلہ جاری رہا۔ حضور علیہ السلام کے صحابہ کو ذلیل کیا گیا۔

ان پر دست درازی کی گئی، ان کے گھروں کو لوٹا گیا (مدینہ منورہ کو تباہ کرنے کے بعد) یہ فوج مکہ مکرمہ کی طرف چل دی۔ وہاں جا کر مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا گیا اور خانہ خدا کعبۃ اللہ پر منجیق سے سنگ باری کی گئی۔

اب جو معاصی اور جرائم اس غزوہ قسطنطنیہ میں شریک ہونے کے بعد اس سے سرزد ہوئے ہیں ان کی مغفرت کا اس بشارت سے کوئی تعلق نہیں وہ اس کے ذمہ باقی ہیں اور اگر کسی کج فہم کو اب بھی اس پر اصرار ہو کہ حدیث میں مذکورہ مغفرت کا تعلق اس کے تمام اگلے پچھلے گناہوں سے ہے۔

اور اس غزوہ میں شرکت کرنے والے ہر ہر فرد کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں اور مذکورہ مغفرت سے ہر فرد کی مغفرت عام مراد ہے تو یہ محض غلط ہے اور اس مغفرت کے عموم کی تخصیص کے لئے وہ حدیث کافی ہے جس کا ترجمہ بحوالہ مشکوۃ و دیگر کتب احادیث ابھی آپ کی نظر سے گذرا اور اس کی روشنی میں یزید کے سیاہ کارناموں کی تفصیل بھی ابن حزم کی تحریر سے آپ پڑھ چکے ہیں اب ایسے نابکار کے جنتی ہونے پر اصرار کرنا کس قدر شدید غلطی ہے ناصبیوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ممدوح یزید کو خلیفہ راشد مانیں اس کے جنتی ہونے کا اعتقاد رکھیں۔ جیسا کہ بعض جاہل ناصبیوں کا عقیدہ ہے کہ یزید صحابی تھا یا نبی تھا (معاذ اللہ) ملاحظہ ہو منہاج السنہ صفحہ ۱۷۹ جلد چہارم از ابن تیمیہ لیکن اہل حق میں سے کوئی شخص بحالت صحت و ہوش و حواس یزید کے ان سیاہ کارناموں کے باوجود اس کے جنتی ہونے کی کیسے شہادت دے سکتا ہے۔

صحیح بخاری میں یزید کی مذمت میں احادیث

پہلی حدیث:۔

صحیح بخاری باب حفظ العلم، میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے دو نوع کا علم حفظ کیا ہے ان میں سے ایک کی نشر و اشاعت کر دی ہے اور جو دوسرا علم ہے اگر اس کی اشاعت کروں تو یہ حلقوم کاٹ ڈالا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شرح تراجم ابواب البخاری میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ترجمہ:۔ اقوال علماء میں سے صحیح قول کے مطابق اس سے مراد فتن اور واقعات کا علم ہے۔ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے جیسے حضرت عثمان اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت وغیرہ کے واقعات ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات کے افشا کرنے اور ان فتنہ بازوں کے (یزید، مروان وغیرہما) کے ناموں کے بتانے سے اس لیے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے لونڈے (مروان، یزید) اور ان کی نوخیز نسل اس سے برہم ہو کر ان کو قتل نہ کر ڈالے۔

وہابیہ کے پیشوا ابن تیمیہ منہاج السنہ صفحہ ۱۷۸ جلد ۴ میں اسی حدیث کے بارے لکھتے ہیں:۔

اس میں صرف آئندہ ہونے والے واقعات کی خبریں تھیں مثلاً ان فتنوں کا بیان تھا جو آگے چل کر مسلمانوں میں برپا ہوئے جیسے جنگ جمل وصفین کا فتنہ، حضرت ابن زبیر کے قتل کا فتنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان اور اسی قسم کے واقعات۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا دورِ یزید سے پناہ مانگنا

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۱۹۳ جلد ۱ میں فرماتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ اور علماء نے علم کے اس ظرف کو جس کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اشاعت نہ کی ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں امرأ سوء (بدکردار حاکموں) کے ناموں کی تفصیل، ان کے حالات اور زمانے کا بیان تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان نالائق حکمرانوں میں سے بعض کا ذکر اشارہ کنایہ میں کر دیا کرتے تھے۔ مگر صراحۃً ان کا نام نہیں لیتے تھے کہ کہیں وہ ان کو جان سے نہ مار ڈالیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ۶۰ ھ کے شروع ہونے اور لونڈوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں۔

یہ یزید پلید کی بادشاہی کی طرف اشارہ تھا کہ وہ ۶۰ ھ میں قائم ہوئی۔

دوسری حدیث

امام بخاری نے بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں:۔

باب قول النبی ﷺ ہلاک امتی علی یدی اغیلمة من قریش۔

ارشاد پیغمبر کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

پھر اس باب میں یہ حدیث نقل کی ہے۔

ترجمہ:۔ عمرو بن یحییٰ سعید بن عمرو بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے میرے دادا جان نے بتلایا کہ میں مدینہ منورہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت مروان بھی ہمارے ساتھ تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں

نے صادق مصدوق ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔ اس پر مروان کی زبان سے نکلا خدا کی ان پر لعنت ہو۔ لونڈے ہوں گے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اگر میں بتانا چاہوں کہ فلاں فلاں کے لڑکے ہوں گے تو بتا بھی سکتا ہوں۔ (عمرو کا بیان ہے) پھر میں اپنے دادا جان کے ساتھ جب بنی مروان کی حکومت شام پر قائم ہوئی تو ان کے یہاں جایا کرتا تھا اور دادا جان جب ان نوخیز لونڈوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے کہ غالباً یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا ہم یہ سن کر کہتے آپ کو خوب معلوم ہے۔

میری امت کی تباہی قریش کے چند لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۸ جلد ۱۳ میں تصریح کی ہے کہ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مسند امام احمد اور سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے:۔ **ان فساد امتی علی یدی غلمة سفهاء من قریش**

میری امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی۔

لونڈوں کی حکومت کی کیفیت

اس ہلاکت اور فساد کی تشریح جس کا ذکر صحیح بخاری کی ان حدیثوں میں آپ کی نظر سے گزرا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت میں جس کو علی ابن الجعد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا لونڈوں کی امارت کے کیا معنی؟ فرمایا یہ کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہلاک ہوئے (کہ دین

برباد ہوا) اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو وہ تمہیں ہلاک کر کے چھوڑیں گے (یعنی تمہیں جان سے مارڈالیں گے) یا تمہارا مال لوٹ لیں گے یا تمہاری جان و مال دونوں تباہ کر کے رکھ دیں گے۔

اب اس حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے حافظ شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال صفحہ ۴۴۹ جلد ا میں شمر بن ذی الجوشن کا جو تذکرہ لکھا ہے وہ پڑھیئے۔

ترجمہ:۔ ابوبکر بن عیاش، ابواسحاق سے راوی ہیں کہ شمر ہمارے ساتھ نماز پڑھتا اور پھر یوں دعا کرتا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اس لئے مجھے بخش دے اس پر میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیوں بخشنے لگا تو نے تو ابنِ رسول اللہ ﷺ کے قتل میں اعانت کی ہے کہنے لگا تجھ پر افسوس پھر ہم کیا کریں۔ (ہمارا کیا بس تھا) ہمارے ان حاکموں نے ہمیں ایک حکم دیا تھا ہم نے اس کی مخالفت نہ کی اور اگر ہم ان کی مخالفت کرتے تو ان بدنصیب گدھوں سے بھی بدترین بن جاتے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ عذر بد ہے، اطاعت تو صرف نیک کاموں میں ہوا کرتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا دورِ یزید سے بچا

فتح الباری صفحہ ۸ جلد ۱۳ میں ہے:۔

ترجمہ:۔ ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں جاتے جاتے یوں دعا کرنے لگتے: اے اللہ مجھے ۶۰ ھ کا زمانہ نہ آنے پائے اور نہ لونڈوں کی حکومت کا۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

ترجمہ:۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لونڈوں میں سب سے پہلا لونڈا یزید ۶۰ ھ میں برسر اقتدار آیا جو بالکل واقع کے مطابق ہے۔ کیوں کہ یزید بن معاویہ اسی ۶۰ ھ میں بادشاہ بنا اور ۶۴ ھ تک زندہ رہ کر مر گیا۔ نیز اس حدیث میں جو یہ الفاظ وارد ہیں کہ ”لو ان الناس اعتزلوهم“ کاش لوگ ان لونڈوں سے کنارہ کشی کریں اس میں حرف لو کا جواب کان اولی بھم (تو یہ ان کے حق میں اولیٰ ہے) محذوف ہے اور مراد ”اعتزال“ یعنی کنارہ کش رہنے سے یہ ہے کہ نہ ان کے پاس آمد و رفت رکھیں اور نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوں بلکہ اپنے دین کو سلامت لے کر ان کے پاس سے راہِ فرار اختیار کریں۔

(ملخصاً ترجمہ عبارت فتح الباری صفحہ ۸ جلد ۱۳)

صحابہ و تابعین کا اس ہدایت پر عمل

اب ساری اسلامی تاریخ کا ایک ایک ورق پڑھ جائیے یزید کے عہد نحوست مہد میں میدانِ کربلا ہو یا جنگ حرہ، حرم الٰہی کا محاصرہ ہو یا حرم نبوی پر چڑھائی ان میں سے کسی ایک مہم میں بھی یزید کی حمایت میں کوئی صحابی تو درکنار کسی قابل ذکر نیک نام تابعی کا نام بھی آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جو کہ یزید کی طرف سے لڑنے آیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن حجر حدیث کے اس جملہ کی کہ ہمارے دادا جان جب شام کے حکمرانوں کو دیکھتے کہ وہ نوخیز لونڈے ہیں کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ان میں پہلا شخص یزید ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ۶۰ ھ کے آغاز

اور لونڈوں کی حکومت کا ذکر کرنا اس بات کو ظاہر کر رہا ہے۔

(فتح الباری صفحہ ۸ جلد ۱۳)

مروان سے خدا نے ان لونڈوں پر لعنت کرائی

فتح الباری صفحہ ۹ جلد ۳ میں ہے: تعجب ہوتا ہے کہ مروان نے ان مذکورہ لونڈوں پر لعنت کی حالانکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کی اولاد و خاندان ہی سے ہوئے ہیں۔ پس گویا حق تعالیٰ جل شانہ نے یہ بات اس کی زبان سے کہلوا دی تا کہ ان لونڈوں پر سخت حجت قائم ہو جائے اور شاید اس بات سے وہ کچھ نصیحت پکڑیں اور وہاں مروان کے باپ حکم اور اس کی اولاد پر حدیثوں میں لعنت وارد ہوئی ہے ان حدیثوں کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے ان میں سے بعض روایات جید بھی ہیں اور غالباً لعنت ان ہی لونڈوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کا ذکر حدیث بخاری میں آیا ہے۔

چوتھی حدیث:۔ صحیح بخاری کتاب العلم میں ہے:

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ (صحابی) نے عمرو بن سعید (یزید کے دورِ حکومت میں گورنر مدینہ) کو جب کہ وہ (یزید کے حکم سے) مکہ مکرمہ پر (ابن زبیر سے زبردستی بیعت لینے کے لیے اور لڑنے کے لیے) فوج کے دستے بھیج رہا تھا فرمایا:۔

اے امیر اجازت دیجئے تا کہ میں آپ کے سامنے وہ حدیث بیان کروں جس کو حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دوسرے دن کھڑے ہو کر بیان فرمایا تھا اور جس کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا اور جس وقت آپ اس کو بیان فرما رہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے حق تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا ہے لوگوں نے اس کو حرم نہیں بنایا لہٰذا جو

شخص بھی اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ مکہ مکرمہ میں کسی کا خون بہائے اور نہ مکہ مکرمہ میں کوئی درخت کاٹا جائے پھر اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے وہاں قتل کرنے کی وجہ سے اس امر کی رخصت چاہے تو اس کو بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تو اس کی اجازت دی تھی مگر تم کو اس کی اجازت نہیں دی اور (حضور ﷺ نے فرمایا) مجھے بھی گھڑی بھر دن کی اجازت تھی پھر آج اس کی حرمت اسی طرح عود کر آئی جس طرح کہ کل اس کی حرمت تھی اور جو شخص یہاں حاضر ہے اس کو چاہیے کہ غائب تک یہ بات پہنچا دے۔ اس پر ابوشریح سے دریافت کیا گیا کہ عمرو (یزیدی گورنر) نے کیا جواب دیا؟ فرمایا: اس (یزیدی گورنر) نے کہا اے ابوشریح میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ (ختم ہوا ترجمہ حدیث بخاری)

امام ابن حزم کی تصنیف المحلی کی کتاب الجنایات کے حوالہ سے علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۱۴۲ جلد ۲ میں لکھتے ہیں:۔

اُس (عمرو یزیدی گورنر) یطم الشیطان، فاسق پولیس مین کی بھی یہ وقعت ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے صحابی سے بھی زیادہ عالم بننے کا دعویٰ کرے۔ (۔۔۔ ابن زبیر منکرِ بیعت یزید عاصی نہیں بلکہ) یہی فاسق اللہ و رسول کا عاصی تھا اور وہ شخص عاصی ہے جس نے اس سے دوستی کی یا اس کے حکم پر چلا۔ دنیا و آخرت میں ذلت اٹھانے والا یہی (یزیدی گورنر) تھا اور وہ (یزید) تھا جس نے اس کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔

شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں رقم طراز ہیں

اور یہ (یزیدی گورنر عمرو بن سعید) کا خالی خولی دعویٰ ہے جو مردود ہے

کیوں کہ عبداللہ بن زبیر ایک عابد صحابی تھے صفات حمیدہ کے جامع، انہوں نے کوئی کام ایسا نہ کیا تھا جس کی بناء پر بیرون حرم وہ قتل کے مستحق ٹھہرتے اور نہ کسی کے خلاف انہوں نے خروج کیا تھا نہ لوگوں کو (ابھی تک) اپنی بیعت کی دعوت دی تھی۔ حالانکہ ساکنانِ مکہ ومدینہ یزید سے خوش نہ تھے اور یزید کی بیعت پر بجز اہل شام کے کسی نے جلد بازی سے کام نہ لیا تھا اور اہل شام نے اس لیے بیعت کر لی کہ اس کے باپ معاویہ نے (اجتہادی غلطی کی بناء پر) اس کو اپنا ولی عہد بنا دیا تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور دوسرے حضرات نے اس نااہل کی بیعت کرنے سے اس لیے سختی سے انکار کر دیا کہ یہ معاصی میں حد سے بڑھ گیا تھا اور کبائر کا مرتکب تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے یزید کے شر سے بچنے کے لیے حرم محترم کے گوشہ میں پناہ لے رکھی تھی لہٰذا اس نے مکہ مکرمہ میں ان سے جنگ کرنے کے لیے فوجوں کو روانہ کیا۔ کتب احادیث میں ابن زبیر کے کافی فضائل ومناقب درج ہیں۔

نووی میں ہے:۔

۱۔ حضور ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ ۲۔ ان کے لیے دعائے برکت فرمائی۔

۳۔ پہلی چیز جو اُن کے بطن میں پہنچی وہ حضور علیہ السلام کا لعاب دہن تھا۔

۴۔ ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

۵۔ یہ اسلام میں پہلے بچے ہیں جو مدینہ طیبہ میں ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔

صحیح بخاری باب جمع القرآن میں ہے:۔

مصاحف عثمانی کی کتابت میں حضرت ابن زبیر بھی شریک تھے۔

یزیدی گورنر کی مذمت میں حدیث

عمرو بن سعید (یزیدی گورنر) وہی نابکار ہے جس کے بارے میں مسند امام احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت آئی ہے کہ

(بحوالہ البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۱ جلد ۸)

ترجمہ:۔ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ یقیناً بنی امیہ کے ستم گاروں میں سے ایک ستم گار کی میرے منبر پر اس طرح نکسیر پھوٹ کر رہے گی کہ بہنے لگ جائے گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر مجھ سے اس شخص نے بیان کیا کہ جس نے عمرو بن سعید (یزیدی گورنر) کو اس حال میں دیکھا تھا کہ رسولِ خدا ﷺ کے منبر پر اس کی نکسیر اتنی پھوٹی کہ منبر پر بہنے لگی۔

کربلا کے دن بنی امیہ نے اپنے دین کو ذبح کر دیا

تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:۔

ضحی بنو امیہ یوم کربلا بالدین

قرابت رسول کا پاس ولحاظ

امام بخاری نے ایک باب قائم کیا ہے (باب مناقب قرابة رسول ﷺ) شیخ نورالحق (شاہ عبدالحق کے صاحبزادے) تیسیر القاری میں علامہ قسطلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں: اس سے مراد علی اور ان کے بیٹے ہیں۔ یزید اور اس کے حواریوں نے قرابتِ رسول کا جو پاس ولحاظ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔ صحیح بخاری اور اس کی تمام شروح میں ہے: ابن زیاد (یزیدی گورنر) حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس کو چھڑی سے چھیڑنے لگا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کو تنبیہ

کی کہ کیا کرتا ہے یہ تو رسول اللہ ﷺ کے بہت ہی مشابہ تھے۔

معجم طبرانی میں زید بن ارقم سے مروی ہے:۔

ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ میں جو چھڑی تھی اس کو وہ شقی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی چشم مبارک اور بینی مبارک میں داخل کرنے لگا تو میں نے اس سے کہا اپنی چھڑی ہٹا میں نے حضور علیہ السلام کو یہاں منہ مبارک رکھے (بوسے دیتے) دیکھا ہے جس جگہ تیری چھڑی اس وقت ہے۔

تیسیر القاری شرح بخاری صفحہ ۴۶۲ جلد ۳ میں ہے:

(ملخصاً (یزیدی لشکر نے میدان کربلا میں جوانانِ اہل بیت پر جو ظلم وستم ڈھایا) اس کو بیان کرنے میں جگر پانی ہوگیا اور قلم ہاتھ سے گر پڑا۔ کسی مسلمان کے حوصلہ سے یہ باہر ہے کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر سکے۔

یزید کی شقاوت

علامہ عبداللہ بن محمد بن عامر شیراوی شافعی کتاب الاتحاف بحب الاشراف صفحہ ۱۸ طبع مصر میں فرماتے ہیں:۔

بے شک خدا تعالیٰ نے یزید پر شقاوت مسلط کی کہ اس نے اہل بیت شریف نبوی کے ستانے پر کمر باندھی، قتل حسین کے لیے اپنی سپاہ بھیجی ان کو شہید کیا ان کی حرم اور ان کی اولاد کو اسیر بنایا۔ حالانکہ یہ حضرات اس وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین پر تمام بسنے والوں سے زیادہ معزز تھے۔

واقعہ حرہ کے بارے غیبی خبر

صحیح بخاری میں حضرت اسامہ سے مروی ہے:۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے اترنے کی جگہوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش کے مقامات نظر آیا کرتے ہیں۔

فتح الباری شرح بخاری اور صحیح بخاری میں ہے:۔

وہ فتنہ حرہ ہے۔ اہل مدینہ نے جب یزید کی شراب نوشی اور بدکرداری کے سبب بیعت توڑ دی تو اس نے مدینہ منورہ پر اپنی سپاہ بھیجی جس نے صحابہ کرام کا بے دردی سے قتل عام کیا۔ مخدرات عصمت کی جو عصمت دری ہوئی اس کو بیان کرتے ہوئے قلم بھی شرماتا ہے۔

دیوبندی مولوی عبدالرشید نعمانی نے حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۳۱۵ میں لکھا:۔

آپ کا ان فتنوں کو دیکھنا رویت عینی وعلمی دونوں طرح سے تھا۔ یزید کے حکم سے کعبہ شریف پر گولہ باری ہوئی، خانہ کعبہ کے پردے جل گئے اور چھت میں آگ لگ گئی۔

یزید کا انجام بد

صحیح بخاری میں باب اثم ماکاد اهل المدینه میں صریح حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی اہل مدینہ سے فریب کرے گا وہ اسی طرح گھل جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح پگھلا کر رکھ دے گا جس طرح کہ نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

شرح مسلم از امام نووی صفحہ ۴۴۱ جلد ۱ میں اسی حدیث کے تحت لکھا ہے:۔

جس طرح کہ مسلم بن عقبہ فوراً مر گیا اور اسی طرح سپاہ بھیجنے والا یزید بن

معاویہ بھی فوراً موت کے منہ میں چلا گیا۔

یزیدیو! یہ حدیثیں بھی پڑھو

اہل مدینہ کو ڈرانے والا لعین ہے:۔

امام نسائی نے حضرت سائب سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو ظالم اہل مدینہ کو خائف کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر خوف کو مسلط کر دے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔

صحیح ابن حبان میں بھی بروایت جابر بن عبداللہ اسی مضمون کی روایت آئی ہے۔

سوچئے اور خوب سوچئے

اگر یزید پلید کا انجام لعنتی کاموں پر ہوا تو وہ لعنت کا مستحق ٹھہرے گا یا جنت کا حق دار؟

امام سیوطی اور امام تفتازانی نے یزید پر لعنت کی

تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۷، اور شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۴۷ طبع مصر میں صاف لکھا: یزید کا قتل حسین پر راضی ہونا اور اس پر اظہار مسرت کرنا اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا معنی کے لحاظ سے متواتر ہے۔ اس لیے ہمیں تو اس کے بارے میں کیا اس کے ایمان کے بارے میں بھی کوئی تردد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر اور اس کے اعوان و انصار پر بھی لعنت ہو۔

یزیدی سلمان رشدی سے بدتر ہے

دیوبندی عالم عبدالرشید نعمانی حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۲۱، ۲۲ میں لکھتا ہے:۔

بدنام زمانہ سلمان رشدی نے کھلے بندوں وار کیا تھا اور کھل کر دشمن کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آیا اور تمام مسلمانوں نے اس سے نفرت کا اظہار کیا

اور دشمنانِ دین نے اس کی پشت پناہی کی اور آج بھی کر رہے ہیں۔ لیکن محمود احمد عباسی اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے (یزیدی ناصبی ملاں) اس سے زیادہ خطرناک ہیں کیوں کہ یہ اپنے زہر کو نام نہاد تحقیق کے کیپسول میں پیش کر رہے ہیں۔ بلفظہ۔

یزیدی رافضیوں سے زیادہ کھوٹے ہیں

دیوبندی عالم موصوف مذکورہ کتاب کے صفحہ ۳۲۲ پر لکھتا ہے:۔

سچ پوچھئے تو اس بارے میں ناصبی (یزیدی) رافضیوں سے بھی زیادہ کھوٹے نکلے کیوں کہ یہ تو یزید جیسے فاسق و فاجر اور سفاک و ظالم کو اپنا امام اور خلیفہ برحق مانتے اور اس کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور رافضی جن بارہ (۱۲) حضرات کو امام معصوم (آئمہ معصومین) کہتے ہیں وہ تو سب اولیاء کبار اور اخیار امت ہیں۔

سب صحابہ یزید کے ظاہری و باطنی مخالف تھے:۔

مولوی مذکور مذکورہ کتاب کے صفحہ ۳۲۹ پر لکھتا ہے: غرض یزید کے دور حکومت میں یا تو صحابہ کرام اس سے برسرپیکار نظر آتے ہیں جیسے حضرت حسین عبداللہ ابن زبیر اور وہ صحابہ جو جنگ حرہ میں اس کے خلاف لڑے یا پھر اس کو یا اس کے عمال کو ان کے ظلم و ستم پر روکتے ٹوکتے جیسے عبداللہ ابن عباس، عبداللہ بن عمر حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوشریح خزاعی، حضرت معقل بن یسار مزنی، حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت عائذ بن عمرو، حضرت ابوبرزہ اسلمی وغیرہ (رضی اللہ عنہم) کوئی صحابی ہمیں یزید کا ثناء خوان اور اس کی تعریف میں رطب اللسان نہیں ملتا اور نہ اس کی حمایت میں کسی معرکہ

میں لڑتا ہوا نظر آتا ہے۔

ائمہ مسلمین میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ یزید عادل تھا اور اللہ کا مطیع اور اس کی اطاعت واجب تھی:۔ ملاحظہ ہو منہاج السنۃ صفحہ ۲۴۰ جلد ۲، از امام وہابیہ ابن تیمیہ۔

فسقِ یزید

حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدایہ و النہایہ میں متعدد مقامات پر یزید کے فسق کی تصریح کی ہے۔ ایک مقام پر امام طبرانی کی یہ روایت نقل کی ہے کہ یزید اپنی نوعمری میں پینے پلانے کا شغل رکھتا تھا اور اس میں چھوکروں کی سی آزادی تھی۔

البدایہ و النہایہ صفحہ ۲۳۰ جلد ۸ میں ہے: اور یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا متوالا تھا۔ بعض اوقات بعض نمازیں بھی چھوڑ دیتا تھا اور اکثر بے وقت پڑھتا تھا چنانچہ

حدیث در ذم یزید

امام احمد بن حنبل حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازیں چھوڑیں گے، اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور عن قریب جہنم کی بدترین وادی غی مین داخل ہوں گے اور پھر وہ احادیث ذکر کر کے جن میں یزید کی مذمت وارد ہے لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں یزید بن معاویہ پر اس کی بدکرداری کے سلسلہ میں (صحابہ کرام کی طرف سے) جو الزام عائد کیا گیا وہ شراب نوشی اور بعض فواحش کے ارتکاب کا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے صحابہ کرام کی طرف سے لگائے گئے الزامات کی تائید کی اور کہیں بھی

ان سے یزید کی برأت ثابت نہیں کی۔

صحابہ کرام کی جرح کے مقابلہ میں کسی اور کی تعدیل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آخری فیصلہ بھی یزید کے خلاف ہے۔

ملاحظہ ہو کامل ابن اثیر صفحہ ۵۰، ۵۱ جلد ۴، انساب الاشراف صفحہ ۱۸، ۱۹ جلد ۴، لسان المیزان صفحہ ۲۹۳ جلد ۶۔

حدیث در ذم یزید

حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا تا آنکہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس کا نام یزید ہو گا سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالے گا۔

عمر بن عبدالعزیز اموی کے سامنے کسی نے یزید کو امیر المومنین کہا آپ نے حکم دیا ایسے بدبخت (یزید) کو امیر المومنین کہنے والے کو بیس کوڑے لگائے جائیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

یزید ملعون ہے

مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ صفحہ ۴۱۲ جلد ۳ میں امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح بن احمد فرماتے ہیں میرے باپ نے کہا جو شخص اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے کیسے محبت کر سکتا ہے؟

تفسیر مظہری صفحہ ۲۷۴ جلد ۸ میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ قاضی ابویعلی نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصول میں بسند صالح بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد

سے عرض کیا کہ اباجان! بعض لوگ اس امر کے مدعی ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹا بھلا جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یہ روا ہوسکتا ہے کہ وہ یزید سے محبت رکھے؟ اور ایسے شخص پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے عرض کیا اباجان! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پلید پر کہاں لعنت فرمائی ہے؟ فرمایا جہاں یہ ارشاد ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝ (سورہ محمد پارہ ۲۶ آیت ۲۲، ۲۳)

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں یہ ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں۔

یزید کے بارے شیخ محقق محدث دہلوی کی تحقیق

اشعة اللمعات شرح مشکوۃ میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے احادیث مبارکہ میں امارۃ الستین، امارۃ الصبیان اور اخبارِ فتن سے مراد یزید کا خونی دور مراد لیا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۷۷، ۲۹۴، ۲۵۴، ۲۷۸، ۲۸۸، ۲۸۲، حاشیہ صفحہ ۲۷۴ جلد ۴، ان صفحات میں واقعہ حرہ اور بنوامیہ کی بدعات اور منبر پر سب علی وغیرہ کا مفصل بیان ہے۔

نواب قطب الدین دیوبندی کے نزدیک یزید خبیث اور ظالم تھا

مظاہر حق شرح مشکوۃ شریف صفحہ ۲۹۵، ۲۹۴، ۳۰۳، ۳۰۵

۳۵۶، ۳۴۹ جلد ۴ میں نواب صاحب نے چھ احادیث مبارکہ جن میں جور و جفا اور فتنہ و فساد کے دور کا ذکر ہے اس سے مراد یزید کا دور لیا ہے۔

یزید کی خباثتوں، ظلم و ستم کا تفصیلی بیان ہے۔

مدینہ قیصر پر جیشِ اول والی حدیث کا سہارا لے کر یزید کو بچانے والوان احادیث کا جواب دو۔

خواب میں منبر رسول ﷺ پر بنی امیہ کے بندر

اکثر مفسرین نے آیت کریمہ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ کی تفسیر اور سورۃ قدر کے شان نزول میں یہ بیان فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام نے خواب میں اپنے منبر پر بنی امیہ کے بندروں کو ناچتے دیکھا اس سے مراد یزید، مروان وغیرہ ہیں۔ نبی کا خواب وحیٔ خدا ہوتا ہے۔

لہٰذا یزید و مروان کے قصیدے پڑھنے والے عبرت پکڑیں۔

ملاحظہ ہوں تفاسیر معتبرہ: تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۶ جز ۲۰، تفسیر خازن مع معالم صفحہ ۱۳۶ جلد ۱، تفسیر حسینی صفحہ ۳۶۵ جلد ۱، تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۷۹ طبع جدہ، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۴۰ مطبوعہ دیوبند۔

یزید کے بارے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ

حجة اللہ البالغہ اردو ترجمہ از عبدالحق حقانی صفحہ ۶۴۳ میں ہے:-

گمراہی کی طرف بلاتا ان میں سے ملک شام میں یزید تھا اور عراق میں مختار آخری صفحہ پر لکھا۔ ان میں بعض لوگ فاسق اور منافق بھی تھے انہی زمانوں میں حجاج، یزید بن

معاویہ اور مختار ہیں اور قریش کے نوجوان جو لوگوں کو ہلاک کرنے والے تھے۔ ازالۃ الخفا مترجم صفحہ ۵۲۴ جلد ا میں ہے: دوسرے فتنہ سے مراد واقعہ حرہ ہے جو یزید کے زمانہ میں ہوا ہے۔

یزید کے بارے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۲۳ حضرت امام علیہ السلام کی شہادت پر یزید پلید اور آپ کی شہادت پر خوش ہوا اور اس نے اہل بیت اور خاندان رسول ﷺ کی اہانت کی تو جن علماء کے نزدیک یہ ثابت ہوا کہ یہ روایات مرجح ہیں تو ان علماء نے یزید پلید پر لعن لکھا۔ چنانچہ احمد بن حنبل اور کیا ہراس جو فقہائے شافعی سے ہوئے ہیں اور دیگر علمائے کثیر نے یزید پلید پر لعن کیا۔ شمر اور ابن زیاد پر لعن کرنا قطعی طور پر جائز ہے۔

(فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۲۵)

اہل بیت کی محبت فرائض ایمان سے ہے اور محبت اہل بیت سے ہے کہ مروان علیہ اللعنۃ کو برا کہنا چاہیے اور اس سے دل سے بیزار رہنا چاہیے۔
علی الخصوص اس نے نہایت بدسلوکی کی حضرت امام حسین اور اہل بیت کے ساتھ اور کامل عداوت ان حضرات سے رکھتا تھا اس خیال سے اس شیطان سے نہایت ہی بیزار رہنا چاہیے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۲۷)

مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۸، اردو) شام و عراق کے بدبختوں نے ناپاک یزید کے کہنے اور اہل عناد کے سردار ابن زیاد کے اکسانے پر امام کو شہید کیا۔

تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۷: اب تک فرقہ شیعہ سبیہ کے لوگ فرقہ نواصب اور فرقہ اہل سنت میں فرق و تمیز نہیں کرتے بلکہ ہر دو کو ایک جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرقہ اہل سنت جناب مرتضیٰ کے شیعہ خاص میں سے ہیں خاندان نبوی پر دل و جان سے فدا ہیں۔ نواصب (یزید کو ماننے والوں) کو نہایت بدزبان کتوں اور خنزیروں کے ہم مرتبہ جانتے ہیں۔
سر الشہادتین صفحہ ۳۶ میں شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں: جب یزید پلید قتل امام حسین اور ہتک حرمت اہل بیت نبوی ﷺ سے فارغ ہوا تو اس غرور سے اس کی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی۔ چنانچہ زنا اور لواطت اور بھائی کا بہن سے بیاہ اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اس نے اپنے عہد میں علانیہ رواج دیا اور مسلم بن عقبہ کو بارہ ہزار یا بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ واسطے تاخت تاراج مدینہ منورہ کے بھیجا تین دن تک اس شہر مطہرہ کے رہنے والے قتل اور لوٹ مار میں گرفتار رہے سات سو صحابی قریشی صاحب وجاہت اور عوام الناس اور لڑکے ملا کے دس ہزار آدمیوں سے زیادہ شہید کیا اور لڑکوں کو بند کر لیا اور عورتوں کو شہر والوں پر مباح کر دیا اور ام المومنین ام سلمہ کا گھر لوٹ لیا اور مسجد نبوی کے ستونوں میں گھوڑے باندھے چنانچہ گھوڑوں نے منبر اور قبر شریف کے درمیان کا مکان پیشاب اور لید سے نجس کیا اور تین دن تک مسجد شریف میں لوگ نماز سے مشرف نہ ہوئے اور کیا کیا کچھ اعمال قبیح کہ اس مسجد مقدس اور شہر مطہر میں یزید والوں نے نہیں کئے۔ کہ زبان قلم اس کی تفصیل سے عاجز ہے اور منجنیق سے کعبہ معظمہ سنگسار کیا کہ صحن حرم محترم کا پتھروں سے بھر گیا اور ستون مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور لباس خانہ کعبہ کو جلا دیا۔

امام یوسف نبہانی کا یزید لعنہ کے بارے فیصلہ

برکات آل رسول صفحہ ۱۵۵ میں فرماتے ہیں: امام احمد یزید کے کفر کے قائل
ہیں اور تجھے ان کا فرمان کافی ہے ان کا تقویٰ اور علم اس امر کا متقاضی ہے کہ انہوں
نے یہ بات اس لیے کہی ہوگی کہ ان کے نزدیک اسے امور صریحہ کا یزید سے صادر ہونا
ثابت ہوگا جو موجب کفر ہیں۔ اس معاملہ میں ایک جماعت نے ان کی موافقت کی
مثلاً ابن جوزی وغیرہ۔ رہا اس کا فسق، تو اس پر اتفاق ہے۔ بعض علمائے خاص نے
اس کے نام سے لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔

صفحہ ۱۵۳ پر لکھا: ابن حجر فرماتے ہیں صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی
فرمایا کرتے تھے: ''اگر میں حضرت امام حسین سے جنگ والوں میں ہوتا پھر مجھے جنت
میں داخل کر دیا جاتا تو مجھے محبوب خدا ﷺ کے رُخ انور کی طرف دیکھنے میں حیا آتی۔

علامہ عبدالحیٔ دیوبندی کا فیصلہ

فتاویٰ عبدالحیٔ مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۶ جلد ۱۔

اہل سنت کے نزدیک قبائح یزید تو البتہ قابل ملامت ہیں باقی قبائح ابوسفیان اور ہندہ
کے ان کے اسلام سے سب محو ہو گئے اور معاویہ کے مقاتلے بھی **خطا فی الاجتھاد**
پر محمول ہیں ان تینوں کو برا کہنا درست نہیں۔

مجموعہ فتاویٰ عبدالحیٔ صفحہ ۸ جلد ۳۔ (ترجمہ وخلاصہ عبارت)

یزید کی اطاعت پر مسلمانوں کا کب اتفاق ہوا۔ صحابہ کی ایک بڑی اور اولادِ صحابہ اس کی
اطاعت سے خارج تھے اور باقی صحابہ نے جب اس کی حرکات شراب پینا، ترکِ نماز،
زنا کرنا اور محارم (ماں، بہن، بیٹی) سے نکاح حلال کرنا ملاحظہ کیا تو بیعتِ اطاعت توڑ
دی۔ بعض لوگ کہتے ہیں یزید لعنہ نے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم نہ دیا اور نہ

قتل پر راضی تھا اور نہ قتل کے بعد خوش ہوا۔ ان کا یہ سخن بھی باطل ہے۔

علامہ تفتازانی نے علم عقائد کی کتاب شرح عقائد نسفیہ میں لکھا

حق یہ ہے کہ یزید قتل حسین پر راضی تھا اور اہانت اہل بیت پر اس نے خوشی کا
اظہار کیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں حسین رضی اللہ عنہ کا قتل گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں۔
لعنت کفار کے لیے مختص ہے۔ یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کفر ایک طرف رسول کو ایذاء دینا
کیا ثمرہ رکھتا ہے۔ ارشادِ خداوندی إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا و آخرت میں لعنت
کی ہے اور ان سے ذلت آمیز عذاب کا وعدہ کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں خاتمے کا حال معلوم نہیں شاید اس نے کفر سے توبہ کر لی ہو۔

جواباً گذارش ہے توبہ کا محض احتمال ہے اور اس بدبخت نے جو برے کام اس امت
میں کئے اور کرائے کسی بدبخت نے نہیں کئے قتل حسین رضی اللہ عنہ اور اہانت اہل
بیت کے بعد مدینہ مطہرہ کی تخریب اور اہل مدینہ کے قتل کے لیے اس نے لشکر بھیجا۔
واقعہ حرہ میں مسجد نبوی تین دن تک بے اذان ونماز رہی۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ پر لشکر
کشی کی، شہادت عبداللہ بن زبیر اسی معرکہ میں عین حرم مکہ میں ہوئی۔ انہی بدمشاغل
کے دوران یہ مردود مر گیا۔ اس کے بیٹے معاویہ نے برسر منبر اپنے باپ یزید کی برائی
بیان کی۔ سلف صالحین میں سے بعض بے باکانہ اس کے لیے لعنت تجویز کرتے ہیں۔
امام احمد بن حنبل اور اسی جیسے اور بزرگوں نے اس پر لعنت کی ہے۔ ابن جوزی جو کہ

حفظ سنت وشریعت میں کمال عصبیت رکھتے ہیں نے اپنی کتاب میں سلف سے اس پر لعنت نقل کی ہے۔

علامہ تفتازانی نے کمال جوش وخروش سے اس پر اور اس کے اعوان وانصار پر لعنت کی ہے

تاریخ اسلام مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی صفحہ ۴۹۰ جلد ۱ میں ہے

قسطنطنیہ پر حملہ کے وقت سپہ سالار امیر لشکر سفیان بن عوف تھے۔ صفحہ ۴۹۳ جلد ۱ پر ہے: یزید ابتدا ہی سے لہو ولعب میں مشغول رہنے والا جوان تھا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی کا فیصلہ

مکتوبات امام ربانی جلد ۱ مکتوب نمبر ۲۵۱

یزید سعادت توفیق سے محروم اور زمرۂ فساق میں داخل ہے۔

خود یزید کے بیٹے کی شہادت

الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۳۴ میں امام ابن حجر مکی نے لکھا: یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید نے کہا: میرے باپ (یزید) نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول ﷺ کے نواسے سے نزاع کی۔ آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہوگئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کی ذمہ داری لے کر دفن ہوگیا۔ یہ کہہ کر رونے لگا جو بات ہم پر سب سے گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کو قتل کیا، شراب کو حلال کیا اور بیت اللہ کو ویران کیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے لڑائی رسول ﷺ سے لڑائی ہے

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰ بحوالہ ترمذی ہے:

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے حضرت علی وفاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: جو ان سے لڑے میری ان سے لڑائی ہے، جو ان سے صلح کرنے میری ان سے صلح ہے۔ (معاویہ کی حسن سے صلح رسول سے صلح ہے اور یزید کی حسین سے لڑائی رسول سے لڑائی ہے، رسول سے لڑائی اور ایذاء خدا سے لڑائی اور ایذاء ہے خدا اور رسول کو ایذاء دینا موجب لعنت ہے)

شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۴۷ طبع مصر میں ہے:۔

یزید قتل حسین پر راضی اور خوش تھا۔

یزید بدتر ہے

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۳۷ جلد ۸ میں لکھتے ہیں:

یزید کے پندرہ لڑکے اور پانچ لڑکیاں سب ایسے ختم ہوئے کہ یزید کی نسل میں سے کوئی ایک بھی تو باقی نہ بچا۔ سو بلا شبہ واقعہ حرہ اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو ڈھیل نہ دی گئی مگر ذرہ سی تا آنکہ حق تعالیٰ نے اس کو ہلاک کردیا جو اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی ظالموں کو ہلاک کرتا رہا ہے بے شک وہ علیم وقدیر ہے۔

البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۲۲ جلد ۸ میں ہے: بے شک یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ حکم دے کر کہ "تین دن تک مدینہ منورہ کو تباہ وتاراج کرو"

فحش غلطی کی یہ نہایت ہی بڑی اور فاحش خطا ہے اور اس خطا کے ساتھ صحابہ کرام اور اولاد صحابہ کی ایک خلقت کا قتل اور شامل ہوگیا اوراق سابق میں گذر چکا ہے کہ عبیداللہ ابن زیاد کے ہاتھوں حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کو شہید کردیا

گیا اور ان تین دنوں میں مدینہ منورہ میں وہ عظیم مفاسد برپا ہوئے کہ جو حد وشمار سے باہر ہیں اور جن کا بیان کرنا بھی ممکن نہیں بس اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان کا پورا علم کسی کو نہیں یزید نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر اپنی بادشاہی اور سلطنت کو مضبوط کرنا چاہا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اب بلانزاع کے اس کے ایام سلطنت کو دوام نصیب ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی مراد کو الٹ کر اسے سزا دی اس کی ذات عالی یزید اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگئی (کہ اس کی تمنا پوری نہ ہو سکی) چنانچہ اللہ تعالیٰ جو ظالموں کی کمر توڑ کر رکھ دیتا ہے اس کی کمر بھی توڑ ڈالی اور اسی طرح اس کو دھر کر پکڑا جس طرح کہ ہر چیز پر غالب اور اقتدار والا پکڑا کرتا ہے۔ اور ایسی ہی تیرے رب کی پکڑ ہے۔

البدایہ والنھایہ صفحہ ۱۵۱ جلد ۸ میں ہے۔

سب لوگوں کا میلان حضرت حسین ہی کی طرف تھا کیونکہ وہی سید کبیر اور سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اس وقت روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو فضائل وکمالات میں آپ کا مقابلہ یا برابری کر سکے لیکن یزیدی حکومت ساری کی ساری آپ کی دشمنی پر اتر آئی تھی۔

یزید پلید کا قتل حسین کے لئے فرمان

تاریخ الطبری صفحہ ۳۳۸ جلد ۵ میں ہے:

یزید نے گورنر مدینہ ولید بن عقبہ کو لکھا۔ بیعت کے سلسلہ میں حسین، عبداللہ بن عمر، اور عبداللہ بن زبیر کو پوری سختی کے ساتھ پکڑو اور جب تک یہ لوگ بیعت نہ کرلیں انہیں رخصت نہ ملنے پائے۔

مروان کا مشورہ

اخبار الطوال صفحہ ۲۲۷ میں ہے:۔

مروان نے گورنر مدینہ کو مشورہ دیا تم پر لازم ہے کہ اسی وقت حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر کو بلوا لو اگر وہ دونوں بیعت کرلیں تو خیر ورنہ دونوں کی گردنیں مار دو

(تاریخ الطبری صفحہ ۳۴۰ جلد ۵)

اس شخص (حسین) کو قید کر اور جب تک کہ یہ بیعت نہ کرے یا اس کا سر نہ قلم کر دیا جائے یہ تیرے پاس سے نکلنے نہ پائے۔

حسین کا اصل قاتل

امام ابن حزم ظاہری نے اپنی کتاب **جمھرہ انساب العرب** صفحہ ۱۱۲ (جس کے حوالے اکثر عباسی یزیدی نے خلافت معاویہ ویزید میں دیے ہیں) میں صاف تصریح کی ہے کہ حضرت حسین کا اصل قاتل یزید ہے کہ اسی کے حکم پر ان کی شہادت عمل میں آئی اس دور کے ناصبی اب یزید کو اس خون سے بری ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ اصل قاتل یہی پلید ہے۔

ایک دیوبندی مولوی کا فیصلہ

عبدالرشید نعمانی دیوبندی اپنی کتاب حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۴۴۶ میں لکھتا ہے۔ تمام اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ حضرت علی خلیفہ راشد تھے اور جو لوگ ان سے برسر جنگ رہے وہ خطا پر تھے۔ حضرت معاویہ نے حضرت علی سے بیعت نہ کر کے غلطی کی اور وہ (معاویہ) خلیفہ راشد نہ تھے ان کا بیٹا یزید ظالم وجابر حکمران تھا اور

حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر اور وہ تمام صحابہ کرام جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے اور جنہوں نے یزید کے تسلط واقتدار کو برہم کرنے کی کوشش کی وہ سب حق کے داعی اور خیر کے علمبردار تھے“

صفحہ ۲۵۱ پر لکھا:۔ یزید کی شخصیت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ علماء اہل سنت میں اس پر تو اتفاق ہے کہ وہ فاسق مظالم تھا البتہ اختلاف ہے تو اس بارے میں ہے کہ اس کو کافر قرار دیا جائے یا نہیں (بعض علماء کافر کہتے ہیں) اور اس پر لعنت کرنا روا ہے یا اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے (اکثر علماء جواز لعنت کے قائل ہیں) اب ایسے شخص کو جنتی بتانا اور اس کی تعریف کے گن گانا ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟

شیخ محقق دہلوی کا فیصلہ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان صفحہ ۷۵ میں فرماتے ہیں:۔

یزید ہمارے نزدیک تمام انسانوں میں سے مبغوض ترین ہے جو کام کہ اس بدبخت منحوس نے اس امت میں کیے ہیں کسی نے نہیں کیے۔ حضرت حسین کو قتل کرنے اور اہل بیت کی اہانت کے بعد اس نے مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے اور اھل مدینہ کو قتل کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ و تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظمہ کو منہدم کرنے اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر اسی اثنا میں جب کہ مکہ معظمہ محاصرہ کی حالت میں تھا وہ دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔

امام غزالی کے بارے ایک شبہ کا جواب

ناصبی کہتے ہی امام غزالی یزید کو اچھا سمجھنے کی بنا پر لعنت نہیں کرتے جواباً گذارش ہے ناصبیوں کے اس شبہ کے جواب میں حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یمانی الروض الباسم صفحہ ۴۲ جلد دوم طبع مصر میں فرماتے ہیں۔ اور جب ابن خلکان نے حافظ عماد الدین کیا ہراسی کے اس فتوی کو نقل کیا (جس میں یزید پر لعنت کی اجازت دی گئی ہے) تو اس کے بعد غزالی کا ایک فتوی بھی نقل کیا جو اس امر کا شاہد ہے کہ غزالی قتل حسین کے حق بجانب ہونے میں یزید کی حمایت سے بری ہیں۔ انہوں نے تو صرف دو مسئلوں پر بحث کی ہے جن کا اس بات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے ایک یہ کہ کسی پر لعنت کرنا درست نہیں اس میں یزید کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ہر فاسق اور کافر کے بارے میں میں ان کی یہی رائے ہے (وہ تو ابلیس پر بھی لعنت کرنے کو نہیں کہتے اور نہ کسی کافر معین پر لعنت کرنے کو کیوں کہیں گے) ان کے نزدیک ہر حال میں مؤمن کا ذکر الہی میں مشغول ہونا اولی ہے۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر از عبدالرشید نعمانی دیوبندی صفحہ ۳۵۸)

کسی پر لعنت نہ کرنا اور بات ہے اور اس کا اچھا ہونا اور بات ہے امام غزالی کے نزدیک یزید اچھا آدمی نہیں تھا بلکہ وہ کسی کے لئے بھی لعنت کے قائل نہیں چاہے کافر ہو یا فاسق

شیخ محقق کا ایک اور فیصلہ در بارہ لعن یزید

تکمیل الایمان صفحہ ۷۰، ۷۱ میں لکھتے ہیں ہم ایسی بات اور ایسے اعتقاد سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسین کے ہوتے ہوئے یزید امام اور امیر ہو اس کے امیر ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق کب ہے؟ صحابہ کی جماعت اور صحابہ زادے جو اس کے دور حکومت میں موجود تھے اس کی اطاعت سے خارج اور اس کی خلافت سے منکر

تھے۔

ہاں اہل مدینہ کی ایک جماعت بجبر اکراہ اس کے پاس شام گئی تھی اور یزید نے ان کو بڑے انعام اور لذیذ دعوتوں سے نوازا بھی لیکن یہ حضرات جب اس کا حال قباحت مآل دیکھ کر مدینہ منورہ واپس ہوئے تو اس کی بیعت توڑ دی اور صاف بتادیا کہ وہ دشمن خدا تو مے نوش، تارک صلوۃ، زانی، فاسق اور محرمات الٰہی کا حلال کرنے والا ہے اور بعض (ناصبی) لوگ کہتے ہیں کہ اس نے حضرت امام حسین کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا اور نہ وہ آپ کے قتل پر راضی تھا اور نہ آپ کی اور اہل بیت کی شہادت پر خوش ہوا اور نہ اس پر اس نے کچھ خوشی کا اظہار کیا ان کی یہ بات بھی مردود اور باطل ہے کیونکہ اہل بیت نبوی سے اس بد بخت کی عداوت اور ان حضرات کے قتل پر اس کا خوشیاں منانا اور خاص طور سے ان حضرات کی تذلیل واھانت کرنا تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکا ہے اور ان امور کا انکار محض بناوٹ اور زبردستی ہے اور بعض (ناصبی) یہ کہتے ہیں کہ امام حسین کا قتل گناہ کبیرہ ہے کیونکہ کسی مؤمن کا ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہی ہے اور تکفیر ولعنت تو کافروں کے ساتھ مخصوص ہے اور افسوس مجھے پتہ چلتا کہ یہ سب باتیں بتانے والے ان احادیث نبوی کے بارے میں کہ جو اس امر پر ناطق ہیں کہ حضرت فاطمہ اور ان کی اولاد کی ایذا واھانت اور ان سے بغض وعداوت خود رسول اللہ ﷺ کی ایذا و اہانت ہے اور آپ سے بغض کا موجب ہے کیا کہتے ہیں۔

حالانکہ ایسا کرنا تو بموجب آیت کریمہ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کی اور ان کے

لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے بلاشک کفر کا سبب ہے جس کی بنا پر لعنت اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا۔ واجب ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ علمائے سلف اور اعلام امت جن میں امام احمد بن حنبل اور ان جیسے حضرات شامل ہیں یزید پر لعنت کی ہے اور محدث ابن جوزی کہ جو سنت وشریعت کی پاسداری میں پوری شدت وسرگرمی دکھاتے ہیں اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کرنے کو سلف سے نقل کرتے ہیں۔

امام اعظم کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے

دیوبندی مولوی عبدالرشید نعمانی حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۳۶۶ میں فتاویٰ عزیزیہ مطبوعہ مجتبائی دہلوی صفحہ ۱۰۰ جلد اول کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ سے یزید پر لعنت کے بارے میں توقف کی تصریح ثابت نہیں بلکہ ان سے جو کچھ منقول ہے وہ تعارض روایات کے وقت توقف کا قول ہے یزید کے بارے میں خود ان کی تصریح آگے آرہی ہے کہ اس پر لعن جائز ہے۔ بلفظہ

امام سیوطی کا فیصلہ

تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۱ میں لکھتے ہیں جب امام حسین اور ان کے بھائی شہید کر دیے گئے تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا وہ اول تو اس پر بہت خوش ہوا پھر جب مسلمانوں نے اس وجہ سے اس پر پھٹکار شروع کی اور اس سے نفرت کرنے لگے تو اس نے اظہار ندامت کیا اور مسلمانوں کو تو اس سے نفرت کرنا ہی چاہئے تھی۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۰ طبع لکھنو میں لکھتے ہیں اور بعض (بدبخت) لوگ انبیاء اور پیغمبرزادوں تک کو قتل کردیتے ہیں جیسے کہ یزید اور اس کے اخوان (معنوی بھائی) (اولاد پیغمبر کو قتل کرنے والے) ہوئے ہیں۔

ناصبیوں کے سر پر ایٹم بم

شاہ عبدالعزیز کی رائے ان کے شاگرد مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی تحریر سر الشہادتین صفحہ ۹۶، ۹۷ میں نقل کرتے ہیں "اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت حسین کے قتل کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت و جماعت کا مختار مذہب ہے چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں جیسے مرزا محمد بدخشی کی **مفتاح النجاح** اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی **مناقب السادات** اور علامہ سعد الدین تفتازانی کی **شرح عقائد نسفیہ** اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی **تکمیل الایمان** اور ان کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں مع دلائل وشواہد مذکور ومرقوم ہے اور اسی لئے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کرچکے ہیں اور راقم الحروف اور ہمارے اساتذہ صوری ومعنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید ہی قتل حسین کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا اور وہ لعنت ابدی اور وبال ونکال سرمدی کا مستحق ہے اور اگر سوچا جائے تو اس ملعون کے حق میں صرف لعنت ہی پر اکتفا کرنا بھی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں کرنا چاہئے چنانچہ استاذ البریہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ (شاہ عبدالعزیز) نے رسالہ **حسن العقیدہ** کے حاشیہ میں جملہ علیہ مایستحقہ پر جو تعلیق (نوٹ) لکھا ہے اس میں افادہ فرماتے ہیں کہ علیہ ماعلیہ ما یستحقہ

لعنت سے کنایہ ہے اور یہ بات کہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے عربیت کا مشہور قاعدہ ہے اس کے ساتھ مایستحقہ کے ابہام میں اس پر تشنیع اور اس کی حد درجہ خرابی جو پوشیدہ ہے وہ صراحۃً لعنت کے استعمال سے فوت ہوجاتی ہے چنانچہ آیت کریمہ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ کی تفسیر میں اس کا بیان آیا ہے اور حق یہ ہے کہ یزید کے حق میں محض لعنت پر اکتفا کرنا کوتاہی ہے اس لئے کہ اس قدر تو مطلق مومن کے قتل کی سزا مقرر کرچکے ہیں ارشاد الٰہی ہے وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا ترجمہ اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو عمدا تو اس کی سزا جہنم ہے اس میں ہمیشہ پڑا رہے گا اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اللہ نے اس پر لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا اور یزید نے تو اس عمل کے ارتکاب میں وہ زیادتی کی ہے جو دوسرے کو میسر ہی نہ ہوسکی۔ اس لئے اس زیادتی کو بجز اس کے استحقاق کے اور کسی امر پر حوالہ نہیں کیا جاسکتا۔

(ختم ارشاد محدث دہلوی)

کیونکہ انسان کا علم اس کے خصوصی استحقاق کی معرفت سے عاجز ہے۔

دیوبندی عالم کی رپورٹ

عبدالرشید نعمانی حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۳۶۹ پر لکھتا ہے:۔

کربلا میں جو مظالم کئے گئے ان کی بنا پر شاہ عبدالعزیز کے نزدیک یزید حق تعالیٰ کے اس قدر قہر وغضب کا حق دار ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے اس پر لعنت کرنا تو کچھ بھی نہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ اس کے معاملہ کو حق تعالیٰ کے سپرد کرکے اس کے بارے میں یوں کہنا چاہئے علیہ ما یستحقہ کیونکہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ وہ اس کے کس قدر غضب کا مستحق ہے۔

بعض علماء کی لعنت سے روکنے کی وجہ یہ نہیں کہ یزید اچھا تھا

ازالۃ الخفاء فی رد کشف الغطاء صفحہ ۴۵،۴۶ میں مولانا غلام ربانی لکھتے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ لعن طعن کرنے سے اس کے وبال میں کمی آتی ہے جس کے بارے میں لعن طعن کیا جاتا ہے لہذا زبان کو لعنت سے آلودہ نہیں کرتے اور تخفیف عذاب کے سبب یزید پلید کی روح کو شاد نہیں کرتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی طرح گناہوں کا بوجھ لادے لادے ہی کمر شکستہ ہی رہے۔

دوسری وجہ

شرح مقاصد صفحہ ۳۰۷ جلد دوم طبع قسطنطنیہ میں امام تفتازانی فرماتے ہیں پھر اگر یہ کہا جائے کہ بعض علماء شوافع ایسے بھی ہیں جو یزید پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دیتے حالانکہ ان کو یہ علم ہے کہ وہ لعنت سے بھی بڑھ کر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ منع کرنا اس احتیاط کی بنا پر ہے کہ کہیں یہ سلسلہ ترقی کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ تک نہ پہنچ جائے جیسا کہ روافض کا شعار ہے۔

امام احمد بن حنبل کا ارشاد

بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۲۷۱ میں ہے:۔کوئی بھی شخص جس کا ایمان اللہ اور روز آخرت پر ہے بھلا وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ آخر اس بدبخت پر کیوں لعنت نہ کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے؟

کیا یہ وہی نابکار نہیں جس نے اہل مدینہ پر وہ ظلم توڑا جو بیان سے باہر ہے؟

امام اعظم اور دیگر احناف لعن یزید کے قائل ہیں

۱۔یزید پر لعن کے سلسلہ میں امام احمد کی جو رائے ہے (یعنی یزید پر لعنت جائز ہے) وہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے مطالب المؤمنین میں منقول ہے۔

ملاحظہ ہو زجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبۃ از مولانا عبدالحی فرنگی محلی صفحہ ۲۰ طبع ۱۳۹۸ھ شائع کردہ مکتبہ عارفین کراچی۔

۲۔امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری حنفی خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۳۹۰ جلد چہارم میں لکھتے ہیں:۔میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صنعاری سے سنا ہے وہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے فرماتے ہیں لاباس باللعن علی یزید۔

۳۔اکابر حنفیہ میں امام ابوبکر احمد بن علی جصاص الرازی جنہوں نے ہمیشہ امام ابوحنیفہ کے قول کو دوسرے کے قول پر ترجیح دی ملاحظہ ہو (الاختصار صفحہ ۱۴۲ جلد دوم) نے احکام القرآن میں یزید کو لعین ہی لکھا۔

۴۔ابن بزاز کردری حنفی فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ عالمگیری صفحہ ۳۴۴ جلد ششم میں فرماتے ہیں یزید اور اسی طرح حجاج پر لعنت کرنا جائز ہے اور امام قوام الدین صفاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یزید پر لعنت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔۔کردری کہتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں لعنت ہی کی جائے گی۔

خواجہ محمد پارسا نقشبندی کے نزدیک یزید ابتر ہے

فصل الخطاب میں فرماتے ہیں خدا نے یزید اور اس کی نسل سے ایک شخص بھی باقی نہ چھوڑا کہ جو کچھ گھر کو آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے اللہ تعالیٰ سب

سے سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیب سے فرمادیا تھا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ جو تیرا دشمن ہے وہ ابتر (دم کٹا) ہے۔

(الفضل فی الملل والاھو او النحل صفحہ ۱۰۵ جلد چہارم میں ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں:۔

امام حسین کے نزدیک یزید کی بیعت بیعت ضلالت تھی۔

امام عالی مقام نے کبھی یزید سے بیعت کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا

تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ۲۲ جلد چہارم طبع مصر میں ہے۔عقبہ بن سمعان سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا میں امام حسین کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ رہا اور ان کی شہادت کے وقت تک ان سے کہیں جدا نہ ہوا میں نے یوم شہادت تک آپ کی وہ تمام گفتگوئیں سنی ہیں جو آپ نے لوگوں سے فرمائی ہیں سو واللہ بخدا یہ بات آپ نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں۔ جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیں گے اور اس سے بیعت کرلیں گے۔

مورخ خضری کی تحقیق

محاضرات تاریخ الامم اسلامیہ صفحہ۱۲۸ جلد دوم میں ہے یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت حسین نے یزیدی لشکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کے لئے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لئے تیار ہیں مگر ان لوگوں نے آپ کی پیش کش قبول نہ کی۔

اجماع اہل سنت

علامہ عبدالحئی بن حماد حنگی شذرات الذهب صفحہ ۶۸ جلد اول طبع مصر میں لکھتے ہیں:۔

علمائے حق کا اس پر اجماع ہے کہ جناب مولا علی اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے نیز اس پر بھی اجماع واتفاق منقول ہے کہ حضرت امام حسین کا خروج یزید کے خلاف اور ابن زبیر اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف اور ابن الاشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین اور بزرگان مسلمین کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن تھا پھر جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج جیسے ظالم اور فاسق حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا جائز ہے۔

مقام امام

ترمذی کے حوالہ سے مشکوۃ صفحہ ۵۸۰ میں ہے حسین کا شمار ان چودہ صحابہ میں سے ہے جو نقیب اور رقیب ہیں۔ اشعۃ اللمعات میں ہے ان چودہ بزرگوں کو نجابت ورقابت کے اعتبار سے وہ امتیاز وخصوصیت حاصل ہے جو اوروں کو نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم کا فیصلہ

الفصل صفحہ۶۹؛ جلد چہارم طبع مصر میں ہے۔ صحابہ وتابعین سے جن حضرات نے بھی یزید، ولید اور سلیمان کی بیعت سے انکار فرمایا وہ صرف اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ لوگ تھے۔

حسین کی مدد کرنا حکم رسول ﷺ

امام بخاری التاریخ الکبیر صفحہ۳۰ جلد اول میں لکھتے ہیں :۔

صحابی رسول انس بن الحارث حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے انہوں نے حضور علیہ السلام سے یہ حدیث سنی تھی میرا بیٹا حسین مقام کربلا میں قتل کیا جائے گا تم میں سے جو کوئی اس موقعہ پر موجود ہو اس کی مدد کرے اسی حدیث کی بنا پر یہ صحابی کربلا میں امام عالی مقام کے ساتھ رہے اس روایت کو ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں امام بغوی کی معجم الصحابہ کے حوالہ سے بسند نقل کیا ہے۔

سب لوگوں کا میلان حسین کی طرف تھا

ابن کثیر البدایہ والنہایہ صفحہ۱۵۱ جلد ہشتم میں لکھتے ہیں:۔

بلکہ سب لوگوں کا میلان حضرت حسین کی طرف تھا کیونکہ وہ سید کبیر اور حضور کے نواسے تھے اور ان دنوں روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جوان کے مماثل ومساوی ہو لیکن یزیدی حکومت سب کی سب آپ کی عداوت پر تلی ہوئی تھی۔

اہل بیت سے جنگ باجماع امت حرام ہے

جامع ترمذی ،ابن ماجہ ،صحیح ابن حبان اور مسند احمد کی حدیث (جوعلی، فاطمہ، حسن، حسین سے جنگ کرے ان سے میری جنگ ہے)

کے تحت علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۳۸۷ جلد ۱۱ میں لکھتے ہیں اہل بیت کی فضیلت اور ان سے جنگ کرنے والوں کی مذمت علماء اہل سنت اور اکابر ائمہ امت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

فسق یزید متفق علیہ اور کفر یزید میں اختلاف ہے

امام صدر الاسلام ابوالیسر بزدوی اصول الدین صفحہ۱۹۸ میں لکھتے ہیں :۔

رہا یزید بن معاویہ یہ وہ یقینا ظالم فاسق تھا لیکن کافر بھی تھا یا نہیں اس بارے میں علماء میں گفتگو ہے بعض اس کو کافر بتاتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں کہی جاتی ہیں جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں۔

امام ابن حجر الصواعق المحرقہ صفحہ۱۳۲ میں لکھتے ہیں:۔ یزید فاسق تھا شریر تھا نشہ کا متوالا ظالم تھا۔

شہادت حسین پر حضور ﷺ کا قلق

مشکوۃ شریف میں بیہقی، مسند احمد اور ترمذی کے حوالہ سے لکھا۔

حضرت ابن عباس اور ام المومنین ام سلمہ نے خواب میں شہادت حسین کے موقع پر حضور ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا سر اور چہرہ غبار آلود تھا ام الفضل کے خواب میں حضور علیہ السلام کے جسم اطہر کے ٹکڑے کی تعبیر امام حسین ہے یہ لڑائی حضور کے جسم کے ٹکڑے کے ساتھ تھی۔

یزید کے بارے بحر العلوم کی تصریح

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت جلد دوم صفحہ۲۲۳ میں ہے:۔

یزید فاسقوں میں بڑا خبیث تھا اور منصب خلافت سے کوسوں دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اس کا بھلا نہ کرے اور جو طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے کی ہیں سب معروف ہیں۔

مجدد الف ثانی کی تصریح

مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵ حصہ چہارم میں ہے:۔

یزید پر لعنت کرنے سے توقف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ البتہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا میں بھی لعنت کی اور آخرت میں بھی۔

نواب صدیق حسن غیر مقلد کا فیصلہ

ان کی کتاب **بغیتہ الرائد فی شرح العقائد** صفحہ ۶۳ میں ہے:۔

بعض لوگ یزید کے بارے میں غلو وافراط کا راستہ اختیار کر کے کہتے ہیں کہ اس کو تو مسلمانوں نے بالاتفاق امیر بنایا تھا لہذا اس کی اطاعت امام حسین پر واجب تھی اس بات کے زبان سے نکالنے اور اس پر اعتقاد رکھنے سے اللہ کی پناہ کہ وہ امام حسین کے ہوتے ہوئے امام اور امیر ہو اور مسلمانوں کا اتفاق کیسا صحابہ کی ایک جماعت اور ان کی اولاد جو اس پلید کے زمانہ میں تھی ان سب نے انکار کیا اور اس کی اطاعت سے باہر ہو گئے اور اہل مدینہ کے بعض حضرات کو جب اس کے حال کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی اور وہ (یزید) تو تارک صلوۃ، شراب خوار، زانی، فاسق اور محرمات کا حلال کرنے والا تھا اور بعض علماء جیسے کہ امام احمد اور ان جیسے دوسرے بزرگ اس پر لعنت کو روا رکھتے ہیں۔

حافظ ابن جوزی نے سلف سے اس پر لعنت کرنے کو نقل کیا ہے کیونکہ جس

وقت اس نے حضرت حسین کے قتل کا حکم دیا وہ کافر ہو گیا اور جس نے بھی حضرت امام حسین کو قتل کیا یا آپ کے قتل کرنے کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر اتفاق ہے امام تفتازانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ قتل حسین پر یزید کی رضامندی اور اس پر اس کا خوش ہونا اور اہل بیت نبوی کی اہانت کرنا یہ متواتر المعنی ہے۔۔۔۔لہذا اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے اللہ تعالیٰ کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس بارے میں اس کے اعوان وانصار پر بھی (امام تفتازانی کا کلام ختم ہو گیا) (آگے اہل حدیث مولوی لکھتا ہے) بہر حال وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ قابل نفرت ہے اور جو برے کام اس منحوس نے اس امت کے اندر کئے ہیں وہ ہرگز کسی کے ہاتھوں نہیں ہو سکتے امام حسین کو قتل کرنے کے بعد اس نے مدینہ منورہ کی تخریب کے لئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ وتابعین وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر حرم مکہ کی عزت کو پامال کرنے اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کے قتل کرنے کے درپے ہو گیا اور اسی ناپسندیدہ حالت میں مر گیا اب اس کے توبہ کرنے اور باز آجانے کا احتمال ہی کہاں رہا۔

علامہ مقبلی کی رائے

اپنی کتاب **العلم الشامخ** صفحہ ۳۶۸ طبع مصر میں لکھتے ہیں:۔

اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے کہ جو یزید مرتد یا مَرِید کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔ یہ یزید وہی تو ہے جس نے بزرگان امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ کیا۔ مدینۃ الرسول کی حرمت کو خاک میں ملایا سبط پیغمبر حضرت حسین اور ان کے اہل بیت کو شہید کیا اور ان کی بے عزتی کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنان اسلام

نصاریٰ کا بھی ان پر قابو چلتا تو شاید ان کا برتاؤ بھی ان حضرات کے ساتھ اس سے نرم ہی ہوتا اور یزید کی حرکت کو وہی معمولی سمجھے گا جو توفیق الٰہی سے محروم ہوا اور جس کو شقاوت نے گھیر لیا ہو اس طرح وہ بھی اس کے مہلک کرتوتوں میں اس کا شریک بن گیا لہذا تمہیں افراط وتفریط سے بچنا چاہئے لیکن اس سلسلہ میں صبر سے کام لینا ایسا ہی ہے جیسے انگارے کو مٹھی میں پکڑ لینا خصوصاً جب کہ جہالت امڈی چلی آتی ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت وسلامتی کے خواہاں ہیں۔ آمین۔

اور فقہ کا نرالا مسئلہ جس کو ابن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ یزید کا نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں اگر چہ بالاجماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو میخوار رہا ہو اور جو قطع رحمی کا مرتکب ہوا اور جو مدینۃ الرسول ﷺ کی حرمت کو پامال کرے اور جو حضرت امام حسین کا قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم دے ان کے قتل سے راضی ہو کہتے ہیں لیکن خود یزید کا نام لے کر لعنت جائز نہیں۔

اگر چہ اس نے ان تمام امور کا ارتکاب کیا تھا اور وہ قطعاً فاسق تھا اور جیسا کہ ان کا بیان ہے ایسا ہی ہم ان کی فقہ میں پاتے ہیں کہ کسی متعین شخص پر لعنت کرنا روا نہیں یہ ان کا کلیہ ہے تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ تمہاری اس فقہ میں تو قیاس الدلالۃ کی بنا پر یوں ہونا چاہئے تھا کہ کسی معین شراب خور پر حد لگائی جاتی اور نہ کسی معین زانی پر اور اسی طرح اور سارے احکام شرعیہ میں بھی یہی ہونا چاہئے تھا کیونکہ طریقہ تو ایک ہی ہے اور اس صورت میں تمہاری منطق ہی ہوا میں اڑ گئی کیونکہ تم تو منطق کی اس شکل اول کی بھی جو بدیہی الانتاج ہے مخالفت کر رہے ہو لہذا اب اس کے بعد اور کون سی دلیل تمہارے سامنے ٹھہر سکتی ہے کیونکہ قیاس کی شکل اول کی صورت

یہ ہے۔

ا۔ یہ ہے یزید جس نے شراب پی ہے۔

۲۔ شراب پینے والا ملعون ہے۔

۳۔ لہذا یہ یزید ملعون ہے۔

پانچواں اور محققانہ جواب

جن احادیث میں کسی غزوہ پر بشارت آتی ہے اس میں عام طور پر فتح وکامرانی ہی مراد ہوتی ہے اس لئے اس حدیث کے صحیح مصداق اگر مدینہ قیصر سے قسطنطنیہ ہی مراد لیا جائے تو فاتحین قسطنطنیہ ہی مغفور لھم ہو سکتے ہیں۔ بھلا یزید اس بشارت کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ وہ تو قریش کے ان شریر النفس لونڈوں میں سرفہرست ہے جن کے متعلق زبان رسالت سے پیشینگوئی کی جا چکی ہے کہ امت کی تباہی ان (یزید، مروان وغیرہ) کے ہاتھوں ہونی ہے۔

انصاف یہ ہے کہ اس بشارت نبوی کا مصداق یزید پلید نہیں بلکہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ اور ان کی فوج ظفر موج ہے یہی وہ مجاہدین اسلام ہیں جن کی شمشیر خارا شگاف نے عیسائیت کے اس مرکز کو فتح کر کے اس کو قلمرو اسلامی میں داخل کیا اور پھر وہ بغداد کے بعد صدیوں تک مسلمانوں کا دار الخلافہ رہا تا آنکہ مصطفیٰ کمال نے اپنی حماقت سے خلافت ہی کے سلسلہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی مرکزیت اور یکجہتی کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا۔

یزید بدعقیدہ اور بدعمل تھا

مؤرخ اسلام حافظ شمس الدین ذہبی سیر اعلام النبلاء اور الروض الباسم صفحہ ۳۶ جلد دوم میں لکھتے ہیں:۔

یزید ناصبی تھا سنگدل، بدزبان، غلیظ، جفا کار، مے نوش، بدکار تھا اس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ (کے قتل عام) پر اسی لئے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہوسکی۔ حضرت حسین کے بعد بہت سے حضرات نے اس کے خلاف محض للّٰہ فی اللّٰہ خروج کیا جیسے کہ حضرات اہل مدینہ نے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یزید کے حامیوں کو یزید پلید لعنۃ اللہ علیہ کے بہشتی ہونے کا وہم صحیح بخاری کے ان الفاظ سے ہوا:۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔

یزید بن معاویہ روم میں اس وقت فوج کا امیر تھا لہٰذا وہ جنتی ہے ملاحظہ ہو:۔
مولوی عبدالستار تونسوی کی تنظیم کا ترجمان ''دعوت'' امیر معاویہ نمبر، رشید ابن رشید، خلافت معاویہ ویزید، سیرت سیدنا یزید وغیرہ۔

جواباً گزارش ہے

شارح بخاری مہلب (المتوفیٰ ۴۳۳ھ) قاضی اندلس نے آخری اموی تاج دار ہشام بن محمد المعتمد علی اللہ کو خوش کرنے کے لیے سب سے پہلے یہ شوشہ چھوڑا کہ یزید پلید مغفور لھم میں شامل ہے۔ موصوف کی یہ ساری کارگزاری جیسا کہ محدث قسطلانی نے شرح بخاری صفحہ ۱۰۵ جلد ۵ میں تصریح کی ہے: بنی امیہ کی حمایت میں تھی ملاحظہ ہو ''حادثہ کربلا کا پس منظر'' صفحہ ۴۳۰، از عبدالرشید نعمانی۔

پہلا جواب

یزید پلید ۴۹ھ یا اس کے بھی کئی سال بعد ۵۲ھ یا ۵۵ھ میں قسطنطنیہ کی مہم پر روانہ ہوا تھا۔ (خلافت معاویہ ویزید)
اور عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے زیر کمان اس سے کئی سال پہلے اسلامی لشکر قسطنطنیہ پر جہاد کر چکے تھے۔ ملاحظہ ہو: سنن ابوداؤد مترجم وحیدی غیر مقلد صفحہ ۲۹۳، ۳۵۸ جلد دوم، الاصابہ از ابن حجر عسقلانی، ابن عساکر، طبری، البدایہ والنہایہ۔

بخاری شریف میں اول جیش من امتی (میری امت کا پہلا لشکر) کے الفاظ آئے ہیں لہٰذا عبدالرحمٰن بن خالد کے زیر کمان لشکر اس کا مصداق ہے اور وہی لشکر ہی مغفور لھم ہے۔ یزید پلید قطعاً اس کا مصداق نہیں۔

دوسرا جواب

صحیح بخاری کی حدیث میں قسطنطنیہ کے الفاظ نہیں بلکہ مدینہ قیصر کے الفاظ ہیں اس سے مراد وہ شہر ہے جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں قیصر روم کا دارالسلطنت تھا اس وقت وہ شہر حمص تھا ملاحظہ ہو: شرح فارسی صحیح بخاری شیخ الاسلام محمد صدرالدین آزردی صدر الصدور دہلی برحاشیہ تیسیر القاری صفحہ ۶۶۹ جلد ۴ مطبوعہ مطبع علوی لکھنو ۱۳۰۲ھ بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۲۷۹، از عبدالرشید نعمانی دیوبند۔

تیسرا جواب

یزید غزوہ قسطنطنیہ میں بخوشی خاطر شریک ہی نہیں ہوا۔ حضرت معاویہ کو جب اس کی اس حرکت کی خبر ہوئی کہ وہ مجاہدین کا مذاق اڑا رہا ہے تو آپ نے سختی کے ساتھ حکم دے کر بجبر اس کو محاذ پر روانہ کیا اس واقعہ کی تفصیل تاریخ ابن خلدون صفحہ ۲۰ جلد ۳، اور تاریخ کامل ابن کثیر صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲ جلد ۳ میں موجود ہے۔ بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ ۲۶۶۔ جبر واکراہ کے ساتھ جانے والے لشکر کو مغفور لھم میں شامل کرنا یزیدی ناصبی گروہ کی دیدہ دلیری اور ابلہ فریبی ہے۔ وہ قطعاً مغفور لھم میں شامل نہیں۔

چوتھا جواب

اول تو یزید کی زیر کمان اول جیش نہیں دوم شہر قسطنطنیہ نہیں حمص ہے۔

اگر ساری باتیں بالفرض تسلیم کر لی جائیں تب بھی یہ بشارت مغفرت اس شرط کے ساتھ مخصوص ہوگی کہ پھر اس سے زندگی میں ایسے افعال سرزد نہ ہوئے ہوں کہ جن سے مغفرت کی بجائے الٹا لعنتِ خداوندی میں گرفتار ہو جائے۔

کلمہ والی حدیث میں صراحۃً دوزخ کے حرام ہونے کی تصریح ہے پس جو تاویل وتشریح کلمہ والی حدیث (کلمہ پڑھنے والے پر نار جہنم حرام ہے) کی ہوگی وہی تشریح حدیث مغفور لھم کی ہونی چاہیے۔

جنگ قسطنطنیہ کے ۱۲،۱۴ سال بعد کے عرصہ تک اس نے جو برائیاں کیں اور جن جن قبائح کا ارتکاب کیا ہے ان میں اس کی شراب نوشی، شہدائے کربلا کا بے دردانہ قتل، مدینہ منورہ کی تاراجی اور بربادی اور وہاں صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قتل عام اور پھر حرم کعبہ پر فوجوں کی چڑھائی، قتل حسین پر اظہار مسرّت اور اس کا یہ کہنا کہ آج میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے، فواحش کا ارتکاب، زنا، لواطت اور بھائی کا بہن سے نکاح اور سود وغیرہ منہیات شرعیہ کو اپنے عہد میں اعلانیہ رواج دینا مدینہ کی عورتوں کو اپنے لشکر کے لیے مباح قرار دینا، ام المومنین ام سلمہ کا گھر لوٹ لینا، مسجد نبوی کے ستونوں سے گھوڑے بندھوانا، لباسِ کعبہ کو جلا دینا، کعبہ معظمہ کو سنگسار کرانا، حرم کعبہ کے ستونوں کو توڑنا (سرّ الشہادتین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) ترک نماز کرنا، محارم (ماں، بہن، بیٹی) سے نکاح جائز قرار دینا ان سب گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوگی؟

بہرحال یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یزید اس بشارت میں شامل تھا تو بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی زیادہ سے زیادہ یہ ماننا پڑے گا کہ اس کے پہلے

والے گناہ معاف کر دیئے گئے بعد والے گناہوں کے کفارہ کی آخر کیا صورت ہوگی؟

پانچواں جواب

کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی اور بات ہے اور کسی عمل خیر پر جنت یا مغفرت کی بشارت دینا اگر چیز ہے حضرات عشرہ مبشرہ اور سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا نام لے کر حضور علیہ السلام نے ان کو جنتی فرمایا ہے لیکن یزید کا نام لے کر اس کو جنتی ہونے کی بشارت کہیں نہیں دی گئی اس غزوہ میں شرکت کے بعد جب اس کو اقتدار نصیب ہوا تو اس کے اکثر اعمال ایسے تھے جو حبط اعمال اور موجب لعنت تھے۔

ناصبی یزیدیوں کے بارے میں فتویٰ

عبدالرشید نعمانی دیوبندی نے اپنی کتاب حادثہ کربلا کا پس منظر کے آخری صفحہ پر لکھا: یزید کو جنتی کہنے والا ناصبی، فاسق اور بدعتی ہے۔ اہل سنت کے زمرہ سے خارج اور واجب التعزیر ہے۔ ایسا شخص نہ امامت کے لائق ہے نہ خطابت کے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

چھٹا جواب

کبھی کبھی عموم سے بعض چیزیں خارج ہوتی ہیں مثلاً خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ہر جاندار کو نطفہ سے پیدا کیا اب اس عموم سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی خارج ہے جو نطفہ سے نہیں بنی۔ ارشادِ خداوندی ہے ہم نے ہر انسان کو مرد وعورت سے پیدا فرمایا عیسیٰ، حضرت آدم اور حضرت حوا علیہم السلام اس عموم سے خارج ہیں اسی طرح یزید پلید بھی بعض آل محمد ﷺ اور بداعمالیوں کی وجہ سے

مغفور لھم کے عموم سے خارج لعنتی اور جہنمی ہے۔

ساتواں جواب

انصاف یہ ہے کہ اس بشارت نبوی کا مصداق یزید پلید نہیں بلکہ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ اور ان کی فوج ظفر موج ہے یہی وہ مجاہدین اسلام ہیں جن کی تلوار نے عیسائیت کے اس مرکز کو فتح کر کے اس کو قلمرو اسلامی میں داخل کیا پھر وہ بغداد کے بعد صدیوں تک مسلمانوں کا دار الخلافہ رہا کیونکہ جن احادیث میں کسی غزوہ پر بشارت آئی ہے اس میں عام طور پر فتح و کامرانی ہی مراد ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

روافض کا عقیدہ اس بارے میں یہ ہے کہ امام حسن عسکری کے گھر مائی نرجس کے بطن سے شب برات کی رات امام مہدی پوشیدہ طور پر مخفی حمل کے ذریعے پیدا ہوئے اور غار سامرا میں ۷۰ ہاتھ لمبا صحیفہ لے کے غائب ہو گئے۔ کچھ عرصہ غیبت صغریٰ رہی کچھ احباب کو اپنی صورت دکھاتے رہے اب غیبتِ کبریٰ ہے۔ کسی وقت ۷۰ ہاتھ لمبا صحیفہ لے کر ظہور فرمائیں گے۔ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ اب بھی حج کے موقعہ پر امام مہدی مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے ہیں بعض لوگوں کو شکل مبارک دکھاتے ہیں۔

اب اس کے بارے، ہم علمائے دیوبند کے حوالے بڑی دیانت داری سے نقل کرتے ہیں اس مسئلہ میں دونوں جماعتوں میں قریباً ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ رافضی اپنی تحریروں کو صحیح مانتے ہیں مگر علمائے دیوبند اپنی تحریروں کا زبانی انکار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی تحریریں پڑھ کر اور تقاریر سن کر یہ محاورہ بے ساختہ زبان پر جاری ہو جاتا ہے: اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی

۱:۔شمائم امدادیہ مصنفہ اشرفعلی تھانوی صفحہ ۱۰۲۔

۲:۔امداد المشتاق مصنفہ تھانوی صاحب صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵۔

عبارت دونوں کتابوں کی ایک ہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

منجملہ منتظرینِ (امام مہدی) کے سید علی بغدادی ہیں وہ اکثر ہمارے پاس (دیوبندیوں کے پیر کے پاس) آمدورفت رکھتے ہیں۔ ان کی کشف وکرامت اہلِ مکہ میں مشہور ہے ان کے حساب سے امام مہدی کے ظہور میں ایک یا دو سال باقی ہیں۔ انہوں نے امام مہدی کو رکن یمانی کے پاس نماز پڑھتے دیکھا ہے اور ان سے مصافحہ

بھی کیا ہے، اس وقت امام صاحب کی عمر قریب چالیس سال کے معلوم ہوتی تھی۔ سید علی صاحب کہتے ہیں کہ میں بموجب ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بانتظار امام مہدی علیہ السلام مقیم ہوں۔

یہ دونوں کتابیں دیوبند کے حکیم الامت جناب اشرفعلی تھانوی نے لکھیں، بار بار چھپیں، کسی کو اس حوالہ پر اعتراض یا تنقید کی توفیق نہ ہوئی۔ گویا امام مہدی کے بارے میں علمائے دیوبند کا قریباً وہی عقیدہ ہے جو روافض کا ہے کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں بعض لوگوں کو اپنا دیدار کراتے ہیں وغیرہ۔

دیوبندی پیر سید احمد صاحب بعض علماء دیوبند کے نزدیک امام مہدی تھے

۱:۔سوانح احمدی از قلم محمد جعفر تھانیسری (دیوبندی) صفحہ ۳۰۱ میں ہے:۔

جب مولانا (اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان) کی پہلی نظر چہرہ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کرے تو میں بلا تامل اس کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔ (بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ ۱۴۸)

مولوی اسماعیل واقعی اپنے پیر سید احمد کو مہدی موعود سمجھتے تھے اور علمائے سرحد کو جو اعتراضات اس جماعت پر تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ

مولانا اسماعیل نے اور بعض دوسرے لوگوں نے سید صاحب کو مہدی موعود قرار دیا ہے

(سید احمد شہید صفحہ ۶۰۶ از غلام رسول مہر بحوالہ تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۴۸)

علمائے سرحد کا یہ اعتراض بے معنی اور بے اصل نہیں کیونکہ علمائے سرحد نے سید صاحب اور ان کی ٹولی کو بڑے قریب سے دیکھا ہے اور پھر علمائے سرحد کے اعتراض کی تائید مرزا حیرت دہلوی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے:۔

''ان (شاہ اسماعیل) کی عربی کے علم ادب اور علوم مختلفہ سے عظیم الشان واقفیت نے عام طور پر انہیں اس قابل بنادیا کہ وہ اپنے پیر کے مہدیت کے لقب کی جس کو انہوں نے خود قبول کرلیا تھا بہت زور وشور سے تائید کریں اور لوگوں میں منوائیں''

(حیات طیبہ صفحہ ۲۰۹، از مرزا حیرت دہلوی بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۴۹)

ان عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ بانیءِ مذہب وھابیہ فی الہند اسماعیل دہلوی نے اپنے پیر کے مہدی موعود ہونے کی تبلیغ وتشہیر کی اور جم غفیر کو اپنا ہم عقیدہ کرلیا اور عرصہ دراز تک وھابی ٹولہ سید صاحب کے مہدی موعود ہونے کا قائل رہا۔

شیخ اکرام لکھتے ہیں

''سید صاحب کے بعض معتقدین جو انہیں مہدی موعود سمجھتے تھے یہ خیال کرتے رہے کہ سید صاحب غائب ہوگئے ہیں''

(موج کوثر صفحہ ۳۳، از شیخ اکرام، بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۴۹)

امام مہدی کے غائب ہوجانے کا عقیدہ روافض اور دیوبندیوں کے درمیان مشترکہ عقیدہ ہے۔ رافضی امام حسن عسکری کے صاحبزادے کو مہدی موعود اور غائب مانتے ہیں اور یہ اپنے پیر سید احمد کو۔

سید صاحب کے ایک دوسرے جانباز لکھتے ہیں

اگر اس بزرگ (سید احمد) کو مجدد تیرھویں صدی یا مہدی وسط کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

(سوانح احمد صفحہ ۱۵ از محمد جعفر تھانیسری بحوالہ تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۴۹)

حکیم مؤمن خان وھابی پیر سید احمد کے بڑے معتقد تھے ان کی وجہ سے اپنے قریبی

دوست مولانا فضل حق خیر آبادی سے بھی الجھ گئے تھے۔ عقیدت کے سیلاب میں ایسے بہے کہ سید صاحب کے مہدی موعود ہونے کے قائل ہوگئے۔ لکھتے ہیں:

جو سید احمد امام زمان واہل زمان
کرے ملاحد بے دین سے ارادہ جنگ
تو کیوں نہ صفحہ عالم پہ سال وفا
''خروج مہدی کفار سوز'' کلک تفنگ

۱۲۴۲

(سید احمد شہید از غلام رسول مہر صفحہ ۲۷۱ بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۰)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:۔

وہ شاہ مملکت ایمان کہ جس کا سال خروج
''امام برحق مہدی نشان علی فر'' ہے

۱۲۴۲

(سید احمد شہید از غلام رسول مہر صفحہ ۲۷۲ بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ)

دیوبندی مہدی آسمان پر چڑھ گئے۔

روافض تو اپنے مہدی کے غار میں غائب ہوجانے اور قرب قیامت ظہور کا عقیدہ رکھتے ہیں لیکن وہابی پیر سید احمد کے معتقدین روافض سے ایک قدم آگے بڑھ گئے اور کہا کہ ہمارے پیر آسمان پر تشریف لے گئے اور عنقریب واپس آئیں گے۔

مولوی محمد علی قصوری لکھتے ہیں

مجاہدین کو یہ بتلایا گیا ہے کہ حضرت سید احمد صاحب شہید نہیں ہوئے بلکہ

عین لڑائی میں ان کا رفع الی السماء ہوا اور اب وہ واپس تشریف لانے والے ہیں یہی مجاہدین ان کے اصحاب صفہ بنیں گے اور وہ پھر ہندوستان کو فتح کریں گے۔

(مشاہدات کابل و یاغستان صفحہ ۱۱۴ بحوالہ تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۱)

رفع الی السماء کی بات اتنی عام اور مشہور ہوئی کہ میرزا حیرت دہلوی کو بھی لکھنا پڑا ''کہ مجاہدین کو یہ معلوم ہوا کہ سید صاحب مجسم آسمان پر بلائے گئے اور وہ دوبارہ تشریف لائیں گے''

(حیات طیبہ صفحہ ۴۴۳ از میرزا حیرت دہلوی بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۱)

یعنی سید صاحب آسمان پر چلے گئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دوبارہ زمین پر واپس آئیں گے بلکہ سید صاحب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک گونہ فضیلت بھی حاصل ہے۔

آپ کے مرید خاص مولوی ولایت علی عظیم آبادی لکھتے ہیں

''ہمارے حضرت کی خلافت کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نہ سمجھے کہ کسی سے ملاقات نہیں ہوتی یا ان کے ظہور میں بعید عرصہ گزرے گا یہاں تو اکثر لوگ جب چاہتے ہیں تھوڑی سی کوشش میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ عرصہ قریب میں خورشید درخشاں کی مثل ظاہر ہو کر عالم کو اپنے انوارِ ہدایت سے منور فرمائیں گے۔

(سیرت سید احمد شہید صفحہ ۱۴۴، از ابوالحسن ندوی بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۲)

یعنی سید صاحب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ فوقیت اور برتری حاصل ہے کہ لوگوں سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔ سید صاحب کی غیبت اور ظہور کے بارے

میں آپ کے معتقدین و متوسلین کا یہ اکثریتی فیصلہ تھا کہ وہ بالاکوٹ میں قتل نہیں ہوئے غیب ہو گئے ہیں اور عنقریب ان کا ظہور ہوگا۔

مولوی محمد علی قصوری لکھتے ہیں

''جماعت مجاہدین کے اکثر راسخ العقیدہ لوگوں کو یہ یقین تھا کہ حضرت سید صاحب دوبارہ تشریف لائیں گے اور اس جہان کو الحاد زندقہ اور کفر و شیعیت سے پاک کریں گے۔ چنانچہ مجاہدین کی جماعت میں ایک گروہ ایسے لوگوں کا موجود تھا جو نہایت متدین تھے اور نہایت خشوع و خضوع سے ہر وقت یہ دعا کرتے تھے کہ خدایا ہمارا ابتلاء کا دور ختم ہو اور سید صاحب دوبارہ تشریف لائیں۔ چنانچہ جب میں پہنچا تو کئی راسخ العقیدہ مسلمانوں نے مجھ سے اپنے رؤیا بیان کئے کہ حضرت سید صاحب ان کے خواب میں تشریف لائے ہیں اور فرما گئے ہیں کہ ہم اب ظاہر ہونے والے ہیں ایسے خوابوں کی کثرت سے اشاعت کی جاتی اور حکمران طبقہ (امیر المجاہدین اور ان کے حواری) کی طرف سے ان کے ذریعہ ہندوستان اور یاغستان کے جہال کے حسن ظن سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی جاتی۔ وہ لوگ دیانتداری سے یہ سمجھتے تھے کہ جب تک حضرت سید صاحب تشریف نہ لائیں گے اس وقت تک جہاد کی تیاری کرنا فضول تھا۔ حضرت سید صاحب کے ساتھ فرشتوں کا ایک جرار لشکر ہوگا اور فتح و نصرت ان کی رکاب چومے گی''

(مشاہدات کابل و یاغستان صفحہ ۱۱۸، از محمد علی قصوری بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ ۱۵۳)

جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ فرشتوں کا لشکر جرار بھی ساتھ ہوگا اس کے باوجود ان

کے ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا۔کوئی فتوئی حرکت میں نہ آیا بلکہ یہ نہایت ہی متدین (دیندار) لوگ تھے۔

شیخ اکرام لکھتے ہیں

''ہزارہ گزیٹر کے بیان کے مطابق ہندوستانی مجاہدین یہ اعلان کرتے ہوئے جمع ہوئے کہ خلیفہ سید احمد شہید نہیں ہوئے بلکہ بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں''

(موج کوثر صفحہ ۵۱، از شیخ اکرام، بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۵۳)

مولوی ابوالحسن علی ندوی لکھتا ہے

''ایک بڑا گروہ جن میں سرحد کے مقیم اور اہل صادق پور اور ان کے متوسلین تھے سید صاحب کی غیبت کا قائل، آپ کے ظہور کا منتظر اور آپ کے لئے چشم براہ تھا''

(سیرت سید احمد صفحہ ۴۴۳، از ابوالحسن علی ندوی بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۴)

جناب غلام رسول مہر لکھتا ہے

''سید صاحب کی شہادت کے بعد نیاز مندی کے ایک گروہ نے ان کی غیوبت کا مسئلہ کھڑا کر دیا اور مدت تک اس عقیدے کی اشاعت پورے اہتمام سے جاری رکھی''

(سید احمد شہید صفحہ ۸۱، از غلام رسول مہر، بحوالہ حقائق بالاکوٹ صفحہ ۱۵۴)

یعنی سید صاحب کے غائب ہونے کی اشاعت پورے اہتمام سے ہوتی رہی اور لوگوں کو یہ دعوت بھی دی جاتی رہی۔

غلام رسول مہر لکھتا ہے

''صادق پور کے مرکز میں جتنے لوگ پہنچتے تھے انہیں باقاعدہ تلقین کی جاتی

تھی کہ سید صاحب کا ظہور قریب ہے وہ امام وقت ہیں''

سید احمد شہید صفحہ ۸۱۴، از غلام رسول مہر بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۴

سید صاحب کے خاندان کے لوگوں کا بھی یہی عقیدہ تھا۔

مولانا تھانیسری لکھتے ہیں

''سید صاحب کے اکثر اقرباء اور اہل قافلہ آپ کی غیوبیت کے قائل تھے''

(سوانح احمدی صفحہ ۲۹، از محمد جعفر تھانیسری)

غلام رسول مہر لکھتا ہے

''مولوی جعفر علی تھانیسری کہتے ہیں مجھ کو حضرت مرشدنا کی حیات وظہور کا ایسا یقین ہے جیسے اپنی موت کا، پھر لکھتے ہیں مولوی حیدر علی صاحب اور ان کے فرزند کو ۱۳۰۲ھ میں زیارت کا فخر حاصل ہوا''

(سید احمد شہید صفحہ ۳۴۵، از غلام رسول مہر
بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۵)

دیوبند کا نظریہ ء غیبت

مولوی مظفر حسین کاندھلوی فرماتے ہیں کہ میں نے سید صاحب سے دس باتیں سنی تھیں جن میں نو تو پوری ہو چکی ہیں ایک باقی ہے۔ یعنی آپ کی غیبت وظہور۔ منشی محمد ابراہیم نامی شخص نے مولانا گنگوھی کی محفل میں ایک مرتبہ کہا کہ ممکن ہے کہ سید صاحب ابھی زندہ ہوں، مولانا گنگوہی نے کہا بلکہ امکن (زیادہ ممکن) ہے۔

(ارواح ثلاثہ مصنفہ اشرفعلی تھانوی صفحہ ۱۷۵)

اس سے ایک صفحہ پہلے یعنی صفحہ نمبر ۴۷اپر ہے۔ ایک مرید کہتا ہے سید صاحب ہمیں پہاڑوں میں ملے اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اس لئے ہم نہیں آسکتے۔ پھر سید صاحب غائب ہو گئے۔

گویا کاندھلوی، گنگوہی اور تھانوی سید صاحب کے غائب ہو جانے کے عقیدہ پر یقین واثق رکھتے ہیں۔ اس اسلامی جرم میں چونکہ بڑے لوگ شریک ہیں اس لیے ہم مُہر بلب ہیں۔

''ہمارے ہندوستانی مسلمان'' مترجم صفحہ ۷۶ مصنفہ صادق حسین میں ہے۔

سید صاحب کا نقلی بت بنا کر کھڑا کیا گیا اور دور سے لوگوں کو زیارت کرائی جاتی تھی کہ امام غار میں ہے۔

(بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷)

تحفہ محمدیہ صفحہ ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ میں سید اشرف علی گلشن آبادی نے غار میں سید صاحب کا مجسمہ کھڑا کرنے کا واقعہ تفصیل سے لکھا ہے۔

(بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱)

مولانا ابوالکلام کا اعتراف حقیقت

ابوالکلام کی کہانی خود ان کی زبانی صفحہ ۳۵۷ میں ہے:

''چند چالاک اور دنیا پرست آدمیوں نے اپنی ذاتی غرض سے واقعی ایک پتلا بنایا تھا''

(بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۶۱)

مولانا آزاد نے بت بنانے کے حقیقت ہونے کا اعتراف کیا اور اسے چند چالاک اور دنیا پرست آدمیوں کی حرکت قرار دے کر سید صاحب کے متبعین کا دامن

صاف کرنے کی کوشش کی لیکن مولانا اشرف علی گلشن آبادی کا نقل کردہ مکتوب بتاتا ہے کہ اس میں سید صاحب کے متبعین شریک تھے۔

غلام رسول مہر لکھتا ہے:

''ایک کہانی بیان کی جاتی ہے کہ مولوی محمد قاسم پانی پتی نے وادی کاغان کے کسی تاریک غار میں تین پیکر (بت) بنا کر کھڑے کر دیے تھے ان میں سے بیچ کے پیکر بت کو سید صاحب بتایا کرتے تھے وقتاً فوقتاً نمازیوں کو غار کے دھانے پر لے جا کر دور سے (سید صاحب) دکھا دیا جاتا تھا اور وہ مطمئن ہو کر لوٹ آیا کرتے تھے''

(سید احمد شہید صفحہ ۸۱۴، از غلام رسول مہر بحوالہ حقائق تحریک بالاکوٹ صفحہ ۱۶۲)

میں اس کہانی کے صدق و کذب کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا صرف اتنا جانتا ہوں کہ مولوی محمد قاسم سید صاحب کے مخلص مرید تھے ان کے بھائی اور والد میدان جنگ میں شہید ہوئے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ رافضیوں کا مہدی اگر غار میں ہے تو دیوبندی کا مہدی بھی غار میں ہے۔ رافضیوں کا مہدی اگر پیدا ہو چکا ہے تو دیوبندیوں کا مہدی بھی پیدا ہو چکا ہے اور غائب ہے۔ فقیر کی دونوں فرقوں سے گذارش ہے کہ کفر کے فتوے لگانے سے گریز کریں دونوں مکاتب فکر کی کتابوں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رسائل میلاد محبوب ﷺ

ترتیب و تدوین

صلاح الدین سعیدی

عنقریب

منظر عام پر آ رہی ہے